
1563,U

اوم

سائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

امن ہند

از

شنکرداس پنشنر ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر سکول
وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی رامنگر ضلع گوجرانوالہ
مصنف گلدستۂ تہذیب وغیرہ

بمراد خیر خواہی
پبلک ہند و سرکار انگریزی

مئی سنہ ۱۹۰۹ء
بیوک مشن پریس لاہور میں چھپی

۱ — تعداد جلد ۵۰۰ — قیمت فی جلد ۱ر

ڈیڈی کیشن

۱۔ میں اپنی اس ناچیز تصنیف کو اپنے مہربان آ
نریبل سر ڈنزل اپبٹسن صاحب بہادر مرحوم لفٹننٹ گور
پنجاب کے نام پر معنون کرتا مگر میرے پرم متر رائے
سردار امریک سنگھ صاحب حسن والیہ نے ایک پختہ باد
اپبٹسن گنج گوجرانوالہ میں تعمیر کرا دی ہے۔ اس لئے اب یہ
اسے خوشی کے ساتھ سردار صاحب موصوف کے ہی نام
کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

اپیل

۲۔ مسٹر آئی۔ اے اسکوٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر
ولایت پدھار رہے۔ آپ کے ہوتے یہاں امن رہا کوئی بے چینی
نہ ہوئی۔ دعا ہے کہ وہ بصحت و عافیت جہاز کیا دے
بسلامت دوبارہ آئیں

دھنباد

۳۔ اپنے پیارے بھائی ماسٹر متھرا داس جی گوجرانوالہ واسی
کا دھنباد ہے جو میری استعانت فرمایا کرتے ہیں۔

شنکر داس ورما متوطن پنڈی بھٹیاں

گذارش

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی ہم کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

(۱) پیارے ناظرین باتمکین! آپ اگر خودی رائے قایم کرنے کے عادی ہیں۔ تو آپ مجھ پر اس تصنیف کے دیکھنے سے کم سے کم یہ الزام ضرور لگائیں گے۔ بجائے شورش کے اس کا نام امن ہند، کیوں رکھا ہے بخلاف منشا تمام زندگی کا غور اور تواریخی اور اخباری معلومات کے بھروسہ پر نوجوان طالبعلم کو آزادی کی بجائے غلامی کی تعلیم دی۔ اور انڈیا کے قدیم واقعات کے تاریک پہلو کو متواتر دکھایا۔ سرکار انگریزی کی مدح سرائی کی اور ہر موقعہ پر اپنے بے ربط و بے محاورہ الفاظ و فقرات سے اپنی سبک لیاقتی سخیف الرائی اور خفیف العقلی کا ثبوت دیا ایسے ویسے آپ دھرک کار (لعنت) بجائے صلہ عطا کریں گے۔

۲ــ سبحان اللہ! ــ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا۔

یہ تو بھلا پراز نقایص ہی ہے ورنہ نکتہ چینوں کی زبان سے کوئی کس طرح بچ سکے۔

میرے متردد میری پرار تقصا ہے کہ ــ نگر ہر کسی بقدر ہمت اوست بے شک آپ حق بجانب ہیں زمانے کی ہوا کا رخ بدلا ہوا ہے۔ مگر میں پیر فرتوت ٹھہرا نہ میرے الفاظ میں جوش ہے اور نہ کلام میں تیزی آپ کو مزا کیسے آئے۔ الحق ــ
زہر اں دچیز است باز یب و ساز ــ یکے باستو داں دوم در نماز

۴ - آپ مجھے معاف کریں گے نہ میں نے صداقت کو چھوڑا ہے اور نہ مبالغہ سے کام لیا ہے اور نہ اپنی کوشش کو غلیظ ہونے دیا ہے۔ پھر بھی باادب آپ سے معافی کا خواستگار ہوں +

۴ - مجھے اپنے ہمنشین گسائیں (برج لال اور پربھدیال) جی نے کہا اور میں نے یہ ٹریکٹ لکھ دیا۔

۵ - اگر کرپا و دیالتا سے کوئی مہاشے شنکھیا دینگے تو اسے دھنیاد کہتے ہوئے سوئیکار کروں گا۔

بایں ہمہ اگر اس سے یکے از ہزار ناظرین کو اسی نسبت سے کچھ بھی نصیحت ملے تو میں اس ذرا سی محنت کا بڑا اعلےٰ صلہ خیال کروں گا۔ جس سے میرا حوصلہ بڑھے گا۔

شنکرداس از رام نگر

اطلاع

اگر آپ میری مصنفہ کتب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو مطبع مفید عام لاہور سے طلب فرماویں۔

شنکرداس پریزیڈنٹ کمیٹی رام نگر۔

فہرست مضامین امن ہند



۱

اِنسانی زِندگی

میازار مورے کہ دانہ کش ست
کہ جان دارد وجان شیریں خوش ست

۱- ایشور کی مایہ اپرم اپار ہے - دانشمندوں نے مو الید ثلاثہ (حیوانات - نباتات - اور جمادات) پر اسے منقسم کیا ہے (خاک - باد - آب اور آتش) یہ عناصر ٹھیرے اجرام فلکی کا حساب جدا رہا - ہر ایک ان میں جداگانہ قدرت الٰہی کا دفتر لا انتہا ہے میں ایک تجھ بدھی والا بھلا کیا اور کس کا بیان پوری طرح کرسکوں - بڑے بڑے عالمان متبحر اور حکمائے زمانہ اس پر طبع آزمائی کر چکے اور پھر بھی یہی کہا کہ (ماعرفناک حق معرفتک) نہیں جان سکے تیری صورت جیسا کہ جاننے کا حق ہے - اگر میں صرف حیوانات کی اقسام کا ذکر کروں تو وہ بھی محال ہے - کون چوراسی

نوٹ: ایک چیونٹی کو بھی مت تکلیف دے جو دانہ لئے جاتی ہے - کیونکہ اس میں جان ہے اور جان سب کو پیاری ہوتی ہے

لاکھ گی (بقول حکمائے ہند) تفصیل بنا سکے - اِن میں بھی ہوائی آبی - چرند و پرند اور حشرات الارض ہزار در اقسام کے جانور ہیں مگر ہم سب سے قطع نظر کر کے محض انسان اشرف المخلوقات کی قیمتی زندگی پر کچھ کہنا چاہتے ہیں - جو انوارِ ربی کا ایک مجسم نمونہ ہے - اس کی کُنہ کو پہنچنا بھی میرے اِدراک سے خارج ہے -

۲ - اس کی ابتدا کا حال بھی تا حال فرضی یا قیاسی یا محض مذہبی کتب کے نا قابل اعتراض مسایل پر مُبنی ہے - ہر کوئی آدم کا ذکر کرتا - ایک عورت مرد کا قصّہ خیالاً بنایا اور اس سے دنیا میں انسان کے وجود کو پھیلایا - ڈاروں صاحب کی تھیوری ہے کہ انسان دنیا کے ہر ایک حصہ میں پائے جاتے اسکیمو برفوں میں بھی رہتے ہیں - افریقی گرم ریگستانوں میں پہاڑوں پر انسان بستے ہیں - جنگلوں میں گزر اوقات کرتے ہیں حتّےٰ کہ جہاں ابھی تک بھی انسان کا پہنچنا قیاس سے خارج ہے وہاں بھی مانس بچّنی موجود ہے - چاہے جنگلی حیوانات کی طرح دونوں ہاتھ اور پاؤں کے بل چلتے پھرتے ہوں اور رغائیں بائیں بولتے ہوں - خورش اور پوشش اور ضروریات

زندگی کے سامان ہر جگہ ان کے حسب حال آب و ہوا مختلف
ہیں۔ ایک ایسے ہیں کہ ننگے مادر زاد ہیں نہ انہیں طریق
تمدن کی ضرورت اور نہ مال و دولت کی حاجت اور
کاشتکاری سے اجناس خوردنی پیدا کرنے کی خواہش ہوتی
ہے۔ درختوں کے پھول پھل یا آبی جانور یا خشکی کے
جانور کھا کر گزارہ کرتے ہیں۔ مکان نہیں بجائے
پہاڑوں کی غاروں برف کے تودوں یا درختوں
کی ٹہنیوں پر بن چڑوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور
اپنے حال پر ایسے خوش و خرم ہیں کہ غالباً ہم ان کے
برابر نہیں ہو سکتے وہ اپنے طریق مجوزہ پر آزادانہ ایام
زیست بسر کرتے ہیں انہیں عمر کا حساب اور نہ گردش
نیلوفری کے حوادثات کا اندیشہ۔ ہم تو چپہ چپہ زمین پر لڑتے
مرتے ہیں۔ پیسہ پیسہ پر جان دیتے ہیں ذرا ذرا سی بات
پر ہم چھری کٹاری ہوتے ہیں۔ تس پر بھی مہذب روشن
خیال اور تعلیم یافتہ اعلےٰ زندگی والے انسان کہلاتے
ہیں اور خانہ بدوش جنگلی یا بانی جاہلوں کو حیوانی زندگی
بسر کرتا خیال کرتے ہیں۔ ڈارون صاحب کہتے ہیں۔ کہ

جہاں انسان اب تک بھی بمشکل پہنچ سکتا ہے وہاں بھی
انسان کا وجود موجود ہے وہاں باوا آدم اور اماں
حوا کی اولاد کیا پر لگا کر پہنچی تھی - جبکہ طریق سفر بحری
بری ایک تو ایجاد چیز ہے پہلے نہ تھی اس سے انہوں
نے قیاس لگایا ہے کہ انسان ضرور پہلے بندر بن چر
تھے ترقی بتدریج حاصل کرتے ہوئے بایں شکل و
شباہت پہنچے ہیں -

اگر آپ اسے بھی باور نہ کریں تو ہم مجبور نہیں
کر سکتے پھر بھی ہمیں یہ کہنا پڑیگا کہ ابتدائی آفرینش
انسان کا مسئلہ تاہنوز لاینحل ہے اپنی اپنی ڈفلی اپنا
اپنا راگ (ہر ملکی و رسمی یا ہر مذہبی و خیالی)

۱۲- میرا منشا یہ ہرگز نہیں کہ کسی کی مذہبی تقدیس پر حملہ
کروں یا کہ مذہبی فیلنگ کی توہین کروں - میرا مدعا اس
لاین سے جدا ہے (اس کی ابتدا پر طبع آزمائی لاحاصل
ہے) وہ یہ ہے کہ انسانی جان بھلے کرموں کے پھل
سے ملتی ہے - پھر انسان نیچ اونچ نربل اور بلوان
غریب امیر تندرست - بیمار اس کی بہت قدر کی جانی چاہئے

اور اسے شبھ کرموں میں لگانا چاہیے - کینہ - بغض - بدی - بدکرداری اور وحشیانہ باہمی برتاؤ اس کا مدعا نہ ہونا چاہیے - بلکہ نیکی ہمدردی اور اعلےٰ شریفانہ اخلاق اس کی علت غائی خیال کرنی چاہیے - اور بنی نوع انسان کے لئے ایک قابل تقلید نیک نمونہ بن کر دکھانا مناسب ہے اور آپس میں عمدہ سلوک ہو اور امن عامہ کی حفاظت کے ساتھ باہمی بھرا تری پریم بھاؤ کی پرورش کرنی چاہیے - بقول سعدی سہ

بنی آدم اعضائے یک دیگراند کہ در آفرینش زیک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضو ہا را نماند قرار

پھر یہ زندگی چند روزہ ہے حباب آب ہے ایک تماشہ ہے ایک کھیل ہے موت اس کے ساتھ لازم ہے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں طفلی جوانی و پیری پر اس کی کوئی خصوصیت نہیں اس کا کوئی وقت ہوتا اگرچہ تقریباً فی ہزار ایک آدمی بھی اپنی عمر

لہ آدمی باہم ایک دوسرے کے عین پران ہیں اس لئے کہ ایک ہی جوہر سے ان کی پیدائش ہے - جب منش کے ایک انگ میں گردش زمانہ سے درد شروع ہوتی ہے تو باقی انگ بھی تکلیف پاتے ہیں -

ایک سو سال تک نہیں پہنچتا۔

۴۔ خوشحالی اور صحت کی صورت میں انسان کبھی مرنا پسند نہیں کرتا اور نہ کسی اور حال میں بھی۔ اور سو سال بھی مثل ایک خوشگوار خواب کے گزر جاتا ہے بحالت دیگر یہ زندگی ایک وبالِ جان ہوتی ہے اور خواب پریشان بہر صورت زندگی ہو تو قابلیت علمی و عملی اور نیک نامی کے ساتھ ہو اور ساتھ ہی کسی قسم کی تنگی نہ ہو بدنام جیے تو خاک جیے اپنے پر نثار تھے سے کمزور انسانوں کی ہر طرح امداد کرنا ایک ضروری اور اعلے فرض انسانی ہے۔ کمزوری خواہ جسمانی مالی صحت یا قابلیت کی ہو اور ہر ایک بجائے خود محتاج دستیاری ہے۔

سنئے! انسان ہو کر انسان کا برا کرنا۔ جھوٹ فریب دھوکے سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف دینا قابل نفرین فعل اور پھر کسی کی جان لینا تو بدترین گناہ ہے کسی کے حقوق پر دست اندازی کرنا جیسے چوری ڈکیتی کسی بیگانہ عورت کی عصمت دری بہ سراسر وحشی فعل ہیں۔

۵۔ مرگ فراموشی سے بھی آدمی افعال مذموم کرنے میں

دلیر ہو جاتا ہے۔ موتکی یعنی اس غرض سے کرو کہ تم گناہ سے
بچے رہو اور سوسائٹی کے مسلمہ قانون کو نہ توڑو۔ اور
وقت بے حکمران شخص یا قوم یا فرقہ سے اس طرح پیش آؤ
کہ قابل سرزنش اور لعنتی نہ سمجھے جاؤ اور تمہاری زندگی
۵ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے ہم تو اس جینے کے
ہاتھوں مر چلے - ہر حال میں صابر خوش اور مطمئن رہنے
کے عادی ہو یا بھائیو جگت میں آکر مشکل ہوا ہے جینا۔
جیمز ہلمن صاحب کہتے ہیں کہ روتے جاؤ گے تو موئے
ایستر لماؤ گے موت کو ہمیشہ موت کے لئے یاد کرو گے
تو وہ تمہارے بہت قریب آجائے گی۔
۵ زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔ مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں
وہ دن بھی آئیگا کہ انسان اپنی نیک کوششوں سے
اپنی زندگی کے ایام زیادہ کرنے میں کامیاب ہونگے
جیسے کہ تعداد مرگ قانون حفظ صحت پر عمل کرنے سے
کم ہو سکتی ہے۔ اسی طرح زندگی کا بڑھنا ممکنات سے
ہے۔ ضرور جسمانی بے اعتدالیاں قانون صحت کے
برہم زن ہوتی ہیں۔ اگر صحت چاہتے ہو تو از بس صفائی

میں کوشش کرو مگر ایک فرد واحد کی صفائی اجماعی
فایدہ دینے سے ہمیشہ قاصر ثابت ہو گی تا وقتیکہ عام افراد
انسان دیہہ قصبہ یا شہر کے اِس میں مجموعی کوشش نہ کریں
اس سے معتد بہ فواید مرتب ہونے مشکل ہیں۔ متفقہ صحیح
کوشش شروع ہوئی تو ضرور انڈیا کی سرزمین طاعون
ہیضہ چیچک اور بخار تپ اور ہیچو قسم وبائی امراض سے
پاک ہو سکے گی اور پھر آسایش عامہ بمدیہ ترقی ممکن ہے اگر
ملک سے دھواں (دخان دھول دگرد) اور بدبو
نابود ہو جائے تو انسان کی زندگی کی رمیعاد حال
سے بہت زیادہ ہو جائے یا موت کی گرم بازاری کم
ہو جائے مگر یہ سردست ناممکن ہے۔
۴۔ طریق زندگی۔ خوش دلی دلبری اور پاکبازی
سے انسانی حوائج بسہولت پوری ہوتی ہیں (طلاقت
الوجہ عنوان الضمیر) چہرے کی حالت سے دل کا راز
معلوم ہو سکتا ہے پس جس کام کے لئے تم کمربستہ ہوئے
اس کا آغاز خوش و خرم چہرہ سے کرو پھر اس میں
کامیابی یقینی سمجھو۔ کسی سے کچھ مانگو تو خوشی سے وہ

دیدیگا

بجا جنتے کہ روی تازہ رو و خنداں رو
فرو نہ بندد کارے کشادہ پیشانی

اور جب ہم بدنیتی سے حقوق طلبی کے لئے بدخیالی اور گستاخانہ رویہ کو ہمراہ لے کر جاتے ہیں چہرے سے غصہ غم یا ہیبت برستی ہے تو اکثر طاقتور سے بجز ڈکا سا جواب ملنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اب میں اور آگے چل کر بتاؤں گا کہ زندگی کا مشن یا حسن العمل جو ہو کس طرح پورا کیا جائے۔

۷۔ اس میں میرا طرز بیان فلسفیانہ نہیں بلکہ عامیانہ ہے۔ بلا تحریک و تحریف کسی اور کے صداقت کی پابندی کو لئے ہوئے ہوگا

ہمیشہ سچائی کو رکھو عزیز کہ سچ کے برابر نہیں کوئی چیز
راستی موجب رضائے خداست کس نہ دیدیم کہ گم شد از راہ راست

۵ جس ضرورت کے لئے چلا ہے کھلے چہرے اور ہنستے ہوئے جا کیونکہ کشادہ پیشانی کا کام اٹکا نہیں رہتا۔

۵ خدا کی رضامندی سچائی سے حاصل ہوتی ہے سیدھے اور صاف راستے سے میں نے کبھی

۸- جزائے اعمال - یہ ایک مسلمہ اصول ہے جسے ہر ایک مذہب و ملت نے مانا ہے کہ جیسا کوئی کرے ویسا پائے انسان اپنے اعمال و افعال کا آپ کرتا اور بھگتا ہے

ہر کہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

من حفر بیراً لاخیہ وقع فیہ

ہمیشہ بھلے سے بھلا اور برے سے برا نتیجہ کی امید رکھنی چاہئے - چاہ کن را چاہ در پیش - جو کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے اس کے اپنے لئے گڑھا تیار ہوتا ہے -

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

گیہوں سے گیہوں اور جو سے جو اگتے ہیں - اپنے کئے کے بدلے سے غافل مت ہو - یعنے جیسا کرو ویسا بھرو - اپنی کرنی اپنی بھرنی - اپنے ساتھ جو برائی کرے

ف۱ جس نے بدی کا بیج بویا اور نیکی حاصل کرنے کی امید رکھی اس نے بیہودہ دماغ سے فضول خیال باندھا -

ف۲ پس جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا پھر وہ آپ ہی میں گر پڑا

اس کو اس کا ہمیشہ بُرا نتیجہ دینا یہ تو کوئی خوبی کی بات نہیں خوبی تو یہ ہے کہ اس سے بھی بعض موقعہ پر نیکی کرے

بدی را بدی سہل باشد جزا[1] اگر مردی احسن الے من اساء

انتقام گیری گو نہ نا قابل ستائش فعل ہے بقول شخصے یہ مشکل نہیں کہ

بابداں بد باش بانیکاں نکو جائے گل گل باش جائے خار خار[2]

اور سِنَّ بِالسِّنِ وَالجُرُوحَ قِصَاصٌ[3]

یہ اقوال راج نیتی ہیں اگر عام دنیا دار وغیرہ درگزر اور عفو کا مادہ مفقود ہو تو ملک میں ہمیشہ جنگ وجدل جاری رہے اور شورش عامہ سے امن کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہو ہم ہرگز اس امر کی صلاح نہیں دیتے کہ ہر موقعہ پر بدی کا عوض نیکی ہو اس سے بھی رفع

---

[1] بدی کا بُرا بدلا لینا آسان ہے۔ اگر تو مرد ہے تو جو شخص تجھ سے برائی کرے اس سے نیکی کر۔

[2] بدوں کے ساتھ بُرا اور نیکوں کے ساتھ نیک ہو۔ پھولوں کی جگہ پھول اور کانٹوں کے ساتھ کانٹا بن جا۔

[3] جو شخص تمہارا دانت توڑے اس کا دانت توڑ ڈال اور جو زخم لگا دے اس کو زخم لگا دے

شر کی کوئی وجہ معقول نظر نہیں آتی ۔

۹۔ نیکی کردن بر بداں ظلم است بر نیکاں ۔ بدوں سے نیکی کرنا نیکوں پر برا کرنا ہے ۔ اگرچہ یہ کلیہ قاعدہ نہ ہو تاہم انتظام عامہ اور رعایہ کو انصاف کے ترازو میں تولنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ قول مذکور پر عمل کیا جائے ۔ لیکن ہمیشہ نہیں موقعہ اور وقت کیموافق عامل رہنا واجب ہے ۔ بے شک دنیا گزشتنی و گزاشتنی ہے جگت تبری کال است ہے مگر ایسے مان لینے میں ہر قسم کی مادی ترقی رک جاتی ہے ۔ یہ چلتی سرائے یہ سپنے ماتر ہے اور کرموں کے انوسار پنر جنم ضروری ہے ۔ مگر شبھ آچار ہر ایک کو لازم ہیں اور انیا چار سے گریز کرنا اعلےٰ مشن زندگی کا ہے

انڈیا اور انڈین

اے ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

۱۔ میں اس سے پہلے انسانی زندگی پر چند کلمات لکھ چکا ہوں اب موجودہ زمانہ کی حالت پر نظر

کرتے ہوئے میں اپنے ملک اور قوم کے متعلق کچھ
کہنا چاہتا ہوں اور وہ میری اپنی رائے ناقص پر
منحصر ہوگا۔ اس میں نہ خوشامد سے تعلق اور نہ خوف
سے واسطہ۔

میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی فرد بشر انسانی شرافت
یا اخلاق سے گرے ہوئے فعل کرے یا احسان
فراموش کر کے عدل و انصاف کو چھوڑے ہوئے
ایک سفاک ظالم بن جائے اور اپنے لعنتی اور
قابل نفرت امور سے اپنے پاک بھارت دیش کو
ملوث کرے اور دنیا و عاقبت خراب کرے۔

یہ صحیح ہے کہ انڈیا انڈین کا تھا اور رہنا بھی
چاہئیے مگر یہ ہوش کب سے سنبھالا اور کب سے
تم اس قابل ہوئے اور یہ پر و بال کس کے طفیل
نکالے سچ پوچھئے تو یہ ساری کرپا ہماری نیک گورنمنٹ
برطانیہ کے قدوم میمنت لزوم کی ہے ورنہ ہم تو
جہالت کے گڑھے میں گڑے پڑے تھے۔

۱۲۔ قدیمی انڈیا کی حالت	خصوصاً مشرقی حملہ آوران

اور شاہان سلف کے طریق عمل نے تو ہمیں مٹی میں
ملا دیا تھا اپنے ظلم و ستم سے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا
تھا۔ ایک لاشہ محض اور بے سکت بنا دیا تھا۔ ایرانیوں کا غیر
دوسو سال تک پنجاب پر حکمران رہنا۔ سکندر اعظم اور
اس کے جانشینوں کے حملے۔ سانڈری کوٹس (یا
چندر گپت کا) اپنے والد مہانند سے بگڑ کر سکندر سے قابل
سمجھوتا کرنا اور سکندر کی کل چالیس ہزار فوج کا مہانند کی دو
لاکھ جرار فوج کی خبر سن کر ڈر جانا اور سلطان سکندر کا
سے فرنٹ ہو جانا۔ پھر سلوکس کے بعد میں یورش ہونا
اور اپنی دختر کی مناکحت چندر گپت سے کر کے لڑکی
صلح کرنا اور پھر اسلام کا وجود میں آنا اور خلفائے
اسلام نے اسے میدان تاخت و تاراج بنانا۔ سبکتگین اور
محمود غزنوی کے متواتر حملے۔ اور پھر غزنویوں کے دہلی
بعد غوریوں سے غیاث الدین اور غلاموں کی چڑھائی
اور پھر انڈیا کو اہل اسلام کی جابرانہ حکومت کا جوا
اپنی گردن پر اٹھانا۔ خاندان خلجی تغلق سادات لودھی
اور مغلیہ کا یکے بعد دیگرے صدہا سال اس پر اپنی

امیں سلطنت کے عَلَم کا پھریرا لہرانا۔ ملک ہند میں بہمنی خاندان
چھوڑ لے سے پانچ مختلف سلطنتوں نظام شاہیہ عادل شاہیہ
انیونکو غیرہ کا برسر پر متمکن ہوکر نیست و نابود ہوجانا وغیرہ
نظم او ور پھر اگر اورنگ زیبی عہد کو الگ رکھا جائے تو اکثر
ں ۔شاہان اسلام کا بے تعصب اور انصاف سے حکومت کرنا
رسے قابل داد بھی ہے تیمور بابر پھر نادر شاہ اور احمد شاہ
انند کو درانی اور زمان شاہ کے حملوں سے ہمارے ملک کی
سکندر شاہ حالی کے واقعات ہسٹری آف انڈیا سے ظاہر
چو نابود ہو رہے ہیں۔ انجام کار انڈیا میں ہتے ہتے ہیر ہوگیا جسکی
رکے لکڑی اُسی کی بھینس۔ طوایف الملوکی سے ملک کا بہت بُرا حال
ئے تھا گاؤں گاؤں میں خانہ جنگی تھی اسی پر سلطنت چغتائی
ں اور کا خاتمہ ہوا۔ ضابط خاں روہیلے نے شاہ عالم ثانی
ں کے دہلی کی پیش قبض سے آنکھیں نکال ڈالیں۔ مرہٹوں نے
چڑھا ہاتھوں پر بدلا لیا اور نہ تیغ کرکے مٹی میں ملا دیا جاٹوں
کا جوانے ہر جگہ لوٹ گھسوٹ مچا دی گھلوگھل اور مرہٹوں اور
ودہی پنڈاروں نے طوفان بے تمیزی مچا رکھا تھا سکھوں نے
اپنی اپنی جہالت اور ناخدا ترسی سے سیحو ما دیگرے نیست کا

عالم کر رکھا تھا

۳- شاہ اودھ کی فوج آرد از بازار و نمک از سرکار پر کار بند تھی۔ رعایا کی تباہی اور خرابی میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا۔

غریب رعایا کی مال و جان ہر وقت معرض خطر میں تھی۔ دولت مند ہونا ایک جرم کبیرہ تھا۔ عورتوں کی عظمت و عصمت کا خدا حافظ تھا۔ لاکھوں ہندو صرف ہندو ہونے کے جرم میں تہ تیغ بیدریغ ہوتے تھے اور ان کے مندروں میں گائیں ذبح کرائی جاتی تھیں۔ اور ان کے منہ میں تھوکا جاتا تھا۔ با این ہمہ ذلت ہندوؤں نے مسلمانوں کو ملیچھ (حقیر یا کمینہ) ہی تصور کیا اور اپنی پوزیشن کو گرنے نہ دیا ان سے کھانا پینا تو کجا ان سے چھونا تک روا نہ رکھتے تھے

۴- صرف اس لئے کہ ہندوؤں کے مقدس مقامات کی اہل اسلام توہین کرتے اور گائے کی حرمت کی بجائے اُسے ذبح کر کے ان کے دل آزار بنتے۔ گائے ہندوؤں کی رشتہ دار ہے کیا؟ وہ اسے ماتا

لنکر پوجتے ہیں - انڈیا کی کل برکات کا منبع صرف گائے
ز سر کو ہی سمجھتے ہیں۔ اس کا دودھ پینا صحت اور طاقت
دقیقی موجب ہے کاشتکاری بیلوں سے کی جاتی ہے -
مال کی گاڑیاں یہ کھینچتے اور بوجھ ڈھوتے ہیں اس
طر ملک گرم ملک کے لئے اس کا وجود از بس غنیمت ہے - بلکہ
ں کی ہندو تو یہ کہتے ہیں کہ کل دنیا کی ہستی کا مدار ہی گائے
د صرف یہ ہے زمین دھول بیل کے سینگ پر ہے اس کا مطلب
ے اور یہ ہے کہ اگر گائے نہ ہو تو مخلوق کا نشٹ ہو جائے انکی
اور اس خیال میں تمدنی سچائیں کوٹ کوٹ کر بھری ہے -
ت مسلمان اس کا گوشت یا تو سستا ہونے کے باعث
ی تصور یا ہندوؤں کے دکھ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں
نا پینا صاحبان انگریز بھی اس کے استعمال کو برا نہیں سمجھتے
چھاؤنیوں میں ہزاروں خنجر کے گھاٹ چڑھتی ہیں -
مقلنا اگرچہ تعلیم یافتہ اہل ہنود خصوصاً نئی روشنی والے انکے
اس فعل پر چنداں معترض نہیں ہوتے - مگر پرانے خیال
کے آدمی قاتل البقر کو سخت حقیر اور پاپی خیال کرتے
ہیں بعض اہل اسلام کہتے بھی ہیں کہ بانی اسلام قیامت

کو قاتل البقر والشجر والپمنستو گائے کے مارنے والے د
کے کاٹنے والے اور بچوں کے قتل کرنے والوں
شفاعت نہیں کریں گے۔ اور نیز حدیث ہے کہ لحم ا
داءٌ ولبن البقر دواءٌ گائے کا گوشت بیماری پی
کرتا ہے اور اس کا دودھ دوا ہے اس کے گوش
میں مہلک امراض پیدا کرنے کے کیڑے ہوتے ہیں
خوردبین سے دیکھے جاتے ہیں اسی واسطے عقل
اس کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں بلکہ اب ایسے لو
بھی پیدا ہو رہے ہیں کہ جو باوجود جواز کے جیو ہنسیا
ہی مطلق کنارہ کش ہو گئے ہیں ایک دن ایک مسلما
تحصیل دار ایک مسلمان منصف کو ہندوؤں کی طرف
سے بایں الفاظ نفرت دلا رہے تھے کہ اگر ان کے
برتن کو کتا پلید کر دے تو راکھ سے مانجتے اور دھ
سچا کر لیتے ہیں لیکن مسلمان کا چھوا برتن آگ میں ڈا
جائے تب شدھ ہوتا ہے اگر مٹی کا ہو تو اسے تو
دیا جاتا ہے گویا یہ لوگ ہم کو کتوں سے بھی زیادہ نج
خیال کرتے ہیں کیوں نہ ہم بھی اپنی پوزیشن کو قایم کر

اور سیلف رسپکٹ کا خیال کر کے ان کا چھوا نہ کھائیں اور ان کے مقدمات خراب نہ کریں منصف صاحب اسم بامسمیٰ تھے آپ نے کہا کہ اگر مسلمان گئو ہتیا کرنا حتیٰ کہ گوشت خوری چھوڑ دیں تو ہندوان سے یقیناً رشتے ناطے کرنے لگ جائیں اور باہم شیر و شکر ہو جائیں۔ مگر مسلمان ایسے دور اندیش کہاں سے آئے۔ پھر اتفاق کیسے ہو باوجود چار پانسو سال مطابقت اہل اسلام کے ہندوؤں نے اس وقت بھی اپنی سیلف رسپکٹ کو نہ چھوڑا تو اب ہمارے تمہارے اس بے جا تعصب اور ہٹ دھرمی سے ان کا کیا بگڑتا ہے۔ عدالت سے انصاف کا حاصل کرنا ہر ایک مذہب کا لازمی حق ہے۔ یہ سن کر نائب تحصیلدار صاحب دم بخود رہ گئے۔ عجب نہیں کہ وہ بھی اپنا رویہ قابل تعریف بنالیں۔ میرے خیال میں اگر مجتہدان و مولویاں جو شریعت کی منادی کرنے والے ہیں۔ اگر اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ہر ایک مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد ہی اس پر بذیل اتفاق برادران ہند چند کلمات نمازیوں کے سامنے اپنے پر اثر لہجہ میں

کہنہ یا کریں تو اس تعصب کا دور ہونا آسان بات ہے

گو یہ کہنا ہماری سراسر حماقت یا کوتہ عقلی ہے کہ ہم اہل اسلام کو ایک ان کے جائز حق سے محروم کر کے انہیں گوشت خوری سے روکیں۔ ہاں اگر خود ان کے اپنے ذہن میں یہ آجاوے کہ کسی جاندار کی جان نہ لینا ہی بہتر ہے تو ان کی مرضی ہے اور وہ ہر طرح اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ ہندو خود بہت سے گوشت خور ہیں۔ ہاں اگر فریقین اپنی خوشی سے گائے کی حفاظت کا فیصلہ کر لیں تو منافرت کا عمیق گڑھا پُر ہو جانا ممکن ہے۔ دودھ اور گھی کیسا گراں ہو رہا ہے۔ مویشی کی قیمت کس قدر بڑھ چڑھ گئی ہے ان باتوں پر غور کرنا مناسب ہے اور اس کا اثر بعض ہندوؤں پر ہی نہیں پڑتا بلکہ ہر ایک فریق پر خواہ وہ عیسائی بھائی ہو یا مسلمان برادر یکساں پڑتا ہے۔ مگر صرف اس مسئلہ کو انصاف کی عینک لگا کر بنظر تعمق دیکھنا واجب ہے۔

میں بڑے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ میرے دیکھتے ہمارے دیس میں بکری کی قیمت دو یا تین روپے تکائے

1563

کی پندرہ بیس روپے اور گاؤ میش شیر دار کی پچاس روپے تک تھی۔ اب بکری شیر دار پندرہ بیس اور گائے اسی سو روپیہ تک اور گاؤ میش کی قیمت دو سو روپیہ تک جا پہنچی ہے۔ یہ سب قیمت اعلےٰ قسم اور ذات کی ہے اور پھر شیر دار کی

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

دیکھو ان میں کتنا بڑا فرق پڑ گیا ہے:۔

اور پھر گوشت کا نرخ بھی چار پانچ آنہ سیر تک چڑھ گیا ہے۔

حاذق حکیم درویش جو ہندی طبیب ہوئے ہیں اپنی تصنیف درویشی میں فرماتے ہیں۔

کہ پے سمان اوشدھ نہیں کوئی۔

یعنے دودھ کے برابر کوئی علاج نہیں گویا ہر ایک بیماری کا انجام کمزوری ہے اور سب کا دوا دودھ ہے۔ پھر ایسی نعمت کو ہم اپنی کم فہمی سے ملک کے لئے کمیاب کر رہے ہیں۔ لہذا اِن قوم کو اس طرف سچے دل سے ضرور متوجہ ہو کر اپنے ملک کو افلاس اور ادبار

ہے نجات دلانا چاہئے۔ ممکن ہے کہ اگر گاؤکشی بند ہو جائے تو دیسی چمڑا اور اس کی ساخت چیزیں گراں ہو جائیں سو یہ گرانی ہرگز ہمارے افلاس کا موجب نہیں ہو سکتی۔

انگریزوں سے پہلے کی حالت:

۵۔ اس ملک میں صاحبان انگریز کے آنے سے پہلے کمال اندھیر گردی تھی۔ اکیلے کوس دو کوس چلنا اور صحیح سلامت منزل مقصود پر پہنچنا بڑا کٹھن تھا۔ لوگ غرور جوانی میں ہی باہم کٹ مرتے ڈاکہ مارتے رہزنی کرتے عورتوں کو اٹھا لے جاتے ان کے زیور اتار لینا اور اُن کا ست بھنگ کرنا کوئی جرم ہی نہ تھا پیسہ روپیہ کی چیز پہ لوگوں کو جان سے مار ڈالتے تھے چوروں کو باختیار خود پھانسی پر چڑھا دیتے یا ایک گنوہنیا کے الزام میں گاؤں کو پھونک دیتے لوگوں کو لوٹ لیتے گاؤں گاؤں میں جدا حکومت تھی کسی سے قرض لینا ہوتا۔ مقروض کے گاؤں کا کوئی باشندہ ہاتھ آ جائے تو اسے کاٹھ مار دیتے بڑی لکڑی کے ساتھ

پاؤں کو پھنسا دیتے تاکہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ قرضہ کسی نے لینا ہے

ایک جرم کرتا تو سارے گاؤں یا کم سے کم خاندان کو سزا دی جاتی چوروں اور مجرموں بلکہ ملزموں کے بلا ثبوت حاصل کئے ناک کان ہاتھ اور ٹخنے کی ہڈی کاٹ دی جاتی یا زندہ آگ میں جلایا جاتا ہر قسم کی ابواب تجارت مسدود تھی صنعت و حرفت فرو ہو چکی تھی ایسی بد امنی میں بھلا کوئی کاشتکاری کس طرح کرتا جبکہ حکام مقامی ہی بلا قیمت دئے جبر سے کھیت کٹوا کر اپنے جانوروں کو چارہ میں ڈال دیتے تھے معاوضہ نقصان دینے کا ہمارے ملک میں قطعی رواج ہی نہ تھا جا بجا حیرانی اور تباہی اور آہ و بکا کا عالم تھا سیاست تمدن نام کو نہ تھی کوئی قانون یا قاعدہ نہ تھا مسلمانوں کے عہد میں اگر اہل ہنود پر سیر بھر ظلم ہوا۔ تو اسی کی کسر سکھوں نے نکالی بجائے سیر کے من بھر کرکے خلاصی نہ کی اگر انہوں نے مندر گرائے اور مسجدیں بنائیں تو انہوں نے مسجدوں کی جگہ دھرم سالہ قایم

کیے۔ ان کے عہد میں حقہ نوشی جرم تھا۔ مسجد میں اذان
بآواز بلند جاں جوکھوں کا کام تھا۔ جیسے کہ متعصب
اہل اسلام کے وقت مندروں میں ناقوس بجانا یا
مذہبی بھجن گانا تھا۔ مرہٹوں نے مکہ کے حاجیوں تک
کو لوٹنا اور تباہ کردینا شروع کر دیا بلکہ باب الملک (سورت)
شہر کو بھی مہاراج سیواجی نے سلامت نہ چھوڑا۔
غرض ظلم و ستم کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ مسلمان
ہندوؤں کی کنواری جوان لڑکیوں کو بجبر چھیننے لگے
تھے۔ تو سکھ بابتا مہترانی یا چھانی کو بھی مشرانی کہکر
نہیں چھوڑتے تھے۔ ہم نہیں جانتے کہ اگر ایسے وقت
میں بفضل خدا صاحبان انگریز اس ملک کی ڈوبتی ناؤ
کو نہ بچاتے تو اس کا حشر کیا ہوتا۔ بلکہ انڈیا میں انڈین کا
نام تک باقی نہ رہتا اگر انڈیا انڈین کے لئے تھا تو
اس وقت ہم کہاں گئے تھے۔

یہ تو ہماری اپنی حکومتوں سوراجیہ کے وقت ہمارا حال تھا
ہے۔ اب ذرا پرانی ہسٹری پر نظر ڈالئے
اپنے حکمرانوں کے اخلاق و عادات پر

غور کیجئے ۔سبکتگین خلفائے عباسیہ سے ابوالعاص عامل یمن و لید نے اور پھر اس کے بیٹے سلطان محمود غزنوی نے ۱۷ دفعہ اس ملک کو تہ و بالا کیا اور جبر و تعدی اسے مفلس بنا دیا۔ متھرا کے مندر کی کواڑ بمعہ چوکھٹ ساختہ صندل اتار کر غزنی لے گیا جو پھر اب انگریز لوگ ۸ سو سال بعد واپس لائے ہیں۔ ان کا اہل ہنود کو صدق دل سے احسان ماننا چاہئے۔ سومنات کا مندر فتح کرنے کے لئے جب آیا تو ہندو راجوں اور اپنی فوج کے درمیان گائیوں کی قطار کھڑی کردی جس سے ہندوؤں نے ہتھیار چلانا گناہ سمجھا پھر جنگ نہ کی اور اس نے سومنات مندر کے ساتھ جو کچھ کیا تواریخ شاہد ہے غلام بادشاہوں سے قطب الدین ایبک سلطان محمود تغلقوں میں فیروز شاہ مغلوں میں اکبر بادشاہ اچھے کہے جاتے ہیں۔ مگر اورنگ زیب نے بھی اہل ہنود کو باوجود متعصب ہونے کے بڑے رتبے دے رکھے تھے۔ ذرا بعض سلاطین سلف کے اخلاق پر بھی

(دھیان دیجئے) رضیہ بیگم ایک حبشی غلام پر عاشق
ہوئی اور حکومت سے گئی۔ کیقباد نے اپنے باپ
بغرا خاں کی سر دربار ہتک کی یعنے معمولی ملازموں
کی طرح ڈنڈوت کرائی۔ اسے خلجیوں نے قتل کر کے
جمنا میں پھینک دیا۔ جلال الدین خلجی کو پیرانہ سالی
میں اپنے بھتیجے علاؤ الدین نے دھوکے سے قتل
کر دیا اور خود پدمنی کے عشق میں گڑھ چتوڑ کے
پتھروں سے ٹکرایا گیا دیول دیوی اور خضر خاں کا
ایسا ہی فسانہ ہے مبارک شاہ خلجی مادر زاد برہنہ ہو کر کبھی
اجلاس کرتا۔ کلام ربانی (قرآن شریف) کو پاؤں تلے
روندواتا۔ اہل نشاط کا جامہ پہن کر امیروں کے گھروں
میں ناچا کرتا اور ان کی بہو بیٹیوں کو گھسیٹتا اور خرمستیاں
کرتا۔ غیاث الدین تغلق کو اس کے بیٹے الغ بیگ
یا الغخاں نے چوبی محل بنوا کر بمعہ وزرا ضیافت
کے بہانے بلا کر سب کو زندہ در گور کر دیا۔
پھر دانت کی قبر بنوائی۔ دہلی اجاڑ کر دولت آباد بسایا
زمینداروں کا شکار کر کے لاکھوں سر کاٹ کر مینار بنوائے

ایک لاکھ سوار چین کی فتح کو بھیجا جو برف اور دشوار گزار پہاڑ ہمالہ میں مرگیا جو بچکر آئے انہیں آپ مروا دیا کہ کیوں زندہ آئے۔

محمود شاہ تغلق کے عہد میں تیمور ترکستان سے آیا۔ دہلی فتح کی لوٹی آگ لگائی لاکھوں ہندوں کے بلا گناہ سر کٹوا دئے جو قید کرکے لے گئے وہ ایک ایک روپیہ میں وہاں جاکر بیچا گیا۔ جیسے کہ سلطان محمود غزنوی نے کیا تھا۔

سید مبارک شاہ بادشاہ کو لودیوں نے نماز پڑھتے تہ تیغ کر دیا۔ سید علاؤالدین نے لودیوں کے تشدد سے سلطنت ترک کرکے بدایوں کے باغ میں جو اس نے آپ لگوایا تھا گوشہ نشینی اختیار کی

بابر نے آکر ابراھیم کے ظلم سے مخلوق کو بچایا اور آپ عیش و عشرت میں مشغول ہوا

سہ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ یہ اسکا مقولہ تھا۔

شیر شاہ سوری سے بھاگا ہوا ہمایوں ایران میں

چلا گیا۔ شیر شاہ نے بہت اچھے کام کئے۔ مگر ا
مالدیو سے سخت دھوکہ بازی کا کام کرنے سے
نہ چوکا۔

ہمایوں کے بھائی یوسف کے بھائی نکلے

آخر ایران سے امداد پاکر پھر ہند میں آیا۔ کامیاب
ہوا ایک برس کے اندر کوٹھے سے گر کر مر گیا۔

۷۔ اکبر بہت عمدہ بادشاہ ہوا۔ ہندوؤں سے بڑا
رسوخ پیدا کیا۔ اس کا دربار نورتن اعلےٰ قابل
ارکان کا مجموعہ تھا پھر بھی اکبر انسان تھا بشریت
موجود تھی۔[۵] امرا کی بہو بیٹیوں کا مینا بازار لگوا کر آپ
اس میں گاہک بنتا اور جو چاہتا کرتا۔

جہانگیر نے شیر افگن خان کو مروا کر اس کی عورت
مہر النساء کو گھر میں ڈال لیا۔

شاہجہان نے بوقت تخت نشینی کوئی مرد فرد ذکور
خاندان شاہی سے زندہ نہ چھوڑا۔ اور ایام شاہزادگی
میں باپ سے منحرف رہا۔

اورنگ زیب نے اپنے باپ شاہجہان کو سات برس

[۵] دین الٰہی اکبر شاہی چلایا

قید میں رکھا جو اسی میں فوت ہوگیا۔ ایک دن شاہجہان نے اورنگ زیب کو لکھا کہ ؎

اے پسر تو عجب مسلمانی — زندہ جان را از آب ترسانی
مرحبا بر ہندوان صد باب — مردہ تن را دہند دایم آب

اے بیٹا تو کیسا مسلمان ہے کہ جاندار کو بھی پانی نہیں پلاتا۔ ہندوؤں پر سو دفعہ آفرین ہے کہ مردوں کو بھی ہمیشہ پانی دیا کرتے ہیں۔ اس سے باپ کی تنگ حالی کا حال منکشف ہوتا ہے جو بیٹے کی طرف سے قید میں اسے حاصل تھی۔ اپنے لایق بھائی دارا شکوہ مرزا شجاع اور مرزا مراد کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اپنے فرزندوں سے بھی دہوکا بازی کرکے انہیں قید کیا ایک بیٹا اکبر کوہستان کابل میں اس امید میں جا بیٹھا کہ اس کا بوڑھا باپ مریگا تو پھر یہ والی تاج و تخت ہوگا اسے اورنگ زیب نے ایک خط میں لکھا۔ اے اکبر ابتر! ؎

شنیدی کہ تابع یکے کاسہ گر — کہ میگفت با کاسۂ پر خطر
ندانی کہ سنگ سپہر قضا — تراشکند پیشتر یا مرا

ایک گھمیار اپنے مٹی کے پیالے کو بناتے وقت
یہ کہہ رہا تھا کہ اے پیالے معلوم نہیں کہ پہلے تو ٹوٹیگا
یا میں مرجاؤں گا۔
اس نے مسلمانوں کو خوش کرنے اور اپنے گھور پاپوں
چھپانے کے لئے مذہب کی آڑلی۔ ہندوؤں کو
بزور شمشیر مسلمان کرنا شروع کیا گویا خون سے خون
دھونے لگا کسی روز سوا من زنار اتروائی ہوں گی۔
۸ - مہاراج سیواجی مرہٹہ نے مذہبی جوش میں
بوجہ انتقام گیری کیا کچھ ظلم و تعدی مسلمانوں پر نہ کئے
اورنگ زیب کا ناک میں دم کر دکھا تھا۔ اور آخری
عمر میں مرہٹوں نے اسے آب و دانہ سے بھی مجبور
کر دیا۔ اگرچہ اپنی طبعی موت سے مرا مگر بہت تنگ حالی
سے۔ کہ کر دکھ بیا فت۔
زاں بعد سید عبد اللہ و سید حسین دو بھائیوں نے
بادشاہ گیری کا خطاب پایا۔ ایک کو بنایا اسے بگاڑا
پھر اور کو بنایا شاہ عالم و فرخ سیر نے سکھوں کے
بزرگوں کو سخت اذیت سے مروایا۔ مگر ان کی چڑھتی

کلا تھی یوماً فیوماً ترقی کرتے گئے۔ محمد شاہ رنگیلا کے
عہد میں عیش و عشرت کا بازار ایسا گرم ہوا کہ مندروں
اور مسجدوں میں بھی تا نا دی دی کی آواز آتی تھی۔
شراب اور ناچ کی محفلیں ہر جگہ گرم ہوتی تھیں۔
نادر شاہ درانی نے اس عیاشی کا مزا آکر چکھایا لوٹ
گھسوٹ آتش زنی سے دہلی کو برباد کر دیا۔ محمد شاہ نے کہا
۔ شامت اعمال ما صورت نادر گرفت۔ یعنے ہمارے
اعمال کا نتیجہ نادر کی صورت بن کر ملنے لگا ہے۔
شاہجہاں نے جو نو کروڑ لگا کر تخت طاؤس بنوایا
تھا۔ اُس کو مال و زر اور بیش بہا سامان سمیت اٹھوا لیگیا
نادر نے اپنا سکہ چلایا۔ نادرم در ملک ایران قادرم بر سر دنیا
نادر کی موت پر کسی دل جلے نے اسکی تاریخ وفات یوں لکھی ہے
النادر فی السقر معہ ابجد وابد ر۔ نادر باپ
دادے سمیت دوزخ میں گیا۔
۹۔ پھر احمد شاہ ابدالی نے اس ملک کو متواتر
حملوں اور ترکتازی سے تباہ کر ڈالا۔ پنجابی شعر ہے
کہ۔ کھادا پیتا لاہیدا۔ رہندا احمد شاہے دا۔

یعنے جو کھالو وہی نفع میں ہے ۔ باقی ماندہ احمد شاہ لوٹ لے جائیگا۔ ملک کے پٹھوار بھیل یعنے جاٹ مرہٹے اور افغان بھٹی ہرل کھرل راجپوت وٹو واگھی سپرا چیمے ۔ چھٹے اور کمینی جاہل قومیں سب دھاڑوی (رہزن) یا ڈاکو بن گئیں ۔ کسی ستائے ہوئے کی قلم سے نکلا ہے ؎

چہ وٹو چہ واگھیا چہ ہرل و کھرل + ہمہ مفسد اند واجب القتل

کھرلوں نے بارکلی صاحب ڈپٹی کمشنر گوگیرہ کو مار ڈالا اور عاقی ہو گئے۔ پھر جو سزا انکو ملی وہ اس کے مستحق تھے سرگروہ احمد کھرل تھا اب بجائے گوگیرہ کے ضلع منٹگمری ہے ایسی بد امنی اور خون خرابی سے انڈیا کے کل کار و بار بند ہو گئے۔ آسایش خواب میں بھی نظر نہ آتی تھی

۱۰- والیان ملک عیش و عشرت میں غرق تھے شاہ اودھ حضرت واجد علی شاہ کی ایک درباری نے اندر سبھا کا قصہ (ناٹک) بنایا۔ خود آنحضرت شاہزادہ گلفام بنتے اور شاہزادان گلرو سبز و سرخ پریاں بنکر ناچ رنگ کرتیں اور سوانگ بھرتیں اور بھی کئی رنگ رلیاں مناتیں

اور نا کردنی افعال و اعمال میں مستغرق رہتے رعایا کو اپنی ہی محافظ ملک فوج لوٹ لیتی اور غربا کے خانماں کو غارت کر دیتی۔

شجاع الدولہ نے فرمایا کہ ہمنے آدمیوں کی بھری یا لدی ہوئی کشتی ڈوبتے نہیں دیکھی۔ چنانچہ حضور نے اپنے

۱ روبرو ظلم و ستم کر کے اپنے تجربہ کو بڑھایا۔ سراج الدولہ نے بلیک ہول کا حادثہ کر لیا۔ اس کے رشتہ دار میرن نے میر قاسم کے حلف اٹھانے کے باوجود اسے جان سے مروا دیا۔ کرنل کلایو کی اڑھائی ہزار فوج کے مقابلہ میں نواب کی ۷ ہزار فوج شکست فاش کھا کر بھاگ نکلی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

۱۱ - کرنل کلایو نہ ہوتا تو انگریزی حکومت ہند پر قایم نہ ہوتی۔ جیسے پہلے ڈاکٹر ہملٹن اور ڈاکٹر باٹن نے شاہان مغلیہ سے خدمات کا صلہ اپنی قوم کے لئے حاصل کیا ذاتی فایدہ سے دست کشی کی۔ ایسے ہی کرنل موصوف نے اپنی بہادری سے پہلے فرانسیسیوں کی حکومت ہند دکن سے اکھاڑ پھینکی۔ پھر سراج الدولہ کی بنگال

اگرچہ بشریت کے باعث ادما چند بنگالی کو ایک تحریر
جعلی دیکر اپنا مطلب نکالا۔ مگر اس موقعہ پر بھی کرنل
واٹسن نے دستخط کرنے سے انکار کردیا تھا جو بڑا کھرا
آدمی تھا۔ بہرحال یہ ہمارے بھارت دیش کی ایشر
مہاراج نے فریاد سن لی کہ

۱۲- صاحبان انگریز جو برائے تجارت اس ملک میں
رونق افروز ہوئے تھے رفتہ رفتہ حکمران ہوگئے۔ اور
ملک نے امن کی صورت پھر دیکھی امن اور آسایش بھی
وہ جو کبھی پہلے دور زمانہ میں شاید انڈیا دیکھ چکا
ہوگا۔ ہمارے زمانے کے لوگوں کو تو پہلے بدامنی
کی باتیں محض کہانیاں معلوم ہوتی ہیں پرمیشر وہ
زمانہ پھر کبھی نہ لائے۔

ہزہیب پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ جو زمان شاہ
کی امداد سے پہلے لاہور اور پھر آہستگی سے کل
ملک پنجاب کے فرمانروا ہوگئے تھے۔ صاحبان
انگریز سے محبت و اتحاد پیدا کی ریاستہائے پھولکیاں
اور بہاول پور اپنی درخواست پر زیر لوائے انگریزی

آنا پسند کیا - جب یہ اطلاع مہاراجہ کو پہونچی تو چون و چرا تک نہ کی پھر سندھ پر دیوان ساون مل چڑھ پڑا ۔ (جو اپنے عدل نوشیرواں کے باعث مشہور ہے) اکالگڑھیہ سے لنے بحکم سرمی سرکار خالصہ فوج کشی کی - ادھر سے لارڈ نیپیر کی فوج آگئی - بحکم مہاراجہ دیوان صاحب کو پسپا ہو آنا پڑا -

شاہ شجاع افغانستان

۴۳ - شاہ شجاع سدوزئی کابل سے بوجہ تشدد اپنے وزیر دوست محمد خاں بارکزئی کے بھاگا مہاراجہ کے پاس پناہ لی - مہاراجہ نے کل زر و جواہر اس سے چھین کر تنگ کر دیا - وہ جان بچا کر لودھیانہ میں صاحبان انگریز سے امداد کے لئے جا پہنچا - اس کی خاطر سے سرکار انگریزی نے کابل پر چڑھائی کی میگناٹن صاحب پولیٹیکل افسر تھے جو پہلے بھی افغانستان کی پولیٹیکل عہدہ پہ تبدیل ہو چکے تھے لڑائی میں دوست محمد خاں اسیر سلطانی کی حیثیت سے انڈیا میں لایا گیا - ۶ مہینے کرنال رکھا گیا اور پھر کلکتہ روانہ کیا گیا - آخر پھر میگناٹن نے

شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ ایک دن شہر کے چند
شرفا نے عرض کیا کہ گورے لوگ گلیوں میں پھرتے ہیں
اس میں ہماری شان میں فرق آتا ہے شاہ نے صرف
ایک لفظ کہ از شما ہیچ نیاید کہدیا۔ گویا بھس میں چنگاری
پھینک دی۔ رعایا شورش پسند تو تھی ہی۔ جہاں تہاں
سرکار انگریزی کے آدمی ملے قتل کردیئے گئے۔ جیسے کہ
جہانگیر بادشاہ کے وقت باشارہ مہر النسا بیگم جہانگیر
کی ہمراہی فوج قتل عام ہوئی تھی بعینہٖ وہی نقشہ پیش
آیا سرکاری فوج اپنے افسران اعلےٰ کے حکم کی منتظر ہی
رہی کہ ہزار ہا افغان باغی ملکیہ کے تاج شہادت سر پر رکھنے
آگئے۔ شاہ شجاع کی لاش بھی خندق میں پڑی ملی اپنی
نیت کا بدلا اسے مل گیا۔ افغان محسن کشی میں ید طولےٰ
رکھتے ہیں۔ پھر علی اکبر نے میگناٹن صاحب کو دہوکے
سے بلایا اور خنجر سے ہلاک کردیا اور فوج انگریزی کو
راہ دکھانے کے بہانے مصیبت میں ڈال دیا۔ ۲۶
ہزار میں سے صرف ڈاکٹر بیڈن صاحب جان بچاکر جلال آباد
کرنل سیل کے پاس آیا اور اپنا کل حال سنایا۔ کرنل سیل

نے بڑی جوانمردی سے علی اکبر خاں کے حملوں کو روکا
اور برابر قلعہ میں ڈٹا رہا۔ ایسا ہی کرنل ناٹ قلعہ غزنی
کے محافظ رہے جب تک کہ کرنل پارک صاحب انڈیا
سے نئی فوج لیکر افغانستان میں نہ آئے انہوں نے
افغانستان کو پھر فتح کیا شہر کابل کے بڑے بازار
پر گئے کابل پھروا دیا پھر غزنی سے قندہار اور درہ
بولان کی راہ اپنی کل فوج کو لیکر ہندوستان میں
واپس آگئے۔ علی اکبر کے پاس چند یورپین قید تھے
اپنے باپ کو قید فرنگ سے نجات دلائی۔ تب
انگریزی اسیراں کو چھوڑ دیا۔ دوست محمد خاں نے
سرکار سے معاہدہ کرکے تخت کابل حاصل کیا اور
ساتھ ہی اپنے جوانمرد بیٹے علی اکبر کو مروا ڈالا کہ قید سے
رہا کرنیکا احسان نہ جتائے بیٹے کی سعادتمندی کا
خوب معاوضہ دیا۔ بعد از وفات دوست محمد خاں باہمی
برادراں میں کشت و خون کی ندیاں بہنا اور شیر علیخاں
کا کامیاب ہونا اور لارڈ میو صاحب سے انبالہ برائے

ملاقات آنا عہود و مواثیق جدید کرنا

۱۵- پھر کیونیل کو کنار بھیجا جبکہ امیر شیر علی خاں کے خلاف
متاہدہ روسیوں کی سفارت قبول کرنے کے باعث
درہ خیبر سے آگے بڑھنا اور جنرل فیض محمد خاں کا
روکنا بدیں حجت کہ بغیر منظوری امیر صاحب
میں علی مسجد اور لنڈی کوتل سے آگے نہیں جانے
دوں گا اور امیر صاحب کا لیت و لعل کرنا ٹال مٹول
اور آخر براہ مقابلہ سرکاری فوج کا بڑھنا افغانستان
کو سر کرنا - شیر علی خاں کا خوف سے فراری اختیار کرنا
اور اسی اثنا میں فوت کر جانا اور اس کے بیٹے ایوب خاں
نے قندھار کے قریب جنگ میوند میں جنرل بروز صاحب
کی سات ہزار فوج کو سخت ہزیمت پہنچانا - اور پھر لارڈ
رابرٹس صاحب کا یکسوچ بلغر کابل سے قندھار پر ۱۸۸۰ء
میں دھاوا کر کے ایوب خاں کو شکست فاش دینا

۱۶- بعد چندے اس کا خود سرکار انگریزی کی حمایت
میں بمعہ اپنے رفقا کے چلے آنا اور اب تک سرکاری
وظیفہ پر لاہور میں زندگی بسر کرنا-

اس کے برادر کلاں یعقوب خاں کو سر لیپل گریفن
صاحب نے امیر کابل بنانا۔ اور سفیر انگریزی کا قلعہ
بالا حصار میں متعین کرنا اور پھر تھوڑے دنوں بعد کیونیل
کوکناری صاحب سفیر انگریزی کا بوجہ شورش و بغاوت ملکیہ کے
بمعہ ہمراہیاں قتل کیا جانا اور پھر سرکار انگریزی کو
افغانستان کے انتظام کے لیئے فوج کشی کرنا اور یعقوب خاں
کو معزول کر کے کوہ مسوری پر قید سلطانی میں رکھنا۔
جہاں حال ہی میں اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اُدھر
ترکستان سے براد قسمت آزمائی امیر عبدالرحمان اُن کا
(جو روسیوں کا وظیفہ خوار تھا) انگریزی افسروں کے پاس
آنا اور سند امارت افغانستان پر متمکن کیا جانا۔ اور
افغانوں جیسی شورہ پشت قوم کو جبر و تشدد سے
سیدھا کرنا اور پھر سر مارٹیمر ڈیورینڈ کی سفارت
کا جانا۔ امیر کا بجائے ۱۲ کے ۱۸ لاکھ سالانہ وظیفہ
قرار دینا۔

۱۸۸۵ء ۱۷ - امیر صاحب کا خود راولپنڈی میں تشریف لا کر
میں لارڈ ڈفرن صاحب گورنر جنرل و ویسرائے کی مہمانی

قبول کرنا اور رشتہ اتحاد و یگانگت کو مضبوط بنانا جس سے روسیوں کے ہرات فتح کرنے کی امیدوں پر روس کا منشا اور بونڈری کمیشن کے ذریعے حدبندی قایم کرنا کیونکہ منجدہ پر اسی بات پر روسیوں اور افغانوں میں لڑائی ہوگئی تھی۔

ان کی وفات کے بعد سردار امیر حبیب اللہ خاں صاحب ان کے فرزند اکبر کا سریر آرا سلطنت ہونا۔ انکے برادر خورد سردار نصراللہ خاں کا باپ کی زندگی میں ہی لندن کی سیر کرانا اور حضور ملکہ معظمہ سے شرف ملازمت حاصل کرکے رشتہ اتحاد بڑھانا۔ اور پھر امیر صاحب کے ولیعہد شاہزادہ عنایت اللہ خاں کا ہندوستان کی سیر سے بخوشی واپس جانا اور پھر آپ امیر صاحب کا رونق افروز ہند ہوکر ہز ایکسلنسی سے ہر مجسٹی کا اعلےٰ ترین خطاب پانا اہل اسلام کو اپنے برادران ہنود کے ساتھ اتفاق پیدا کرنے پر پر مغز نصیحت فرمانا عید قربانی پر دھلی میں گاؤکشی سے اجتناب کرانا اور ہر موقعہ پر سرکار انگریزی کی طرف سے خاطر و تواضع کا اپنے شان کے موافق پانا

آگرہ میں قومی نظارہ دیکھنا اور کلکتہ کی سیر سے از بس
خورسند ہوکر لاکھوں روپے کا مال خریدنا اور فری میسن لاج
میں داخل ہونا اور بخوشی تمام اپنے ملک میں مراجعت فرمانا
یہ تو حال کے تازہ واقعات ہیں۔

۱۷ - ملک برہما کا الحاق بھی چند سال ہوئے ملک ہند
سے کیا گیا ہے قریباً اسی سال ہوئے ہونگے کہ
جب انگریز صاحبان قلعہ بھرت پور اور گوالیار کے سیر کرنے
اور دیگر مشکلات ملکی میں پھنسے ہوئے تھے
شاہ برہما نے کچھ گستاخانہ رویہ اختیار کیا لیکن جب
سرکار انگریزی کی ہر طرح کامیابی ہوئی تو شاہ نے
وہ تحریر اپنی طرف منسوب ہی نہ کی۔ مصلحت کے لحاظ
سے انگریز بھی خاموش رہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس کا
رویہ دگرگوں معلوم ہوا تو برہما کا ایک حصہ جس کا
دار الحکومت رنگون قرار پایا اپنے ملک میں شامل کر لیا
اور ینڈبو میں عہد نامہ ہو گیا۔

۱۹ - جب پھر بہت سا زمانہ گزر گیا تو شاہ برما ایک کمپنی
انگریزی چوب سانگوان سے بد عہدی کی اس کشتی کشمکش

ہیں سرکار کو فوج کشی کرنی پڑی اور ملک برہما سر کر لیا گیا۔ اور شاہ تھیبیا اسیر سلطانی ہو کر احاطہ مدراس میں نظر بند رکھا گیا۔ آخر اس کا انتقال ہو گیا اور شان کی ریاستوں کے ساتھ بھی معاہدہ ہو گیا ۱۸۸۵ء تک افواہ ہے کہ باشندگان برہما کذب و بطلان کے استعمال سے بچتے تھے اب اپنے دیگر برادران ہند کی صحبت سے موثر ہوتے جاتے ہیں۔

۲۰۔ تبت پر فوج کشی کر کے اسے بھی سر کر لیا۔ لیکن کسی مصلحت کے باعث اپنا حصہ جنگ چین سے لے کر بزیر سرپرستی اس کے تبت اصل دلائی کو واپس کر دیا لیکن تجارت کی آزادی جیسے آپ حاصل کی ویسے اوس کو بھی دی۔

۲۱۔ بلوچستان کے ملک کو زیر حکومت انگریزی کر کے کوئٹہ میں چھاونی ڈالی گئی۔ سبی اور گلستان وغیرہ میں بھی فوجی دستے تعینات ہوئے اور سیستان کی راہ نکال کر بطلب تجارت کشادہ کی گئی اور دشوار گزار راستوں کو سہل کر دیا گیا۔

۲۲- مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بعد سرکار انگریزی کو سکھوں سے چند لڑائیاں لڑنی پڑیں اور مہاراجہ دلیپ سنگھ خورد سال کو روانہ ولایت کردیا گیا۔ جہاں اب اس کی اولاد سرکاری وظیفہ پر گزارہ کرتی ہے

۲۳- اندرون ملک کے تمام سرکش اور مفسد دیکھے بعد دیگرے مطیع الفرمان ہوگئے اور انڈین کو امن چین کے جھولے میں ڈالدیا۔ ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا یہ اب ہمیں یاد آیا ہے۔ اور جب جاپان جیسی خورد و ناچیز طاقت نے پہلے چین کو پچھاڑا اور پھر روس کے پرخچے اڑائے تو انڈین بھی دور کی لینے لگی نہ ہتھیار جنگ پاس ہیں اور نہ ان کے استعمال کا شعور ہے یوں ہی اپنے مذموم اعمال سے اپنی بھارت ماتا کو کلنکت کرنے لگے اور دعائیں مانگنے لگے۔ کہ

خدایا ہند کو جاپان کردے ہماری مشکلیں آسان کردے

یہ محض آرام کی گرانی ہے ورنہ یہ منہ اور مسور کی دال - بندے ماترم بندے ماترم کے راگ الاپنے لگے

غزل

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے ✣ بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

له
وفاداری مجو از بلبلان چشم ✣ کہ ہر دم بر گل دیگر سرآئند

ہندوستان کا پتہ

ا۔ یوروپ میں انڈیا کا نام لوگ جانتے تھے مگر اس کا پتہ نہ چلتا تھا کہ کدھر ہے۔ کلمبس اسکی تلاش میں امریکہ کے جزایر غرب الہند میں جا نکلا۔ اور اس کا نام ویسٹ انڈیا قرار دیا۔ امریکہ نے اپنے نام پر ملک یا بر اعظم کا نام امریکہ رکھدیا آخر واسکوڈی گام پرتگال سے چلکر بذریعہ بحری جہاز کے راستہ کیپ آف گڈ ہوپ انڈیا کے ساحل مالابار مقام کالی کٹ پر دس مہینے کے عرصہ میں آپہنچا اور خرید و فروخت ساحل پر ہی کر کے چار مہینے کے عرصہ میں واپس گیا۔ اور کل یوروپ کے لئے تجارت کی راہ نکالدی۔ فرانسیسی آنے لگے پھر ولندیز۔ ڈنمارک پرتگیز آخر انگریز جو سارے بھارت ورش کے بوجہ

له وفاداری خوبصورت د بلبل چشماں ... [illegible]

اپنے کیریکٹر اولوالعزمی اور شجاعت کے مالک بن گئے
ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق۔ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو[۵]
۲۔ اکبر کے عہد میں یورپین تاجر آنے لگے اس نے اندرون
ملک میں داخل ہونیکی اجازت نہ دی۔ جہانگیر کا
علاج ڈاکٹر باٹن نے کیا۔ صحت یابی کے صلہ میں انگریزوں کو
سورت کالی کٹ اور مچھلی پٹم میں تجارت کی کوٹھیاں
کھولنے کی اجازت مل گئی۔ احمد نگر کے راجہ کے بھائی
نے مدراس میں تجارتی دوکان نکالنے کا پروانہ
عطا کیا۔ بمبئی شاہ پرتگال نے اپنی بیٹی کے جہیز میں
شاہ انگلینڈ کو دیدی جو کمپنی کو صرف سو روپیہ (دس پونڈ)
سال ٹھیکہ پر دیدی گئی۔
عظیم الشان بادشاہ سے آگیا لے کر چتا نتی گوبند پور
اور کلکتہ ان کے مالکوں سے خرید لیا۔ کلکتہ میں اسوقت
صرف پچاس جھونپڑے تھے۔ ایک اور اتفاق پیدا
ہوا کہ فرخ سیر بادشاہ کی بیٹی سخت بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹر
ہملٹن کے علاج سے صحت کلی نصیب ہوئی۔ اس

[۵] انسان کو بلند ہمت ہونا چاہیئے اسی کے مطابق اس کا اعتبار اور قدر بڑھتا ہے

خوشی میں اپنی درخواست پر ڈاکٹر کو یہ صلہ ملا کہ انکے
مال پر سے محصول شاہی معاف ہو گیا اور تجارت
کی آزادی پوری مل گئی اور اپنی کوٹھیوں پر مال
وجان کی حفاظت کے لئے اپنے خرچ سے فوج
رکھنے کی اجازت ہو گئی۔ کلکتہ اور مدراس میں فورٹ ولیم
اور فورٹ سنٹ جارج مال کی کوٹھیاں یا قلعے بن گئے
جو کمپنی ملکہ ایلزبتھ کی توجہ سے ۱۵ سالہ میعادی اجارہ
تجارت لے کر آئی تھی اس کا کل سرمایہ تیس لاکھ روپیہ
تھا خرید و فروخت کا منافع مال پر چالیس گنا بھی مال
پر ہوا کرتا تھا بڑی دولت ہو گئی۔

۲۔ تجارت سے مالا مال ہو کر ملک گیری کی سوجھی جو
انڈیا اور انڈین کی خوش قسمتی کا پیش خیمہ ہوئی۔ فرانسیسی
جرنیل ڈوپلی کے مفتوحہ علاقہ کو کرنل کلاوڈ نے چھین
لیا ڈوپلے نے فتح آباد کی اینٹ سے اینٹ بجادی
حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی حکومت ملک دکن سے
نیست و نابود کر کے میسور کا راج بعد میں اصلی راجہ
کی اولاد کو بخش دیا گیا۔ پلاسی اور بکسر کی لڑائیاں

ایسی کامیابی سے فتح کیں کہ ملک ہند سے اسلامی حکومت کی بنیاد اکھاڑ پھینکی۔

۳۔ مرہٹوں کے ساتھ تین سخت کارزار کے بعد کامل عظمت کرلی۔ بھرت پور اور گوالیار بعد از بہادرانہ پیکار کے زیر کر لیا۔ اودھ کا الحاق ہوا۔ بنارس کے راجہ چیت سنگھ کو مغلوب کیا گیا۔ ناگپور اور بیگو کی ریاستوں کو ان کے اصلی وارث نہ رہنے سے ملحق کر لیا گیا۔ پنڈاروں کا پندار دور کیا گیا۔ نیپال سکم اور بھوٹان یہ کوہی ریاستیں مطیع کی گئیں۔ اڑیسہ احمدنگر اور پونہ کی لڑائیوں میں کامیابی حاصل کی۔

پنجاب کے ملک میں برخلاف معاہدہ سکھوں کے پہلے صاحبان انگریز سے چھیڑ خانی کرنے کے باعث پھیرو شہر مدکی سبراؤں رام نگر چلیانوالہ اور ملتان پر متواتر فتح حاصل کرکے سکھوں کی سلطنت کا قلع و قمع کیا گیا۔

۱۸۴۹ء میں ملک پنجاب پر بھی کامل تسلط ہو گیا۔ ملک انڈیا قریباً دو تہائی برٹش جھنڈے کے نیچے آگیا

اور ایک ثلث دیسی ریاستوں کے ماتحت رہا۔ جو ابھی بالواسطہ یا بلا واسطہ سرکار دولت مدار کے زیر فرمان اور باجگزار ہے۔

بغاوت اور اس کے اسباب و نتائج

۴۔ سینئے ملک ہند سے بدامنی دور ہو چکی تھی کاروبار چلنے لگے تھے اور رعایا برایا خوشی کی نیند سونے لگی تھی۔ کہ جاہلانہ غدر کی آفت سر پر آگئی۔ ع سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں

ابھی آرام کے ساتھ دم نہ لینے پائے تھے کہ ملک میں عام کھلبلی اور ہلچل نئے سر سے شروع ہو گئی جس کے نتایج بہت خراب نکلے اور انڈیا جو نوعروسی کے جلوس میں تھا ماتم کدہ بن گیا۔ ع

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا کہ جسکے عوض یوں رلانے لگا

صاحبان انگریز نے جبکہ افغانوں اور ایرانیوں کی باہم جنگ و جدل شروع تھی تو پٹھانوں کی درخواست ان کی امداد کی اور شاہ ایران سے ہرات ۱۸۵۶ء کو واپس دلا دی۔ شاہ ایران ناراض ہو گیا اس نے اہل ہند کو در پردہ ابھارا اور ہندو مسلمان کو مغلظ قسمیں

دیکر اشتعال دیا کہ انگریزوں کو ملک ہند سے نکالدو
بوڑھا بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے قلعہ سے اہل ہنود
فوجوں اور راجوں کے نام بڑی نرمی اور محبت آمیز
تحریریں اور پیغام بھیجنے لگا کہ پھر ہماری مُردہ
سلطنت میں جان ڈالدو اس کے شاہزادے بھی باوجود
پنشن خوار انگریزی ہونے کے اس ہوس رانی
میں شامل ہوئے۔ بہادر شاہ ظفر تخلص تھے ایک
شعر میں یوں زہر اگلا ؎

عیسٰے میاں سے کہدو گدھے اپنے تھام لے
کھینچی تمام حضرت آدم کی چر گئے

دہلی میں گرجا گھر بنا تو اس کی تاریخ یوں لکھی
؎ الہی خانہ انگریز گرجا۔

اُن دنوں ایک اخبار نے لکھا کہ اس ملک پر ایک
سخت طوفان آنے والا ہے جو ہند سے کل یورپینوں کو
اڑا لے جائیگا۔ دلور کے مقام پر دیسی فوج کی ٹوپی
کی قطع بدلنے پر کچھ سرکشی سی معلوم ہوئی بارک پور میں
کارتوس کی ترکیب استعمال تحریر کرتے وقت بھی غلطی ہوگئی

اُس سے فوج میں ہندو مسلمان سب نے گستاخانہ رویہ اختیار کرلیا۔ ان سب کو موقوف کردیا گیا جوں جوں وہ اپنے گھروں میں گئے راستہ میں انگریزوں کے خلاف شوشے چھوڑے گئے۔ خصوصاً انگریز ہمارا مذہب بگاڑتے ہیں۔ کانپور میں مشہور ہوا کہ سرکار آٹے میں ہڈیاں پیس کر دیتی ہے اور ہمیں بھرشٹ کرتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب گوڑگانواں رپورٹ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ضلع کے ہر ایک گاؤں میں ایک ہی ہفتے کے اندر دو دو روٹیاں بٹ گئی ہیں معلوم نہیں اسکیں کیا راز ہے۔ یہ دعوت غدر تھی مولوی لوگ شہروں اور دیہات میں علانیہ اور درپردہ انگریزوں کے خلاف وعظ کرتے پھرتے تھے۔

پس اس غدر کی بہت کچھ وجہ مذہبی جاہلانہ جوش قرار دیا گیا۔ حالانکہ اودھ اور ناگپور الحاق کا بھلا مذہب سے کیا تعلق تھا جو وہ بھی اسی ذیل میں صاحبان انگریز کی نیت کے خلاف حملوں میں داخل کیا گیا کہ سرکار دیسی راجوں اور نوابوں کو بیدخل کرکے

کل انڈیا پر قابض ہونا چاہتی ہے اودہ کی ایک
بیگم نے بغاوت پھیلانے میں لوگوں کو ابھارا۔
جھانسی کی رانی بھی اس شرارت میں شامل ہوئی
تانتیا ٹوپی دودھو پنتھ کے مشیر کو امداد دی اور گوالیار کی
فوج کو بغاوت پر آمادہ کیا جتنے کہ جاٹ لوٹ کے
لالچ میں آئے۔ اور پھر سے نادرگردی مچانے لگے۔
مقروض قرضہ سے بچنے کے لئے اس جھانسے
میں آکر تعدی میں داخل ہوئے
خوش قسمتی سے اس خراب زمانہ کی تاثیرات سے
ہمارا ملک پنجاب بہت کچھ محفوظ رہا رؤسا وفادار
اور رعایا نے صدق دل سے امداد دی۔ سکھوں
نے بہادری کے پورے جوہر دکھائے۔ جب انڈیا کی
باغی افواج مقام دہلی برائے محاربہ عظیم جمع ہوئیں تو شاہ
دہلی اپنی کامیابی پر پھولے نہ سماتے تھے۔ صاحبان
انگریز نے جوں جوں فوجیں دہلی کو روانہ ہوتی گئیں
پیچھے ملک کا انتظام پھر سنبھال لیا۔ اگرچہ خزانے لوٹے
گئے قیدی چھوڑے گئے۔ اور دفتر جلائے گئے تھے

اور صاحبان انگریز یا ان کی لیڈیاں یا شیر خوار بچے
بھی بلا دریغ تیغ ستم سے قتل کیے گئے سب سے
زیادہ ظلم نانا راؤ نے کیا کہ ستر انگریزوں کو رسی سے
باندھکر ان کا سر اڑا کر کنوئیں میں ڈالدیا۔ نانا ٹوپی
اسکا منیجر بڑا خونخوار تھا نانا صاحب مرہٹہ کو ڈھونڈھ
بھی کہتے ہیں پھر وہ ایسا فرار ہوا کہ آج تک نہیں ملا
سرکار نے ایک لاکھ روپیہ انعام اس کے پکڑنے کا
رکھا ہوا ہے۔ الغرض ظلم و زبردستی کی کوئی انتہا
نہ رہی۔

۶۔ جان نکلسن صاحب نے بذریعہ گشتی فوج کے پنجاب کا
انتظام کیا بدامنی نہ ہونے دی اس وقت پنجاب
میں سرجان لارنس جیسے قابل آدمی کی حکومت
تھی۔ نکلسن صاحب پھر دہلی پر بمع اپنی جانثار
پنجابی فوج کے پہنچا اور محاصرہ پر ڈٹ گیا۔

جان لارنس صاحب نے لکھا ہے کہ نہ نکلسن صاحب
ہوتے اور نہ دلی فتح ہوتی گو نکلسن صاحب وہیں
شہید ہو گئے مگر اپنی بہادری اور دلیری کا سچا

نیک نتیجہ دہلی کی کامیابی دے گئے جس سے پھر
سلطنت انگریزی ازسرنو بھارت میں قایم ہوئی۔
۷۔ یہ بغاوت کی آگ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ سے
پہلے مشتعل ہوئی اور آناً فاناً پھیلتی گئی۔ اور
تقریباً ایک سال میں جاکر فرو ہوئی۔ ہزاروں جانیں
تہ خاک ہوئیں لاکھوں بچے یتیم ہوئے اور صدہا
عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ اور بے شمار کام کے جانور ضایع
ہوگئے۔ بہادر شاہ رنگون میں اسیر سلطانی کئے گئے
اور بعد وہیں فوت ہوئے اور باغی سرغنے اور بعض
شاہزادے توپ کے گولوں سے اڑائے گئے۔
ظالموں کو ستم شعاری کا اچھا مزا چکھایا گیا۔ اور
وفاداروں کی خوب دل کھول کر قدر افزائی کیگئی
۸۔ جب خدا خدا کرکے ملک میں پھر امن ہو چلا
تو پھر حضرت ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا قیصر ہند نے
اعلان شاہی ۱۸۵۸ء نافذ فرمایا کہ ملک ہند کی عنان
حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے لے کر ہم نے اپنا سایہ
عاطفت آپ سے اس پر ڈالا۔ اور سمندر شٹی کا فرمان

واجب الاذعان شائع فرمایا لوگوں کو اپنے کاروبار جاری کرنیکی ترغیب دی اور اس میں جو وعدے رعایائے ہند سے کئے گئے اس میں سے جو باقی قابل ایفا رہتے ہیں انہیں کو حقوق قرار دیکر نیشنل کانگرس گورمنٹ سے بادب مطالبہ کرتی ہے۔ اور ان حقوق کو انڈین بڑھائے چلے جاتے ہیں۔ ہماری سرکار مہربان ہے ضرور حق بحقدار پہنچانا اس کا اپنا انصاف پوشیر دائی ہے۔ شاہی اعلان ہوتے ہی ملک سے اشانتی دور ہوگئی بھگوڑے گھروں میں واپس آئے حسب دستور کاروبار پھر سے جاری ہوگئے۔

انگریزی راج کے سکھ

۵ خوشامد ہر کہ را گفتی خوش آمد

مشہور بھی ہے اور عملاً بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک خوشامد سے خوش ہوتا ہے۔ مگر نہ تو ہماری سرکار خوشامد پسند ہے اور نہ خوشامدیوں کو منہ لگاتی ہے اور

مجھے آپ ذاتی طور پر خوشامد گوئی سے نفرت ہے

اب میں جو کچھ سرکار انگریزی کے عطیہ برکات کا ذکر کرنے لگا ہوں اس میں سوائے صداقت کے کوئی اور امیزش مطلق نہیں۔

گذشتہ واقعات جو عرض کئے گئے آپ پر روشن ہوگیا ہوگا کہ انڈیا کے لیئے برٹش گورنمنٹ کا وجود ایک غیر مترقبہ نعمت ہے اور خدا کی عنایت کا عطیہ عظیم ہے اگر کوئی یہ کوشش کرے کہ اپنی سرکار فیضمدار کی برکات کا ذکر بالتفصیل بیان کرے تو چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ البتہ مشتے نمونہ از خروارے میں بھی بیان کرتا ہوں جو کل عالم پر پرگٹ ہیں

آزادی

۱۔ سب سے بڑی نعمت آزادی کی ہے آدمی جنم مرن سے رہت ہو جاتا ہے تو مکتی۔ (آزادی) کو پراپت ہوتا ہے گویا یہ ایک ایشری عطیہ ہے جو کبھی کسی زمانہ میں رعایا کو نہیں ملی تھی۔

نوٹ۔ ڈھیر یا تودہ میں سے ایک مٹھی بھر لیا جائے تو یہ نمونہ کل کا حال بتا دیتا ہے

سے چشم[له] بند و گوش بند و لب بہ بند۔ والی بات تھی
یا۔ خلاف رائے سلطان را جستن۔ بخون خویش باید دست شستن[له]
اگر شہ روز را گوید شب ست ایں۔ بباید گفت اینک ماہ و پرویں
اب تو ایسا نہیں جائز طریق پر ہر فرد بشر کو آزادی
رائے و آزادی خیال کے اظہار کا پورا اختیار ہے
نیک نیتی سے حاکم وقت کے افعال و اعمال پر نکتہ چینی
کا حق سب کو حاصل ہے مگر جو لوگ اپنی کوتہ اندیشی کے
باعث خود رفتہ یا اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔
ان کے خیال میں
در میان قعر دریا تختہ بندم کردۂ[له]۔ باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش
۲۔ سنئے! سفر و حضر میں کوئی کسی قسم کی بندش نہیں
اخبار میں جو یوروپ کی نو ایجاد نعمت ہیں سرکاری
قانون کا خیال رکھتے ہوئے پبلک اور حکومت پر

[له] آنکھ کان اور زبان بند کر دو۔

[له] بادشاہ کے خلاف رائے دینا اپنی جان پر کھیل جانا ہوتا اگر وہ دن کو رات
کہے تو تم کہدو کہ تارے اور کھیتیاں نظر آرہی ہیں۔ [له] مجھے دریا کے
گہرے پانی میں تو قید کر رکھا ہے اور پھر کہتا ہے کپڑا نہ بھیگے ہوشیار ہو جا۔

رہنمائی کر سکتی ہے اخبار سلطنت کے بازو ملک کی
قابلیت اور مرفہ الحالی کا ذریعہ جدید معلومات کا خزانہ
گورنمنٹ کے مبشر اور پبلک کے اتالیق ہیں اور تبادلہ
خیالات کا بڑا اعلےٰ وسیلہ ہیں۔

۴۔ رعایا و برایا کا ہر فرد بشر اپنے اقوال و افعال کا آپ
جواب دہ ہے اور بلا چوں و چرا خود کردہ کے مطابق
جزا سزا کا ذمہ وار ہے۔

۵۔ آدمیوں کا چوپایوں کی طرح منڈیوں میں فروخت
کیا جانا بند ہوا۔ انسان اشرف المخلوقات مانا گیا۔ غلامی
موقوف ہوئی دختر کشی مسدود ہوئی۔ انسانی قربانی و
رسم ستی کا انسداد ہوا بردہ فروشی بند کی گئی۔ نہ صرف
اپنے ممالک محروسہ میں بلکہ دنیا کے ساتھ انسان کی ذات
کا بھلا کرنے کے لئے مدعبہ باندھا اور موقوف کرایا۔
البتہ افریقہ کے بعض قطعات اسلامی میں ابھی اس کا کچھ اثر
باقی ہے جو ضرور کبھی دور کرا دیا جائیگا۔ کہیئے! یہ صاحبان
انگریز کی نیک دلی اور ابنائے جنس کے ساتھ اصلی
محبت و ہمدردی کا کیسا اعلےٰ ثبوت ہے۔ ہاں اگر

تعصب کی پٹی آنکھوں پر ہو تو پھر تو ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست

دشمن کی نظر میں بھلے کام بھی بُرے دکھائی دیتے ہیں

مذہبی آزادی

۴ - مذہبی آزادی تو انگریزی عہد کے سوا پہلے کسی وقت انڈیا میں حاصل نہیں ہوئی جو غالب ہوا اس نے مغلوب کے مذہب کی توہین میں کوئی کسر باقی نہ رکھی - مسلمانوں نے ہندوؤں کے مندروں کو گرا کر مسجدوں میں تبدیل کر دیا - ہندوؤں نے ان کی مسجدوں کو مسمار کرایا - غرض ہر ایک دوسرے کی دل آزاری اور ہتک کرنا اور مذہب جیسی پاک چیز کی مٹی پلید ہوتی - مقابل مذہب کی ذلت میں اپنا فخر خیال کیا جاتا - ملاں ملانے بھیڑیئے کے بچے بنے ہوئے تھے - خدا ان سے امان دے - اب ذرا اس مبارک عہد میں بھی نظر ڈالئے - ہر ایک آزاد - ؎

بندہ اپنے فرائض میں مسلمان ہیں نہ ہندو

معمور مساجد ہیں تو آباد ہیں مندر

چرچ میں بجتا ہے ہر اتوار کو گھنٹہ
سنکھ اور اذاں گونجتے ہیں ہر روز برابر
گر برکتیں اس عہد کی سب کیجئے تحریر
کافی ہے نہ وقت اس کے لئے اور نہ دفتر

۵- ہمارے شہنشاہ وقت اور حکام کا مذہب عیسائی ہے مگر کسی کو زبردستی اپنے مذہب میں نہ لاتے ہیں اور نہ کسی کی توہین روا رکھتے ہیں اس کام کے لیئے پادری لوگ جدا اپنے مذہبی مشن کے اوپر رکھے ہیں۔ وہ بھی ترغیب اور تحریص سے نہ کہ اور تنگ زبی تشدد سے اسیطرح اور مذاہب کے مولوی پنڈت واعظ اپنے فرایض علانیہ سر عام ادا کر رہے ہیں۔ بے شک ہر ایک اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ انسان آزاد۔ اور خود مختار پیدا ہوا ہے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

ہنود اور اسلام کی ضمنی فرقہ بندیاں پہلے کچھ کم نہ تھیں کہ اب نئی روشنی کے باعث اسلام میں سرسید مرحوم کے پیرو نیچری اور ہندوؤں سے تعلیم یافتہ لوگ

آریہ سماج میں داخل ہو گئے۔ جیسا کہ بنگالی برہموست میں چلے گئے تھے۔ اب اگر کسی سائینس دان و دانش مند کی اپنے آبائی دھرم میں تسلی نہ ہو سکے تو اس کے لئے بجائے نقلی کے عقلی مذہب سامنے موجود ہیں۔ سوامی دیانند مہرشی نے ویدک دھرم کا ڈنکا بجایا۔ اور توہمات باطلہ سے بعض ہندوؤں کو نکالا۔ جس کی ترقی کا زمانہ اب قریب آرہا ہے۔ راقم کو خود سوامی جی سے ذاتی نیاز کا شرف حاصل تھا گو میں آپ اب تک بوجہ شدہ آچار نہ ہونے کے خود کو سماج میں داخل ہونے کے لایق خیال نہیں کرتا۔ لیکن اسکی تعظیم کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہر ایک مذہبی سوسائٹی اپنے اخبار اور رسالے چھپوا کر شائع کرتی ہے۔ ایک دوسرے پر حملہ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ پھر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔

ے چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

خود کردہ را علاجے نیست کے مصداق بن کر مشکلات میں پھنستے ہیں۔ گورنمنٹ کی عطاکردہ آزادی کا مناسب

ہے کہ ہم بڑا استعمال کر کے جگ ہنسائی کا موجب نہ بنیں
ہر ایک مذہب یا دھرم کے پیرو کو چاہیئے کہ بھارت
ماتا کا حقیقی فرزند ثابت ہو اپنے عقائد کے موافق مذہبی
فرائض آپ تو ادا کرے مگر غیر مذاہب پر ناواجب چوٹ
نہ کرے اور نہ اس وجہ سے منافرت کا گڑھا عمیق کھودے
اور ہمدردی کا دائرہ تنگ کرے کہ وہ ہمارا مذہب
نہیں۔ حضرت ابراہیم اور بوڑھے کافر کی کہانی بوستان
سے بھول نہ جانا ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبرو ترسا وظیفہ خورداری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

۶۔ تعصب مذہبی سے تنگ دلی و تنگ خیالی پیدا
ہوتی ہے انسان باطل پرستی کی عمیق خندق میں غرقاب
ہوتا ہے ایک چھوٹے سے فرقہ یا قوم کے ساتھ اپنی
ہمدردی محدود کر لیتا ہے وسعت اخلاق سے اخوت
اور برادرانہ برتاؤ ہر ایک سے پیدا کیا جائے تو صداقت
ایمان کی راہ قریب تر آ جاتی ہے دل سے غیروں بد
حسد یا بغض باقی نہیں رہتا۔ اصولاً سب مذہب بھائے

خود اچھے ہیں۔

۷ بھیکا بھوکا کوئی نہیں سب گدڑی بیں لال
گانٹھ کھول نہیں جانتے اِت بدھ بھئے کنگال

بھلا ذرا غور تو کرو کہ اگر خدا کو بھی کسی مذہب سے تعلق ہوتا یا ذرا سی بھی بچ ہوتی تو کل دنیا کو وہ با سانی اس میں داخل کرنے پر قادر نہ تھا۔ پھر قادر مطلق کیسا رب العالمین ہوتا رب المسلمین یا نصارا یا کیا کچھ ہوتا۔ اگر ہمارے اعمال کی سزا جزا کے ہم خود ذمہ دار ہیں تو تم کوئی خدائی فوجدار ہو کہ ہمیں تعصب مذہبی سے اپنے مذہب میں دھکیل کر آپ خود ہی گناہ کے سزاوار بنتے ہو۔ انگریزی راج تو ایسے سکھ چین کا ہے کہ موسٰے بدین خود و عیسے بدین خود۔ کوئی کسی سے نہ مزاحم ہو اور نہ حملہ کرے جو جس کی طبیعت چاہے یا جس طرح چاہے کسی مذہب میں رہے کوئی جبر و تعدی کرنیکا قانوناً مجاز نہیں ورنہ انسان کی آزادی میں فرق آجانے کا اندیشہ ہے جو اصول جہانداری کے برعکس ہے۔ بادشاہ وقت بہتر ہے کہ بجائے متعصب یا مذہبی کٹر ہونے کے قطعی لامذہب

مگر اخلاق کا پتلا ہو جس پر کوئی حرف گیری نہ کر سکے۔

امن عام

۷- سرکار انگریزی کے عہد میں جیسے عامہ رعایا ہند کو امن نصیب ہوا۔ پہلے شاید کبھی نہ ہوا ہو نادر گردی کے دیکھنے والے مر چکے مگر سکھا شاہی کے واقعات سننے والے اور چشم دید بیان کرنے والے اب تک موجود ہیں۔ اکیلا راہ چلنا محال تھا قافلہ یا بدرقہ کے ہمراہ سفر کرتے اور وہ بھی خالی از خطرہ نہ ہوتا چور ڈاکو تو جدا رہے خود حکام وقت ہی رعایا کو لوٹ لیتے تھے۔ قاتل اور خونی کہنے سے اس قدر رنج نہ ہوتا۔ جس قدر کہ کسی کو دولت مند کہنے سے ہوتا فوج کا کوچ اپنے ملک میں ہوتا تو رعایا کا وہ حال ہوتا جو دشمن ملک بھی نہ کر سکتا سرکار انگریزی کی فوج کشی افغانستان پر ہوتی رہی مگر افغانی رعایا سے ہرگز چھیڑ نہ کی گئی اور نہ بلا دام دئے کوئی چیز لی گئی اور قیمت بھی ان کو منہ مانگی دی گئی۔

سابقہ زمانے میں ہر ایک جرم کا بدل زر و مال ہو سکتا تھا لیکن اب اگر کسی کو عدالت سے ایک گھنٹہ قید ملی تو وہ کروڑوں روپیہ دے کر بھی اس حکم کو منسوخ نہیں کرا سکتا

اب بھی عدالتوں میں اہل ثروت بزور زر اکثر
کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن سرکاری قانون کے آگے
غریب و امیر میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ سب کو انصاف
دینے میں بے رو و رعایت کارروائی یکساں طور پر
کرنے کا حکم ہے جس پر بہت کچھ تعمیل ہوتی ہے
پولیس ہماری جان و مال کی رکھوالی ہے مگر ہمارے
بھائی پولیس میں جاکر رحم خداترسی اور صداقت کے
پیرو بہت کم رہ جاتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ
ان کے فرائض ہی کچھ ایسے اہم اور ٹیڑھے
ہیں کہ بجز غلط کاری کے بظاہر اور کوئی علاج
نہیں مگر پھر بھی ہم سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں
ہانکنا چاہئے۔ ان میں نیک دل اور اپنی ذمہ واری
کو درست سمجھنے والے بھی ہیں۔ مگر ایسے اصحاب
افسوس ہے کہ اپنے منصبی امور کے انصرام میں
بہت کم تعریف کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔ اندرونی
رعب سلطنت اور انتظام کے لئے پولیس کا وجود
بہت مفید ہے۔ میجر سلیمن نے اپنی کوشش سے

ہند سے ٹھگی و ڈکیتی کے پیشہ ور اقوام سے ملک
کو محفوظ کیا۔ امیر علی ٹھگ نے وسط ہند میں اودہم
مچایا تھا پھانسی پر لٹکایا گیا۔ رائے بہادر ایشری پرشاد
انسپکٹر پولیس کی کوشش سے تانتیا بھیل کیفر کردار کو پہنچا
پولیس نہ ہو تو چوروں قزاقوں رہزنوں بدمعاشوں
شہدوں لچوں اٹھائی گیروں قمار بازوں جرایم پیشہ
خانہ بدوشوں ٹھگوں اور نوسریوں کی دست برد سے
غریب رعایا کو کون بچائے اس کے فرایض فی الواقع
نہایت ہی مشکل اور پیچیدہ ہیں صرف صداقت سے اسکی
مشکل کشائی ناممکن ہے جبکہ بدالنیں اس کی کارروائی
بالعموم اعتبار کی نظر سے نہیں دیکھتیں اور جب اس کا
سابقہ ہی بد اطوار اور نابکار اشخاص سے پڑتا ہے
تو ان کی ٹوہ لگانے کے لیے محض شرافت سے کار
براری بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ اسی واسطے بیحد جوڑ
توڑ یاد ہیں جو ناہنجار مخل امن کے فلک کو بھی معلوم
نہ ہو سکیں۔ تفتیش کا کام از بس مشکل مال بمعہ مجرم پیدا
کرنا کسی فرق عادت یا غیب دانی کے مادے کا محتاج

تھوڑا ہے ۔ مجھے ایک سب انسپکٹر پولیس نے ایکدن
بڑی شیخی اور تفخر سے کہا کہ جو اختیار ہمارا ہے سیشن جج
کا نہیں ہے ہم قاتل کو چھوڑ سکتے ہیں کسی ناکردہ گناہ
کو پھانس بھی دیتے ہیں فی الاصل یہ مقولہ اس کا بالکل
قرین صحت ہے ملک کی مالک پولیس ہے اس کے
غیر محدود اختیارات اسے انتقام گیری اور زرا ندازی
میں خوب مدد دیتے ہیں اس کے اکثر افراد کی بداخلاقی
انسانیت کے لئے موجب ننگ ہے اور دنیا یا
آخرت کا خوف بہت کم ہوتا ہے ۔
اس کے ہتھ کنڈوں سے بعض دفعہ بھلے پرش کو بھی لڑنا
پڑتا ہے ۔ پنجابی مثال ہے کہ ڈنڈا پیر ہے یا خدا) جبر
خدا کی ہستی سے بھی منکر کرا سکتا ہے ۔ بہر صورت
ہمیں امن و آسایش دینے پر پولیس ہر طرح قادر بھی
ہے بشرطیکہ وہ فرایض کو بخوبی ادا کرے نہ صرف
انسانوں کی مال و جان کی محافظ ہے بلکہ مظلوم حیوانات
کی بھی نگران ہے ۔ کوئی مالک اپنے حیوان بےزبان
(غیر ناطق) پر بے حد بوجھ لادے اسے مار پیٹ کر

لہو لہان کردے یا لنگڑا بنا دے تو پولیس اسے گرفتار کرکے عدالت سے سزا دلا سکتی ہے۔ ہمدردی حیوانات کی سوسائٹیاں شہروں میں اس غرض سے قایم ہیں ؎

اس عہد میں انسان ہی نہیں ظلم سے محفوظ
مظلوم نہ اب بیل نہ گھوڑا ہے نہ خچر

۷۔ ہماری گورنمنٹ کا رعب سلطنت ملک کے ہر ایک دور دراز کونوں میں بھی ویسا ہی نمایاں ہے۔ جیساکہ اس کے دار الحکومت میں۔ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں ایک بوڑھیا نے فریاد کی کہ بلوچستان کے علاقے میں قافلہ لوٹا گیا۔ میرا بیٹا قافلہ سالار تھا وہ ہلاک کیا گیا۔ اس کا انصاف کر۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ ملک دور ہے اس کا انتظام مشکل ہے بوڑھیا بولی اگر تو دور علاقے کے انتظام سے قاصر ہے تو اسے اپنے زیر حکومت کیوں لے رکھا ہے یہ بات اب اس ہمہ تن گوش بیدار مغز سرکار کے عہد میمنت مہد میں مطلق نہیں۔ بیرونی ملک کے حملوں کے روکنے کو جنگی لشکر موجود

ہیں۔ سوار پیادہ توپخانہ بر و بحر کا پورا محافظ
سمندروں میں جنگی جہاز روند کرتے ہیں۔ جنگی جہاز
بھی کئی قسم کے ہیں۔ بحری قوت کل دنیا سے
برٹش حکومت کی بڑھکر ہے کوئی سی دو زبردست
حکومتیں مل کر بھی برٹش بحری طاقت کی مساوات حاصل
نہیں کر سکتیں۔ بری طاقت کی نمایش بھی ذرا سے
اشارے سے کی جا سکتی ہے۔

۸۔ دیسی ریاستوں پر انگریزی جھنڈی کا پھریرا
لہرا رہا ہے۔ رئیسوں کو حق تبنیت عطا کیا گیا ہے
اب انہیں اپنی ریاستوں کے نشٹ ہو جانے کا کوئی
خوف نہیں رہا۔ لاولد حکمران جب چاہیں اپنا متبنیٰ
بنا کر جانشین ریاست قرار دے۔ پھر رئیس ہیں کہ بلا
خوف و خطر غیر ممالک کی سیر کرتے پھرتے ہیں۔ سیر د
شکار میں مصروف ہیں سب سدھی ابری قاعدے کی
پابندی سے آنند لوٹ رہے ہیں۔ اگر خود انہیں کل
انڈیا کا سلطان بنایا جا دے تب بھی ان کو یہ لطف
کبھی حاصل نہ ہوتا گویا اب حکومت بھی ہے اختیار

بھی ہے مگر ذمہ داری کی گرانباری سے کسی قدر آزاد ہیں۔

۹- ہمارے سیر و سیاحت اور تجارت کی رونق و ترقی کیواسطے ریلوے ٹرینیں ملک کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔ مہینوں کا سفر دنوں میں ہو جاتا ہے ٹیلیگراف سے دنوں کا کام گھنٹوں اور منٹوں میں ہوجاتا ہے۔ خبر رسانی کے ذریعے بڑے وسیع ہیں ڈاک خانہ ملک کی آسودگی اور رعایا کے انتظام کا مول منتر ہے غور کرنے سے ہر ایک میں صدہا گن ظاہر ہوتے ہیں دور ممالک کا مال گھر بیٹھے ڈاک یا تار کی استعانت سے منگا سکتے ہیں یا بذریعہ گاڑی بھیج سکتے راستے صاف ہیں۔ سڑکیں کروڑوں کی لاگت کی پختہ و خام تیار کرائی گئی ہیں۔ جس خوبی اور کثرت سے پیسہ اب گھوم رہا ہے امید نہیں کہ کبھی گھوما ہو۔

۱۰- عامہ تعلیم کی اشاعت کب تھی جواب ہے سکول کالج اور دارلعلوم کھلے ہیں۔ کوئی بدنصیب ہو گا جو اس سے استفادہ یا استفاضہ نہ کرتا ہو۔ صنعت و حرفت کی تعلیم

و تربیت میں بھی کوئی روک نہیں۔ البتہ ہم کسی بیرونی
ملک کی ساختہ اشیا کے مقابلہ کے لئے تاہنوز تیار نہیں
یہ ہمارا قصور ہے کیوں کوشش اور سرگرمی سے
مقابلہ کے لئے ثابت قدمی اور مگر مستقلال کے ساتھ
مستعدی نہیں دکھاتی سرکار کو خوشی ہے کہ ہم اس
میدان میں فتحمند ثابت ہوں اور ملک کی جاتی دولت
کو روک تھام کر سکیں زراعت ملازمت کی ترقی کے
واسطے سرکار کی طرف سے پوری سہولتیں مہیا ہیں
زمینیں دی جاتی ہیں کنوئیں کھودنے بند ھ باندھنے
کے لئے امداد دی جاتی ہے۔ تخم ریزی اور کاشت
کے لئے مویشی خریدنے کو نقاوی عطا کی جاتی ہے
پٹواریوں کے دست تظلم سے بچانے کے لئے رعایا
بذریعہ کتب تعلیمی واقفیت کرائی جاتی ہے۔ مدارس اور
کالج کھول رکھے ہیں تاکہ استعداد بڑھا کر اپنی زمینوںکو
ہم زیادہ بار آور اور قیمتی بنا سکیں رفع خشک سالی
وقحط سالی کے لئے دریاؤں سے نہریں کاٹ کاٹ کر
جنگل کی بنجر زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ جس سے

اِنسان اور مویشی کی پرورش ہوتی ہے۔ بلکہ لاکھوں
من غلہ اور اجناس ضروری غیر ممالک میں بھاگر ملک
کی دولت کو بڑھاتی ہیں۔ پنجاب میں نہر چناب کے
سبب پیداوار کی ایسی کثرت ہے کہ رعایا مرفعتہ
الحال ہوگئی ہے۔ دولت کی بارش ہو رہی ہے اسکے
مالیہ سے سرکار کو بھی اتنی آمدنی ہے کہ ریاست کشمیر
افغانستان بلکہ مملکت ایران سے بڑھکر ہے۔ روپیہ
سے روپیہ کمانا بھی صاحبان انگریز کو ہی آتا ہے۔
بار آور کاموں پر لگاتے ہیں۔ اگر ہم فری ٹریڈ کے
قابل قدر آزادانہ اصول کی پیروی نہ کریں تو انڈین
کو کبھی گرانی کا منہ نہ دیکھنے دیں۔ لیکن اس میں
مثل بعض خودغرض دیسی ریئسوں کے ہم اپنی رعایا کو پیٹ
بھر کر کھلاسکتے ہیں لیکن بنی نوع انسان کی مدات پر اصول
سم درشتی کے خلاف کرتے ہیں جو ہمدردانہ اخلاق کے
سراسر منافی ہے۔ البتہ کالونیز کے قوانین حقوق شہری
ایشیائیوں کے دینے میں مانع ہیں تو یہ بھی درست نہیں
تکبر یا تنگ نظری کے مظہر ہیں۔

۱۱- جب ہم ملک کے دشمن (قیدیوں) سے بھی بد سلوکی روا رکھنا انسانیت اور انصاف کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کی صحت اور آسایش کا خیال رکھتے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کرتے اور حصول جائز معاش کے قابل بناتے ہیں اور ان کو اچھی زندگی کا مشق جتاتے ہیں کہ نیکی اور شرافت سے جائز کمائی کرکے ایام گزاری کرو تو کیا وجہ ہے کہ ہم ایسا بخل روا رکھیں کہ تبادلہ اجناس کے اصول کو توڑ یکلخت ایک ظالم خودمختار سرکار کہلائیں۔ شرح اجرت بڑھ رہی ہے ہر ایک اپنے پیشہ کی من مانی یا منہ مانگی قیمت حاصل کرسکتا ہے۔ تو اس سے یہ تھوڑا فایدہ ہے کہ آزادی تجارت کے باعث ہماری نیک سرکار کو اناج کے کھتے قحط سالی کے خوف سے بھر رکھنے نہیں پڑتے۔

جیسے کہ پرانی تواریخیں ہند و مصر کی شہادت دیتی ہیں کہ خودمختار (شخصی) سلطنتوں کو ایام قحط دور کرنے کے واسطے کیسی مشکلات پیش آتی تھیں۔ ہماری قانونی اور جمہوری حکومتیں اپنے فیمن لا پابندی سے رفع قحط

ہیں کوشش کرتی ہیں پھر اپنی کام کھول دیتی ہیں منافع کی امید پر ہر ایک تاجر آپ اپنے کام اور جنس کا پورا مالک و مختار ہے کسی قسم کی جبر و تعدی کے بغیر قحط سالی میں بھی لوگ غلے کے انباروں سے خاطر خواہ منافع حاصل کرکے غربا کی جان کی رکھوالی کرتے ہیں اور سرکار کو ایک سخت تردد سے بچاتے ہیں۔

۱۴۔ انڈیا کی آسودگی اور مرفہ الحالی کا باعث زیادہ تر پریس ہے۔ جس کی بدولت ارزان شرح پر خوشخط کتابیں برائے تعلیم غربا کو بھی میسر آسکتی ہیں۔ جس سے اشاعت تعلیم عام میں بڑی بھاری امداد ملتی ہے پریس کا بے بہا وجود اپنی اقسام کے لحاظ سے ضرور مفید ہے اس کی وجہ سے اخباروں کی اشاعت کا بڑا فائدے مند رواج نکلا۔ یہ منبع امن و آسائش بھی ہیں اور جب اعتدال سے تجاوز کرنے لگیں تو ملک میں ہل چل ڈال سکتی ہیں۔ لارڈ ولیم بنٹنک نے اخباروں کو آزادی دی لارڈ لٹن نے ذرا انکی آزادی

ہیں روڑا اٹکا دیا اور لارڈ رپن نے پھر راستہ صاف کر دیا
لارڈ کرزن نے زبان اور قلم کو ہوش سے چلنے پر
مائل کیا۔ مگر حالی کی پیش آمدہ شورش نے لارڈ منٹو
اور لارڈ مارلے صاحب بہادر کو ناگوار قوانین بنانے کی
طرف مجبور کیا تاہم ملک میں ہر طرح امن ہے۔
خوشی و خرمی کا زمانہ ہے۔

۱۲۔ اگرچہ قحط سالی اور بخار تپ کے ناگوار حملہ۔
چیچک ہیضہ اور طاعون کی دست برد سے بعض جگہ رعایا
آہ و بکا کرتی ہے۔ الا سرکار کی طرف سے ان آفات کے
دفعیہ کے لیئے از حد گرمجوشی کے ساتھ جد و جہد ہو رہی
ہے۔ چیچک کا علاج ٹیکہ سے کیا۔ بخار کا کونین سے ہیضہ
اور طاعون کا حکمی علاج نہ ملا مگر پھر بھی کوشش سے معالجہ
میں فایدہ ہوا۔ دس برس میں طاعون سے کوئی ۵۶ لاکھ
آدمی مر چکے ۱۹۰۷ء میں تیرہ لاکھ موئے ۱۹۰۸ء میں
صرف سوا لاکھ کے قریب موش کشی بھی اس کے دفعیہ کا
موجب ہے۔ قحط کا علاج کثرت آبپاشی سے زراعت
میں بیشی زلزلہ اور تصادم ریلوے کی موتوں کا کوئی

کیا علاج کرے۔ بغیر ریلوے لائن اگر آنے جانے کی جدا ہو جائیں تو پھر یہ بے خطر سواری ہو سکے گی۔

۱۴۔ حفظ صحت میں کوشش کی جا رہی ہے شفا خانے برائے معالجہ جاری ہیں دوائیں مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ پہلے سے بہت کچھ ان امراض میں تنزل ہو گیا ہے۔ اور سنیٹری بورڈ پھر بھی غور کر رہا ہے۔

ہمارے قیصر ہند ملک معظم دام ظلہٗ اپنے ذمہ دار حکام کو رعایا کی ہمدردی پر بذریعہ فرمانوں کے مائل کر رہے ہیں۔ اور طرح پر آسودہ لوگ بھی اپنے ہموطن برادروں کی خبر گیری اور محتاجوں کی دستگیری پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں لوکل حکام بھی تا بمقدور رعایا کی دل جوئی سے غافل نہیں۔

۱۵۔ ہمارے کاروبار اور خانگی امور ہیں جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ ارزاں خوشنما بازار میں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ گھروں کے فرنیچر سامان آرائش و سجاوٹ اور سٹیشنری ہر قسم بافراط میسر ہو سکتی ہیں راگ و رنگ اور روشنی کے سامان مہیا ہیں کھانے پینے اور تعیش

کی اشیاء اور پہننے اور چلنے پھرنے کے اسباب
اور ریل، ڈاک کے ذریعے شیشے، لکڑی، چمڑا اور
دھاتوں وغیرہ کی چیزیں حسب ضرورت قیمت پر دستیاب
ہو سکتی ہیں پہلے یہ چیزیں منصۂ ظہور میں کب آتی تھیں
۱۷- پھر اگر ایک حاکم کے انصاف سے ہماری تسلی نہ ہو
تو ہم آزادی سے بلا خوف و خطر عدالت عالیہ اپیل
کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں۔ پیسہ پاس ہو۔ تو
انصاف رسانی کے ذریعے بذریعہ قانونی پیشہ
اصحاب بسہولت مل سکتے ہیں۔ اگرچہ قانون کی باتیں
زیادہ تر مقامی حکام کی مزاج کے موافق ہوتی ہے
جو بھی مختلف طبائع کے ہوتے ہیں اور جن کی
معلومات کے ذریعے مکمل نہیں کیے جا سکتے اور نہ
طبع تعصب مذہبی یا ما بالا حفاظ سے سب کے
سب مبرا ہو سکتے ہیں پھر اگر انصاف میں قصور ہوگا
تو ہمارا اپنا ہوگا نہ سرکار نہ قانون نہ واضعان قوانین
کا۔ غرض ضروریات زندگی کی فراوانی اور ہر کہ ومہ
کی نزد حکام عدالت یکسانیت کسی جابر کے جبر کا پیش نہ چلنا

زیادہ ستانی اور جھپک جھپٹ کی انسداد اور ہر طرح
امن و آسایش منجانب حکام میسر آنا اظہر من الشمس
ہے ولایتی مال اور سامان تفریح کی ارزانی فراوانی
خوشنمائی و دلربائی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اگر ہم
دیدہ دانستہ قانون کو ہاتھ میں نہ لیویں یا الفاظ
دیگر ہم برٹش گورنمنٹ کے قانون کی عزت کریں متابعت
کریں اپنے حدود جواز و حیطہ اختیار سے باہر نہ
نکل جائیں تو نہ ہم کو صاحب ڈپٹی کمشنر کا ڈر ہے
اور نہ پولیس افسر کا اور نہ لاٹ صاحب کا بشرطیکہ
ہم دایرہ حفظ مراتب کا اُلّنگھن نہ کریں اور حقوق
خویشی و بیگانگی کی تمیز پر پورے طور سے قادر ہوں
ہا۔ سرکاری ملازمت میں لاکھوں آدمی با آسودگی
امن سے زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں کوئی بڑے
با نصیب مدارج اعلےٰ پر پہنچے ہیں۔ حکام بن ہو کر
اپنے ملک کے مفید خدمات انجام دے رہے ہیں
بے شمار رہا ہوا ۔ پبلک خدمات بڑی خوشی سے ادا
کر رہے ہیں اگر وہ دیانت دار ہیں اور خود غرضی

کی آفت سے مصئوں ہیں تو اُن کا دھن جنم ہے ایسے
نیکمرد قابل پرستش ہیں ایسے اصحاب با فراط نہیں
ہوا کرتے اکثر مفتری اخوان الشیاطین اپنے ملک اور
قوم کے گلے کو کند چھری سے کاٹنے والے چغل خور
لگی لپٹی کہنے والے اور پر کا کوا بنا کر اپنی خدمات کا
صلہ پانے کے امیدوار نابکار ہوا کرتے ہیں - ایسے
لعنتی ٹریٹر ملک کے بدخواہ خوشامدی ٹٹو شاید یہ
سمجھتے ہوں گے ؂ بدنام جو ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا
اگر یہ ننگ ملک راشی حرامخور صفحۂ ہستی سے جلد اُٹھ
جائیں اور بھارت ماتا کو پلید نہ کریں تو بہتر ہے -
؂ ایں چنیں بد زندگانی مردہ بہ -
سرکار کے خیر خواہ بنو مگر ملک میں زہریلے خیالات
کا بیج نہ ڈالو اور نہ لالچ سے پسران ہند کے خون
چوسنے پر آمادہ ہو جاؤ - ایسے زمانہ امن و آسائش
کی قدر کرو اور سرکار انگریزی کے سچے دل سے دعاگو
اور فرمانبردار رہو اور اپنے نیک اطوار سے ہمیں
امتیاز و فخر کرنے کا موقعہ دو -

نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا۔

آریہ سماج

۱۔ سُت دارا اور لچھمی دُرجن کے بھی ہو
سنت سماگم ہری رس تلسی دُرلبھ دو

اولاد عورت اور دولت بدمعاش کے پاس بھی ہو سکتی ہے لیکن نیکوں کی صحبت کا ملنا خدا کی عبادت کا مزا حاصل کرنا تلسی داس کہتا ہے یہ دونو مشکل ہیں۔ یعنے ہر ایک کو حاصل نہیں ہو سکے۔

۵ دھیرج دھرم متر اور ناری
اپدا کال پرکھئے چاری

حوصلہ ایمان دولت اور عورت کا مشکل وقت پر امتحان ہوا کرتا ہے آریہ سماج کو بھی سال گذشتہ سے اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لیئے بہت تگ و دو کرنی پڑی اور بعض محکمہ کے افسروں نے اپنے ماتحت سماجی بھائیوں کو تکلیف بھی پہنچائی ہے بعض دیسی ریاستوں کے والیاں کا اب تک آریہ سماج

کے نام سے پیشاب خطا ہوتا ہے ان کو اپنے مشیر
تاریکی سے نکلنے نہیں دیتے مبادا ہوشمند ہو جائیں
اور ہماری دال نہ گلنے پائے یہ نظر بند ہی رہیں تو
ان کے لئے ٹھیک ہے سہ باین عقل و دانش بباید گریست
۲۔ ہندو دھرم کا سب سے مقدم فرض ایشر کی ہستی کا
قائل ہونا ہے اور اس سے اتر کر راج بھگتی کے
اصول پر چلنا ہے گویا بادشاہ پرستی اور حاکم وقت
کی جائز متابعت ازبس ضروری ہے اس کا ہر ایک
نیک کام دھرم سے تعلق رکھتا ہے حتے کہ ہر روز
کا نہانا اور صاف رہنا بھی تو دھرم کی ذیل میں
داخل ہے دو وقت سندھیا کرنا اگنی ہوتر اور آریہ
سدھانتوں پر چلنا ایک سماجک کا اہم فرض ہے
۳۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ میں آریہ سماج میں
داخل نہیں اس کی وجہ میری اپنی اخلاقی کمزوری
ہے کیونکہ ان کے اعلےٰ اصولوں کی تعمیل سے بوجہ
اپنی بدعادات کے قاصر ہوں۔ جب سے کہ میں نے
جلسہ گوروکل کانگڑی میں سالانہ جانا شروع کیا ہے

میری ہمدردی کسی قدر اس کے ساتھ ہو گئی ہے۔
میرا ایک پوتا وہاں داخل ہے غالباً کچھ بعد دیگرے
اور بھی داخل کیئے جاویں۔ میرے پانچوں بیٹے آریہ سماج
کے ادنے خادم ہیں اور سب سرکار انگریزی کے نمکخوار
ملازم ہیں اپنے فرایض میں سب نیک نام ہیں کیوں سب
کے سب خوش اطوار دیانتدار اور سرکار کے سچے
وفادار خادم ہیں اور راج نیتی اور راج بھگتی اور
ساتھ ہی دیش بھگتی سے بھی بے خبر نہیں۔ انہیں کے باعث
میرے خیالات نے پلٹا کھایا دہریہ (ایتھی ایسٹ)
سے نکلکر حق پرستی کی طرف مائل ہوئے۔ میرے خیالات
کس طرح بدلے عنوان سے رسالہ آریہ مسافر جالندھر
سنہ ۱۹۰۶ و ۷ء میں میری طرف سے مضامین نکلتے رہے۔
اس سے میری ذاتی پوزیشن معلوم ہو سکتی ہے۔
اپنا ڈھکوسلا اس واسطے یہاں لگا دیا ہے کہ کوئی
مجھے یہ نہ کہے کہ سماجی ہے اس لئے سماجیوں کی
رعایت کرتا ہے میں تو کسی مذہب کے برخلاف کچھ
کہنے کا حق نہیں رکھتا پھر ایسے دھرم کی تعریف نہ

کروں جس میں وشے بھوگتا اور زبردستی دہنگا شاہی کا نام تک نہیں اور ویدک دھرم (قدامت پرستی) کیطرف لیجاتا ہے اس کے ہردو فریق کلچرڈ (مہذب، کالج والے) اور مہاتما پارٹی گورو کل والے یا مہاتما پارٹی اغراض میں متفق ہیں۔ مہاتما پارٹی کے سماج مندر زیادہ ہیں اور کلچرڈ کے سکول بہت ہیں۔ ہردو جگہ سالانہ دہرم کے میلے یا جلسے کرکے چندے لیتی ہیں اور اپنے مشن کو مالی تقویت سے مضبوط کرتی ہیں۔

۵۔ ہز آنر سر ڈنزل ابٹسن صاحب مرحوم جب بوجہ بیماری ولایت جا رہے تھے تو آریہ سماج کا ایک ڈپوٹیشن مشترکہ دو پارٹی بمقام کالکا ان سے شرف ملازمت حاصل کرنے گیا۔ چونکہ گورنمنٹ کو شبہ ڈالا گیا تھا کہ آریہ سماج پولیٹکل باڈی ہے۔ جبکہ لالہ لاجپت رائے اور بھائی اجیت سنگھ ٹھیک غدر سے پچاس سال بعد ایک تقویم پارینہ قانون ۱۸۱۸ء کی پناہ لے کر ڈیپوٹ (جلاوطن) کئے گئے یعنے غدر ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء میرٹھ میں ہوا اور لالہ

لاجپت رائے ۹ مئی ۱۹۰۷ء کو گرفتار کیے گئے۔
جس صورت میں وہ سبھا جی تھے۔ سماج کو اپنی پوزیشن
صاف کرنا ضروری معلوم ہوا۔ لاٹ صاحب نے
فرمایا کہ ڈپٹی کمشنراں پنجاب آریہ سماج کے خلاف
رپورٹیں ارسال کر رہے ہیں آریہ سماج کو اس سے
پہلے چارہ جوئی کرنا چاہئے تھا اور اب امداد سرکار میں
معاونت کرے ان دنوں آریہ سماج پر مصیبتوں کی
ایک گھٹا چھا رہی تھی انکے لیئے پولیٹکل مطلع ناصاف تھا
۶۔ خوش قسمتی سے لالہ منشی رام جی گورنر گوروکل نے
قلم اٹھایا اور بذریعہ سول اینڈ ملٹری گزٹ متواتر
مضامین دے کر سماج کے لیئے وہ کام کیا جو ڈیپوٹیشن
سے سرانجام نہ ہو سکا تھا۔ بے شک آریہ سماج ملک
کا سچا بھی خواہ ہے ریلیجس سوسائٹی ہے۔ اسے
پولیٹکل سے کچھ واسطہ نہیں وہ گورنمنٹ کے منشاء
مبارک کو عملاً پورا کر رہا ہے۔ وہ انگریزی راج کو
کاوکشی کے سوا اور طرح پر قریباً اپنے دھرم انکول
سمجھتا ہے۔ آگرہ کے ایک پادری نے کہا تھا کہ آریہ سماج

-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kos

۷۔ آریہ سماج تعلیم کا حامی ہے جابجا سکول کھول رکھے ہیں لالہ ہنسراج جی پرنسپل کی قربانی زندہ مثال ہے جن کے زیر اہتمام ڈی اے وی کالج لاہور میں عمدہ تعلیم و تربیت کا خاص نمونہ ہے۔ کئی جگہ ہائی سکول جاری کئے ہیں۔ ڈیرہ دون کا ہائی سکول جس نے دیکھا ہے وہ اس کے طریقہ تعلیم کی ضرور داد دیگا جو ایک یوروپین ہیڈ ماسٹر کے زیر اہتمام ہے گورو کل میں برہم چاریوں کی تعلیم کا ایک بالکل ویدک زمانے کے موافق بڑا بھاری سکول کھول رکھا ہے۔ فرخ آباد بدایوں سکندرہ میں بھی گوروکل ہیں۔ لاہور میں دیانند برہم چاری آشرم بنایا گیا ہے گوجرانوالہ میں بھی گوروکل کی طرز کو پسند کیا گیا ہے۔ اب ملتان میں بھی اس کی تقلید کرنے لگے ہیں۔ عنقریب لڑکیوں کے لئے بھی سسٹم قبول کیا جائیگا۔

ایک پادری صاحب نے لودھیانہ میں عیسائی گوروکل کھولنے کا ارادہ کیا ہے۔ ایک دہلوی مولوی نے بھی گوروکل دیکھ کر مسلمانوں کو درویش خانہ کھولنے

کی ترغیب دی تھی مگر افسوس کیا تھا کہ مسلمانوں میں کوئی لالہ منشی رام کہاں سے آتے۔

۸- لڑکیوں کی تعلیم کی اشاعت اس کا بڑا ضروری فرض ہے بہت جگہ کنیاں پاٹھ شالہ کھول رکھے ہیں۔ کمار شالہ تو اب عام ہو چلے۔ جالندھر کنیاں مہاں ودیالہ عاشہ لالہ دیوراج جی کی سرگرم کوشش کا اعلیٰ نمونہ ملک کے پیش نظر ہے۔ سرکار بھی تعلیم کی دلدادہ ہے۔ اور سماج بھی۔ وہ شادی صغیر سنی کا مخالف ہے۔ پچیس سال کے لڑکے اور سولہ سال کی لڑکی کی شادی چاہتا ہے۔ حالانکہ سرکاری قانون کا یہ منشا ہے کہ بارہ سال سے لڑکی بڑھے۔ تب زوجیت کے قابل سمجھی جائے سماجی اور بھی چار قدم آگے نکل گئے۔

۹- چھوت چھات کے فضول بندھن آریہ سماج نے توڑ دیئے اہل ہنود کو رسوم شادی و ماتم کے فضول اخراجات کے بوجھ سے سبکدوش کر دیا۔ اپنے اخلاق کے زور سے ناچ تماشے شراب وکباب کے رواج کو

لیا ہیٹ کر رہا ہے وہ ایک چیونٹی تک کے مارنے کو گناہ سمجھا ہے چہ جائے کہ ایک انسان اشرف الانسان کی جان لینا پسند کرے۔ وہ کسی نشہ کو بھی منظور نہیں کرتا حتے کہ حقہ کشی کا بھی مخالف ہے اور چاء نوشی کو بھی عیاشی اور فضول خرچی میں داخل سمجھتا ہے وہ شہوت رانی اور عیاشی کے محرک انڈہ و ادویہ کے الکحل و شراب سے دلی نفرت رکھتا ہے:۔

۱۰۔ آریہ سماج میں کہیں ڈھونڈے سے بھی کوئی بدمعاش بددیانت زانی چور ٹھگ جھوٹا فریبی دغا باز اور ظالم نہ پاؤگے۔ وہ ہر ایک فرد بشر کا سچا ہمدرد ہوتا ہے یتیموں کی پرورش کرتا ہے۔ اجمیر فیروز پور لاہور کے یتیم خانے زندہ ثبوت موجود ہیں۔ قحط زدگان کی یہ امداد کرتا ہے۔ ابھی لالہ لاجپت رائے نے ہزارہا روپیہ جمع کیا اور مفلوک و قحط زدگان میں از قسم خوراک و پوشاک تقسیم کیا زلزلہ زدگان کی یہ دستگیری کرتا ہے۔ کانگڑے کی تباہی کیوقت

اسی نے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹایا تھا طوفان زدگان کی یہ مدد کرتا ہے حیدر آباد دکن میں دریا کی طغیانی سے جو تباہی آئی اس نے اعانت کی حالانکہ سماج کے لیڈروں کو وہاں سے بجبر نکالا جاتا رہا ہے مگر یہ اپنے اصول نقش مانند کے بھلا کرنے پر در رڑہ وشواش سے کاربند رہے

۱۱- بیماروں کی تیمارداری پر یہ مرمٹتا ہے۔ طاعون کے موقعہ پر لاہور میں اور بخار تپ کے وقت امرتسر میں سماج نے کیا کچھ نہ کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی برہم سماجیوں اور اہل اسلام نے بھی ضرور تعلیم کی عیسائی پادریوں نے تو یہ نیک ڈھنگ سب سے پہلے نکالا تھا۔ سماج ان سے بھی بڑھ نکلا

۱۲- سماج خدا پرستی کا سچا نمونہ ہے۔ جیسے اور پرانے اور فرسودہ مذاہب میں امیزش ہو کر کہیں کتاب پرستی کہیں مزار پرستی کہیں بت پرستی یا فقیر پرستی گورو یا پیر پرستی داخل ہو گیا ہے ابھی یہ اس سے بالاتر ہے اگرچہ ہر ایک مذہب میں صداقت کی تھوڑی بہت

لہر موجود ہے مگر اس کی پر جوش تازہ لہریں اور وہ
فوق لے جا رہی ہیں یہ نہ صرف سماجیوں کا خیر خواہ
ہے بلکہ منش ماتر کا بھی خواہ کوئی کہیں کا اور کسی دھرم کا
ہو۔ اس نے ہندو عیسائی محمدی وغیرہ مذاہب کو
ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا۔

۱۳- وہ خیرات خوری کا دشمن ہے اور خیرات دینا
سچے معنوں میں سمجھتا ہے صرف لکیر کا فقیر نہیں ہے
وہ ورن بیوستھا گن کرم اور سوبھاؤ انوسار قایم
کرنا چاہتا ہے۔ اور موجودہ اور مروجہ ذات پات کے
بندھن کو توڑنا پسند کرتا ہے گوروکل کے برہم چاری
جب پورن ودوان ہو کر نکلیں گے تو اس کا صحیح
فیصلہ کریں گے وہ رشتہ ناتہ دور علاقوں میں پیدا
کر کے اپنی ہمدردی کے دایرہ کو وسیع کرنا چاہتا ہے
وخون کی آمیزش سے سنتان خوبصورت دانشمند اور
مضبوط پیدا کرنا چاہتا ہے۔ نباتات اور حیوانات میں
اس کی سچی نظیریں موجود ہیں پہلے یا بوکیشت چندرسین
نے برہمن ہو کر راجہ کوچ بہار چھتری کو لڑکی

بیاہ دی حال میں لالہ منشی رام جی نے باوجود چھتری ہونے کے اپنی لڑکی ڈاکٹر سکھدیو جی اردڑ برہمن ۔ کیوجہم کو بیاہ دی تھی اس کو کسی غیر ملک سے بھی ایسا رشتہ قایم کرنے پر کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ اسے اپنے دھرم میں لیا جائے

صاف گوئی اس کا شیوہ اور نر بھئی (بےڈر) ہونا اسکا خاصہ ہے۔

۱۴- اگرچہ ہمارے ملک سے مارل کرج کا بیج ناش ہو چلا تھا لیکن آریہ سماج نے اس میں تازہ جان ڈال دی ہے وہ جزاے اعمال بذریعہ تناسخ ارواح اواگون قایل ہے وہ کہتا ہے کہ کیوں سب جیو یا حیوان یکسان حالت پر نہیں ایک جنم سے مرن پرینت انیت دکھی رہتے ہیں اور ایک سکھ آنند اور اعلے مراتب پر پہنچتے ہیں ۔ ایک خادم ہیں اور ایک مخدوم وغیرہ اگر یہ ایشر کا سدنکارک پر بندھ خیال کریں تو اس میں ایشر نیاکاری نہیں ٹھیرتا چونکہ انیائی نہیں اس واسطے ضرور جیو اپنے کرموں کا پھل پاتا ہے جو اس نے

کسی پورب جنم میں گئے ہوتے ہیں وہ بہشت دوزخ کے روچک ڈبھیانک داگوں سے اثر نہیں ڈالتا بلکہ اپنے افعال و اعمال کے نتایج کی سزا و جزا کے متعلق انتظام عالم کو قایم رکھتا ہے۔

۱۵- وہ وید پرمیشور پرکرتی (مادہ) روح کو انادی مانتا ہے اور دلایل سے ثابت کر دیتا ہے نہ کہ ہر کشک آرد کا فر گرد د پر فیصلہ کر دیتا ہے

۱۶- وہ وید ودیا کے پرچار سے قدیم بزرگی ہند میں تازہ روح پھونکتا ہے اس کا خیال ہے کہ وید کا جھنڈا نہ صرف بھارت میں لہرائیگا بلکہ کل عالم پر اوم (اسم اعظم) کا اثر پھیلیگا۔ وہ مادی ترقی سے روحانی ترقی کو ترجیح دیتا ہے۔

۱۷- شادی اور ماتم کی رسوم ویدک ریتی سے کرتا ہے پُرانک ریتی کو غلط اور پوپ جال خیال کرتا ہے۔ اسی سے ہندو مخالف ہیں۔ وہ مُردے کا شرادھ نہیں کرتا۔ زندہ بزرگوں کی خدمت کرتا ہے بچوں کو زیور نہیں پہناتا وہ لڑکیوں کا عوض

معاوضہ یا قیمت نہیں لیتا وہ استری کا آدر کرتا ہے مگر زن مرید نہیں۔

۱۸۔ وہ ایک عورت کے ہوتے دوسری شادی نہیں کرتا اور نہ رنڈوا دوسری شادی کنواری کیساتھ کرنیکا حق سمجھتا ہے نہ کوئی بوڑھا کسی جوان عورت سے شادی کرنیکا مجاز ہوتا ہے وہ اپنی استری کے سوا دنیا کی کل استریوں کو ماتا یا بہن سمجھتا ہے وہ ہر طرح قابل بھروسہ ہوتا ہے۔ عاجزوں کی امداد بلا لحاظ مذہب کرتا ہے۔ وہ گئو رکھشا کا سچا حامی ہے اسی غرض سے گئوشالے جاری کر رکھے ہیں۔ وہ جاپان اور دیگر مہذب ممالک کی طرح دنیاوی جاہ وحشم کی اُنتی کو دھرم پر مقدم نہیں سمجھتا وہ پولٹیکل امور کا دلدادہ نہیں۔

۱۹۔ وہ شستروں کے استعمال کو اچھا نہیں سمجھتا۔ بلکہ آتمک بل پیدا کرنے میں ہمہ تن کوشاں ہے وہ گبر وترساکے وسانیر کے اقوال کو وید و دیا سے ماخذ خیال کرتا ہے اور پھر وساتیر سے یہودی اور نصارا وغیرہ مذاہب کا منبع ثابت کر دیتا ہے

۲۰- وہ اکثر پُرانک گاتھاؤں کا قایل نہیں وہ کرشن لیلا اور ایسے ہی اور قابل شرم من گھڑت قصص سے معترض ہے ہاں وید شاستروں کے اقوال کو صدق دل سے قبول کرنے والا ہے وہ راج بھگتی کا پورا معاون ہے اور دیش بھگتی کو روحانی زندگی پر منحصر سمجھتا ہے وہ بدی بخیلی اور غیبت سے کنارہ کش ہے سچی بات منہ پر کہدیتا ہے۔

۲۱- وہ جہالت کا دشمن ہے ودھوا بیاہ کی ترویج کرتا ہے یا بیچاری بیواؤں کا سچا سرپرست ہے سنسکرت اور ہندی کا پرچار کرتا ہے۔

۲۲- وہ کسی کی چغلخوری حکام کے پاس نہیں کرتا وہ دنیاوی جاہ و جلال کا طالب نہیں وہ پرمان و دلائل سے اپنے مدعا کو ثابت کرتا ہے وہ قبروں۔ دریاؤں پہاڑوں اور درختوں کو نہیں پوجتا۔ وہ جانوروں کی قربانی کو مہاں پاپ سمجھتا ہے۔ بجائے اس کے ہوا کی شدھی کے لیئے خوشبودار سامگری اور گھی ڈال کر روزانہ گھروں میں اگنی ہوتر کرتا

ہے تاکہ عامہ حفظ صحت کو بذریعہ صاف اور خوشبودار ہوا کے مدد ملے۔ وہ سوامی کے نیم واوپ نیم پر چلتا ہے اور کبھی اعتبار کا خون نہیں کرتا۔

۲۴- وہ اپنے دھرم کی صداقت کے اظہار میں کسی اور مذہب کی نکتہ چینی یا مباحثہ کی مطلق پرواہ نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ اور مذاہب کے لوگ اس سے عناد رکھتے اور بدسلوک کرتے ہیں اور حکام وقت کے اس کی شکایتوں سے کان بھرتے ہیں اور رسوخ یافتہ اصحاب حکام کے پاس ان کی صاف پوزیشن پر کثیف داغ لگانے سے نہیں چوکتے جیسے ہندو دھرم آئے دن روبانحطاط تھا اس سے نکلنے کا راستہ تو کھلا تھا مگر داخلہ کی سبیل نہ دارد تھی اس نے اس میں آنے کی راہ بھی کھولدی شدھی کا طریق جاری کر دیا اب ہر ایک مذہب کا آدمی اس میں پناہ حاصل کر سکتا ہے اور بھولا بھٹکا اپنے آبائی دھرم میں پھر بذریعہ شدھی داخل ہو سکتا ہے اس سے اور مذاہب کو اس وجہ سے خصومت پیدا ہو گئی اب مسلمان عیسائی وغیرہ ہماری گورنمنٹ کی بے لاگ آزادی عطا کرنے سے بلا روک ٹوک اس میں واپس

آنے لگے ہیں۔ مہاشہ دھرمپال جی. بی اے جو پہلے
مولوی عبدالغفور تھے ویدک دھرم کی سرن میں آئے
اور بیسوں اور آ رہے ہیں۔ پنڈت بھوجدت صدہا
آدمیوں کو نہ صرف دعوت ویدک دھرم کی دیتے
ہیں بلکہ شامل کرکے کھان پان کے بندھن بھی توڑ رہے
ہیں ان کا اصلی مدعا یہ ہے کہ جب تک ویدک دھرم
تمام نہ ہوگا تب تک گائے کا بدھ دور نہیں ہو سکتا
پس ہم صاف الفاظ میں بصدق ارادت بآواز بلند
عرض کرتے ہیں کہ آریہ سماج گورنمنٹ اور پبلک کا پورا
خیر خواہ ہے اور پولیٹکل امور سے اس کا کچھ واسطہ
نہیں وہ ایک مذہبی سوسائٹی ہے

۲۵۔ وہ سادہ خوراک اور پوشاک اور طریق زندگی رکھتا ہے
معاملہ کا صاف ہوتا ہے پرسوارتھی ہوتا ہے دوسرے کی
تکالیف دور یا کم کرنے کی کوشش کرتا ہے
سادہ مزاج ملایم طبع حلیم المزاج ہوتا ہے شیخی خورہ
یا متکبر نہیں ہوتا اس کے افعال و اقوال کل صداقت
پر مبنی ہیں۔

۲۶ - چونکہ انڈیا میں بے شمار مذاہب ہیں خصوصاً ایک ہندو خاندان کے استری پرش جداگانہ دھرم رکھتے ہوئے بھی ایک گھر میں رہ سکتے ہیں تو کیوں سماجی حرف گیری کے مستحق ہوں - ملک میں بہت سے مذہبی رسالے اور اخبار جاری ہیں ہر ایک اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ الاپتا ہے تو آریہ سماج کو طعن و تشنیع کا مورد قرار دینا خلاف آزادی ہے - جبکہ ملک کے دیگر مذاہب کو بھی جگانے والا اور اپنے دھرم پستکوں کے مطالعہ کی طرف مائل کرنے والا ہے وہ ہر ایک مذہب کو دلائل کے ساتھ مباحثہ کرنے کا چیلنج دیتا ہے وہ ہر جگہ اپنے دھرم کی خوبیوں کو بذریعہ بھجن و منادی پرگٹ کرتا ہے - وہ واک اور لیکھ دونوں پر قادر ہے جاہلوں کی اس میں گنجائش کم ہے چتر اور سگھڑ آدمیوں کا مجموعہ ہے -

۲۷ - مہاشہ دھرم پال جی اپنے رسالہ اندر میں دیو سماج کی دھجیاں اڑا رہے ہیں - پنڈت لیکھرام جی

قادیانی مرزا صاحب کے مشن کے خلاف قلم چلاتے شہید ہوئے ۔ مولوی ثناءاللہ صاحب آریوں اور مرزائیوں کے خلاف کمر باندھے ہوئے ہیں راجہ رام موہن رائے نے برہموسماج بنگال میں نکالا اور نوجوانوں کو عیسائی ہونے سے بچایا اس میں کرسچینٹی داخل ہے درا صل خود بابو کیشب چندرسین نے ولایت میں جاکر اپنے مشن کا پرچار کرکے عزت اور ناموری پائی پنڈت شیونرائن جی اگنی ہوتری جو دیو بھگوان مشہور ہوئے انہوں نے ایک شاخ دیوسماج نکال دی ۔ منشی اندرمن مراد آبادی نے اہل اسلام کے خلاف کتب تصنیف کیں ۔ کنھیا لال الکھ دھاری کے زور قلم سے کوئی مذہب نہ بچا ۔ پنڈت شردھا رام پھلوری نے ہندو دھرم کی خوبیوں کی اشاعت میں زور لگایا ۔ سوامی دیانند مہرشی کے لکچروں نے سب کو سایہ میں لے لیا سرسید نے اپنی قابلیت سے تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کو ہنت ہونے بچایا اس لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ صرف ہماری

مہربان نیز بخشش سرکار دولت مدار انگریزی کی عطا کردہ آزادی کی بدولت سب کچھ ہے جسکا ہمیں دھنیاد کرنا چاہیئے اگر شخصی حکومتوں کی طرح راج ہوتا تو کس کی مجال تھی کہ چوں کر سکتا راج ورودھ دھرم پرچار پر سنگسار کیئے جاتے یا چمڑا زندہ انسان کا اتروا کر مروایا جاتا اور سخت اذیت دی جاتی اب آریہ سماج کے ممبر یوروپین لیڈیز کو اپنے دھرم میں لاکر ان سے شادیاں کر رہے ہیں سرکار انگریزی کی جے

زمانے کی گردش

؎ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

کبھی سایہ ہے اور کبھی نور ہے

دو رنگی زمانے کی مشہور ہے

زمانہ کا تلون

زمانہ کی تلون مزاجی مشہور ہے تبدیل حالت کے لئے ہر دم تیار ہے اور شاید انتظام عالم کے لئے اس کے استقلال و استحکام سے وہ

دن نتائج نہ پیدا ہوتے جو موجودہ صورت میں
پیش آتے ہیں ہر ایک امر میں دورنگی پائی جاتی ہے
سردی گرمی۔ دکھ سکھ۔ میٹھا کڑوا۔ صحت بیماری زیست
مرگ اور شادی و غمی وغیرہ ہر ایک خوبی کے لئے
عیب بھی ہے زمانے کی تغیر حالت آئین فطرتی ہے
کوئی طاقت اس آئین کے توڑنے پر قادر نہیں ہے
شدنی امور اٹل ہوتے ہیں۔ ابھی فرحت و انبساط
ہے کہ آسمانی گولہ آپڑتا ہے۔ ناگہانی افتاد سے مجلس
سرور و راحت سوگ و غم الم سے بدل جاتی ہے

کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اگر تم میں استخراج نتائج کا مادہ ہے تو ہر حال میں
بد حواسی کو پاس نہ آنے دو مستقل مزاج رہو
سمجھ رکھو کہ یہ وقت نہیں رہنے گا ؎

ز رنج و راحت گیتی مشو خنداں مرنجاں دل
کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

امن و آسایش دائمی نہیں

۲۔ امن و آسایش کا دورہ دائمی نہیں
کسی وقت زمانے کی چشم زخم اس میں خلل

کرتا ہے۔ روئے زمین کی حالت اور پیش پا افتادہ
واقعات پر ذرا سرسری نظر کریں تو بے ثباتی کا اچھا
نقش دل پر پیدا ہو جاتا ہے کل کی بات ہے جاپان
ایک کس مپرس متواتر زلزلوں سے تباہ شدہ ایک مختصر
جزیرہ تھا خدا نے اسے حضیض ذلت سے نکال اوج
عزت پر پہنچا یا پہلے ہی جست میں اس نے چین کو
پچھاڑا جو وسعت آبادی اور دولت کے لحاظ سے
اس سے دس بارہ حصے زیادہ تھا۔ دوسرے
وقعہ پر روس کو لوہے کے چنے چبوائے۔ ایسی
شکست پر شکست دی کہ اب اصلی حالت پر آنے کیلئے
روس کو بیسیوں سال اور جد و جہد کرنا چاہیئے۔
روس میں انقلاب پسندوں کی سازشوں کی بھرمار
اور آخر ڈومہ (پارلیمنٹ) کی رعایت رعایا روس
کو دی گئی۔ چین میں اب خفیہ منو سائیٹیوں کی سازشیں
معلوم کی گئی ہیں۔ امریکہ کے اچھے دن تھے کہ جاپان
مٹ بھیڑ سے بچ گیا۔ ورنہ جاپانی طلبا ر کا
سان فران سسکو میں برائے تعلیم جانا۔ جاپانی

مرز ویزو ویں کا تلاش معاش کے لئے امریکہ
میں بتنگ وذود کرنا۔ جاپانیوں کا بحیرہ بیرنگ
میں مچھلی کا شکار مارنا۔ محض جنگ کے الٹی میٹم
کے نئے وجوہات تھیں۔ اچھا ہوا بلا ٹل گئی۔
باہمی سمجھوتہ ہو گیا۔

۴۳۔ ملک ایران میں پارلیمنٹ کے متعلق رعایا
اور شاہ کا بگاڑ ہو گیا۔ اس میں خون خرابی ہوتی ہیں
اور یہ الجھاؤ سلجھنے میں نہیں آتا۔ اب برٹش
اور روس درمیان آکر فیصلہ کرائیں گے۔
سلطان روم نے اچھا کیا۔ رعایا کو پارلیمنٹ کی
رعایت دے کر خوش کر لیا۔ اور رعایا نے اظہار
مسرت کے جلوس نکالے اس لئے بھی کہ سلطان نے
خفیہ پولیس کا محکمہ ابالش کردیا یہ صاف نیتی
کا عمدہ ثبوت ہے اور خود پارلیمنٹ کے تمام ممبران
کے ساتھ برابر بیٹھتے ہیں۔ تخت یا ممبر جگہ پر نہیں
بیٹھتے۔ شاہ اسٹریا بوسینا اور ہرزی گوناکے دو
صوبے دبا بیٹھا۔ اب چار کروڑ روپے معاوضہ میں

دے کر سلطان کو رضامندی پر مائل کیا ہے ورنہ جنگ
چھڑیگا سلطان نے اپنی بحری اور بری فوجی
انتظام کے لیئے برٹش اور جرمنی گورنمنٹ سے
عاریتاً تجربہ کار افسر حاصل کئے ہیں برٹش
گورنمنٹ اور جاپان اور روس کا باہمی (عہد نامہ)
ہو کر خوف وخطرے سے کچھ عرصہ کے لیئے امان
حاصل کی ہے جاپان اور ہمارا یہ اقرار ہے۔ کہ
ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی امداد صدق
دل سے کی جائیے۔ پرنس خوشیمی ولیعہد شاہ جاپان
انگلینڈ کی سیر سے محظوظ ہو کر واپس آیا سرگرم
خیر مقدم پایا۔ یونان کا جزیرہ کریٹ پر دانت
رکھنا اب کچھ آسان کام نہیں۔ ٹرنسوال میں بوئیروں
کو خود حکومت کا حاصل ہونا اور ان کا ہندی آبادی
کے ساتھ معاندانہ سلوک کرنا۔ جنرل بوتھا کا
اعزاز اور ہمارے ملک معظم کے لئے ایک کروڑ روپیہ
کا بے نظیر ہیرا کان کمبرلی کا پیش کرنا اسپین کا
خطرے سے نکلنا۔ فرانس کے جوش کا تھمنا۔

آئرلینڈ کو قدرے حالت یاس سے باہر آنا۔ سسلی
کے جزیرہ دارالحکومت شہر مسینا علاقہ شاہ اٹلی کا
زلزلے سے تباہ ہو جانا دو لاکھ آدمی کا اچانک
دب مرنا بعض کا تین ہفتے سے زیادہ بے آب و دانہ مسمار شدہ مکانوں سے
برآمد ہونا۔ ایسے موقعہ پر چوروں اور بدمعاشوں کی
تاخت تاراج شاہ اٹلی کا ننگے ہو کر مارشل جاری کرنا۔
پھر مصیبت زدگان سے رحمدلی کا ثبوت دینا۔ مکانوں
کی مسماری آتش زدگی طوفان باد و باراں یہ کیسے قہر
خدائی ہیں ہماری سرکار اور کل شاہان زمین کی
رگ حمیت کا حرکت میں آکر نقد جنس کپڑے خوراک
وغیرہ مصیبت زدگان اٹلی کی امداد کو بھیجنا

۴۔ انسانیت کا نیک جوہر ہے۔ واہ

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

[illegible]

یعنے زمین کا کام کر چکا ہے کہ آسمان کی طرف
متوجہ ہوا ہے۔ بجائے اس کے کہ تو اور دنیا کے
حالات لکھنا ذرا اپنے ملک پر بھی نظر کرتا۔

سنئے! حیدر آباد دکن میں دریائے موسے نے کیسا غضب ڈھایا۔ ہزاروں مخلوق تباہ ہو گئی غربا بیخانماں کوئی یہ بھیانک نقشہ کس طرح کھینچ سکے۔ بمبئی میں آتش زدگی نے صدہا غربا کو تباہ کر ڈالا۔ ؎

بجروں کو تو گل پھینکتے ہیں بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

قحط کی بلا طاعون موت کی کثرت ہیضہ۔ چیچک اور سب سے زیادہ بخار تپ طوفان مرگ حیرت انگیز تباہی کا موجب ہوا۔ اور ساتھ ہی دشمن ملک عادامن و آسایش میں رخنہ اندازی پر آمادہ ہو کر اپنے زہریلے خیالات کا اثر ملک پر ڈالنے لگے

اہل ہند کی بے چینی

جادو وہ جو کہ سر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے

ا۔ بعض اوقات شوخی سینہ زوری اور خود رائے موجب تحسین و آفرین ہوتی ہو گی لیکن اکثر دفعہ یہی خرابی کا باعث بن جاتی ہے دنیا کے

سب لوگ تو کسی حالت میں خوش رہ نہیں سکتے۔ ایک وقت کسی کام پر تعریف کرتے ہیں تو ساتھ ہی نِندا کا موقعہ بھی تلاش کر لیتے ہیں۔ ہردلعزیزی ہونا بسا مشکل ہے اور ہردلعزیزی کے وصف کی تلاش کمال بردباری یا بزدلی یا عوام کی ہاں میں ہاں ملانے یا قوت فیصلہ مارل کرج (اخلاقی جرأت) کے ساقط کر بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں کوئی دور اندیش آزاد خیال اسے اعلےٰ وصف نہیں کہہ سکتا۔ جن کی زندگی دنیا کی بہتری کے لئے وقف ہوئی اور جو کسی مفید ایجاد کے موجد ہوئے اور جنھوں نے ریفارمیشن کا کام اختیار کیا اور جو راج پربندھ میں آزادانہ روش پر چلے وہ ہرگز ہردلعزیزی کے منصب پر سرفراز نہیں ہو سکے۔ سچ اور جھوٹ کا امتیاز کرنے والا اور ہر دو میں منصفانہ رائے دینے والا۔ نیکی اور بدی کا فرق نکالنے والا انصاف کے میزان کو برابر رکھنے والا اور ساتھ ہی اِس کے ایک بدخیال ذاتی اعتراض کا بندہ نفس پرست

مغرور اور خودستا ہر دلعزیز کیسے ہو سکتا ہے۔

۲۔ اگرچہ ہر دلعزیزی کی تعریف میں بھلے بُرے اوصاف میں گڑبڑ ہو جاتی ہے مگر یہ خود ساختہ میں مجبوری امر ہے۔ اس صورت میں ہر دلعزیزی کے وصف کی تعریف زایل ہو جاتی ہے اور انصافاً بھی اسے ہم وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے (اگر تنہا پیش قاضی روی راضی آئی) والی بات ہے۔ فریقین کی وجوہات ثبوت اور دلایل اثبات دعویٰ ابطال دعویٰ حاصل کیے اور پھر ہر دو کا موازنہ کیے بغیر یکطرفہ راے لگانا بھی تو ہر دلعزیزی کی منافی ہے زبان خلق سے بھی کسی رشی منی کا بھی محفوظ رہنا امر محال ہے اس کی تفصیل کے لئے یہ موقعہ مناسب نہیں معلوم ہوتا دنیا بالغرض ہے اس سے بھی کوئی شخص خواہ کیسا ہی نیک دل ہو عہدہ برآ نہیں سکتا۔ مطلب کی محبت عام ہے ؎

۳۔ سُر نر من جن کی یہہ ریتی۔ سوارتھ لاگ کریں سب پریتی

خواہ کوئی دیوتا منی آدمی کیوں نہ ہو مطلب کے ساتھ ہی الفت کرتا ہے۔ کرنل کلایو نے انگریزی

رامائن کشکندھا

سلطنت کی پختہ بنیاد ہند میں ڈالی اس پر اودھ کا چند
بنگالی سے بد عہدی کا الزام لگایا گیا کمپنی نے کچھ قدر نہ
کی پارلیمنٹ نے اسے الزامات سے بچایا وارن ہیسٹنگز پہلا گورنر
جنرل ہوا دس سال حکمرانی کی مگر بیگمات اودھ
راجہ چیت سنگھ بنارس سے بجبر روپیہ برائے انجام کار
مہمات ملکی وصول کرنے اور اپنے مخالف نند کنوار کو پھانسی
دلانے کے الزام سے نہ بچ سکا۔ ولایت میں اسکے
خلاف مقدمہ چلا بمشکل بچا حالانکہ اس نے حکومت
انگریزی کو بڑا وسیع کرکے ہند سے دو عملی موقوف
کردی تھی۔ لارڈ کارنوالس نے بنگالہ کے زمینداروں کے
ساتھ براہ راست معاہدہ کرکے ان کو زمینوں کا
مالک مطلق بنا دیا یعنے دوامی بندوبست کردیا۔ ملکی
انتظام میں اصلاحیں کیں حکام کو جبر و تعدی کرنے
پر سزائیں دیں۔ یہ لوگ بھلا اسے کب اچھا کہہ سکتے
تھے جن کی ناجائز آمدنی کے منبع بند کرائے تھے
لارڈ ولزلی نے سلطنت ہند مقبوضہ برٹش کو دوچند
تک بڑھا دیا۔ بوناپارٹ کے حملے کا خوف تو رہا۔

کمپنی سے باوجود ایسی نمایاں کارگزاری برابر ان بن
رہی ۔ سرجارج بارلو لارڈ منٹو ۔ مارکوئیس آف ہیسٹنگز
لارڈ ایمہرسٹ ۔ لارڈ ولیم بینٹنگ ۔ لارڈ آکلینڈ
لارڈ الن ۔ لارڈ ہارڈنگ ۔ لارڈ ڈلہوزی ۔ لارڈ
کےننگ اور گورنر جنرل و وائسرایان ہند لارڈ
الگن ۔ لارڈ لارنس ۔ لارڈ ۔ لارڈ نارتھ بروک
لارڈ لٹن ۔ لارڈ رپن ۔ لارڈ ڈفرن ۔ لارڈ لینڈڈون
لارڈ الگن ثانی ۔ کوئی بھی ایسا حکمران نہیں ہوا
جسے گورنمنٹ اور پبلک دونوں نے سراہا ہو ۔
بے عیب خدا کی ذات ہے انسان سے قصور یا
سہو کا ہو جانا بشریت سے باہر نہیں ہے ۔ الانسان
مرکب من السہو والخطاء ۔ گل بے خار حلوو بے
دود ہونا مشکل ہے ۔

لارڈ کرزن بالقابہ

۴ ۔ لارڈ کرزن بالقابہ کب کسی خاص استثنا کے مستحق
تھے اگرچہ انکی خوبیاں بوجہ روشن ضمیری اور
بیدار مغزی اور عام باخبری کے آفتاب
عالمتاب کی طرح روشن ہیں ۔ اس مستعدی

محنت اور سرگرمی کے ساتھ اپنی عقل سے کام کرنے
والا اس سے پہلے اس عہد سے پر کوئی شاذ و نادر
ہی آیا ہوگا وہ عاجز بے کسوں کی فریاد رسی آپ
کرتا۔ عالموں اور مصنفوں کا قدردان تھا۔ غریب
کلارکوں کی داد رسی بڑی کشادہ دلی سے کی جہاں
سے اُٹھکر یہ خود اس عہدہ جلیل پر عالم شباب میں
پہنچا تھا۔

اس نے حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا کے بعد حضرت عالم پناہ
ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کا کارونیشن دربار شاہانہ طریق پر
دہلی میں کیا۔ جس میں راقم الحروف ہذا بھی اپنی کوشش
سے شامل ہوا تھا اور ایک کتاب دربار دہلی کے
ہیر کے عنوان سے لکھی جو بمعہ محصولڈاک سوا روپیہ
میں فی جلد اب مفید عام پریس لاہور سے مل سکتی ہے
میری مصنفہ اور کتابیں گلدستہ تہذیب ۸؍ - گلدستہ اخلاق ۸؍
گلدستہ ہدایت ۹؍ نیت پشیا ۲؍ و لی۔ اور کھیتی کی ریڈریں
وغیرہ بھی اسی مطبع سے خریداروں کو مل سکتی ہیں)
لارڈ کرزن کی کارگزاری اور ہمہ دانی سے خوش

ہوئے۔ اڈین نے اس کی توفیر میعاد کے لئے بادب
درخواست کی۔ وہ پھر آگئے۔ اب ان سے اور طرح
کی کارروائی ہونے لگی۔ ایک موقعہ پر انڈین کو
جھوٹا کہا پھر تعلیم میں کچھ گڑبڑ ڈالی پھر ملازمت
میں روک کی۔ دیسی رئیس کسی پنشنر دیسی کی خدمات
بھی بجز منظوری گورنمنٹ آف انڈیا حاصل نہ کر سکیں
یہ مسٹر آر سی دت کے پرائم منسٹر بڑودہ بنتے ہی حکم صادر
ہوا ضمیمہ برار ممالک محروسہ میں داخل ہو گیا۔ مہاراجہ
اندور مستعفی ہو گئے۔ بلاسپور کے راجہ حکومت سے
علیحدہ ہوئے۔ تبت پر فوج کشی کی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف
سے اختلاف رائے میں ناکامی ہوئی تو مستعفی ہوکر چلدیئے۔ آخر
تقسیم بنگالہ کی منحوس کارروائی کی جس سے نرم دل
خوش اطوار بنگالی بگڑ بیٹھے قومیت کے دو ٹکڑے
ہونے کے ساتھ ان کو دوامی بندوبست اراضی کے
ٹوٹنے کا خوف دامنگیر ہوا اور نہ پنجاب سے بھی لارڈ موصوف نے
علاقہ سرحدی جدا کر کے علیحدہ صوبہ بنا دیا تھا۔ مگر
ہمیں ذرا بھی اس کا کوئی خلاف اثر محسوس نہ ہوا

گریندگان اپنے اس نقصان کو گوارا نہ کرسکتے اور
اور قانون کے اندر متواتر اس علیحدگی کے فسخ کئے
جانے سے واسطے گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرتے
رہے۔ لارڈ مارلے اسے فیصل شدہ امر تصور فرماتے
ہیں اب جو ہندوستان کے ہواخواہ ممبران پارلیمنٹ
اپنی ذاتی واقفیت کے سبب زور ڈالنے لگے۔ جیسے
مسٹر کیر ہارڈی کلارک سمیٹن وغیرہ تو پھر اب لارڈ
نہ لارڈ امپٹہل ذمہ وار بنتے ہیں اور نہ لارڈ مارلے
بالفاظ سمیٹن صاحب نے ظاہر کہدیا کہ لارڈ کرزن
پر مقدمہ بنانا چاہئے کہ اس نے کیوں خلل امن کی
کارروائی کی اس کی مفصل رائے اور آگے آتی ہے

بنگالی ایجیٹیشن کی تبدیلی

۵ - خیر بنگالیوں کے بگڑنے کا تو اصلی
پہلا سبب یہی ہے جس کے بعد بعض نے انارکسٹ
کام شروع کر دیئے ایکسٹریمسٹ (گرم)
موڈریٹ (نرم) دو پارٹیاں ہو گئیں۔ ایک
خود کو نیشنلسٹ کہتے ہیں۔ بابو بپن چندر پال جن
اس کے سرغنہ اور نرم کے بابو سراندر ناتھ بنرجی

ہیں۔ اگرچہ اغراض مستحسنہ ہیں مگر ان کے حصول کے طریق
میں بعدُ المشرقین ہے گرم فریق ہیں بمب ساز اور ڈاکو
سنے جاتے ہیں اُنہوں نے کئی لعنتی اور قابل نفرت
کام کیئے مثلاً مظفر پور میں دو معصوم لیڈیوں کو بمب
سے تباہ کرنا۔ ایک قاتل کا خودکشی سے مرنا۔ اور
خودی رام کا پھانسی پانا پھر لاٹ بنگال سر فریزر
صاحب پر متواتر قاتلانہ حملہ کرنا سرکاری گواہ ستیندر گوسائیں
کو جیل میں ریوالور کے فیر سے ہلاک کرنا ہیچ قسم اور شرار۔
کر تو کرنا اور لوٹ مار مچانا۔ ایسے لوگوں سے
امن کے شریف اور ملک کے بھی خواہ کو ذرا بھر بھی ہمدردی
نہیں ہو سکتی۔ متواتر اخباروں کے ذریعہ سڈیشن پھیلانا
اخباروں کا نابود کیا جانا۔ اخباروں کے نام ہی
جگانتر سندھیا۔ کال سوراجیہ وغیرہ سے ظاہر ہوتا
ہے کہ یہ کس غرض کے لیئے ہیں باوجود بندش سخت
کے جگانتر کا کہیں نہ کہیں سے نکال کر حکام وقت
کا حد بڑھانا اور ایسی کرتوتوں کے ساتھ سوراجیہ
مطالبہ کرنا کیا یہ خوشگوار فعل ہیں۔ مدراس اور بمبئی

احاطہ کیطرف بھی ایسی ہی خراب تاثیر کا پھیلانا۔ اور بڑے بڑے قابل ادب بزرگاں اور لیڈران قوم کا بھرا باب ہونا اور بعض کا شبہ میں ہی جلا وطن کیاجانا یہ ہمارے ملک کے بدخواہ ممبروں کا قصور ہے جو لوکل حکام کو غلط خبریں دے کر تاریکی میں لیجاتے اور انسے ایسے ناکردنی فعل کراتے ہیں۔

حکام اگر بیخبر ہیں تو ہماری خود غرضی

۶ - حکام بھی انسان ہیں غیب دان تھوڑے ہیں پھر ان کے اصلی حالات کے معلومات حاصل کرنے کے ذرایعہ ناقابل اعتراض نہیں کیئے جا سکتے اس میں بھی ہماری اپنی ذاتی خود غرضی کام کر رہی ہے حکام کا کیا ذمہ ہے

زصاحب غرض تا سخن نشنوی + اگر کار بندی پشیمان شوی

یعنی اہل غرض کی باتیں کبھی نہیں سننی چاہئیں - ورنہ شرمسار ہوگے۔

۷ - حکام کو تو ہم ہی دشمن ملک و قوم گمراہ کرتے ہیں - حسد تعصب مذہبی - لالچ جہالت اور بدنیتی

سے اپنا مطلب سدھ کرنا چاہتے ہیں۔ خواہ اس میں
کیسے ہی کبیرہ گناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں مگر خودغرضی
نے اندھا کیا ہوا ہے۔ عاقبت اندیشی کا مادہ مفقود
ہے۔

جلوے میری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
وہ ہم سے چھپ کے جائیں گے ایسے کہاں کے ہیں

اگر حکام ناواقف ہوں تو ہوں مگر ہم جانتے ہیں
کہ کون لوگ برادران ملک کو اپنی چرب زبانی سے
ذلت میں گراتے ہیں اور آپ چندروزہ زندگی کو
داغ عصیاں لگاتے ہیں جو جیسا بیج بوئے گا اکثر وہ
ویسا (بیج کے مطابق) پھل حاصل کریگا۔
(اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسراً) ضرورتنگی کے بعد فراخی ہوتی
ہے جو تکلیف اٹھاتے ہیں وہی آرام سے سرفراز
بھی اکثر دفعہ لیتے ہیں۔
اسی کو اجرت ملتی ہے۔ جو مزدوری کرتا ہے۔
اس ناگوار مسئلہ کو وضاحت سے بیان نہیں کرنا چاہئے
کہ ہم میں کون لوگ ٹربٹر ہیں۔

اگرچہ سے من خوب می شناسم پیرانِ پارسا را۔

پنجاب میں پیش بینی

۸۔ اب پنجاب کی شورش کی وجوہات بالخصوص عرض کرتا ہوں۔ سے دناش کالے وپریت بدھی جب انسان کا خراب زمانہ آتا ہے تو عقل سے خارج کام کرنے لگتا ہے پنجابی اخبار لاہور کے ایڈیٹر کو ہفت سالہ مردہ اکھاڑنے کی دھن سما گئی۔ مسٹر آر ڈی سپنسر صاحب ڈی ایس پی گوجرانوالہ کے واقعہ شکار وزیرآباد کا ذکر لکھ مارا کہ صاحب بہادر نے ایک سور مارا اور ایک سپاہی کو اٹھانے کا حکم دیا جس نے انکار کیا تو اسے گولی سے ہلاک کر دیا اب اسے ثابت کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر تھی۔ ایڈیٹر مسٹر اٹھاولے مرہٹہ اور مالک لالہ جسونت رائے جیلخانہ میں قید کئے گئے۔

اس سے شور بے تمیزی پیدا ہوا لاہوری سر بکف ہوئے ایک کمیٹی محبان وطن بنائی مجھارت ماتا نام رسالہ نکالا راہ چلتے یورپینوں سے چھیڑ شروع کی لیڈیوں پر کیچڑ پھینکا یورپین انسپکٹر پولیس سے تکرار

ہوئی ان میں کون لوگ تھے طالب علم یا نو تعلیم یافتہ ہندو جوان۔

سیالکوٹ کی کمیٹی نے شرحنامہ چونگی میں ایزادی محصول کر دی لوگ ناراض ہوئے لالہ امرداس وکیل پر مجسٹریٹ ضلع ایک مقدمہ کی پیروی میں پولیس کے کہنے پر ناخوش تھے۔ لالہ لاجپت رائے جی کو لاہور سے بذریعہ ٹیلیگرام بلایا گیا ہندو مسلمان جوانوں نے بڑا بھاری استقبال کیا۔ ایک ریلوے مسافر نے وزیرآباد میں ذکر کیا کہ لالہ صاحب نے لیکچر میں کہا کہ اپنی فریاد حدود قانون کے اندر مجسٹریٹ ضلع کے پاس پہنچاؤ وہ نہ سنے تو ایسا چیخو کر لوکل گورنمنٹ یا گورنمنٹ آف انڈیا یا پارلیمنٹ کے کانوں تک آواز پہنچ جائے اگر پھر بھی شنوائی نہ ہو تو پھر بار بار روؤ اپنے آپ کو پیٹو روتے بچے کو آخر ماں دودھ دیتی ہے

۹۔ پنجاب کے اخبار بھی ان دنوں گستاخانہ رویہ اختیار کر رہے تھے۔ دہلی کے اخبار آفتاب

جس کے ایڈیٹر سید حیدر رضا بی-اے تھے۔

لاہور کے ہندوستان گوجرانوالہ کے انڈیا-اردو نے منہ زوری اختیار کر لی تھی ساتھوں کے گرنتھ صاحب میں لکھا ہے۔ سے

پتری گنڈے پوتے سنسار مورکھ مت اوے منہ دار

اولاد کے پیدا ہونے سے جگت کے تعلقات بڑھتے ہیں اور بیوقوف کو منہ پر تھپڑ لگانے سے سمجھ آتی ہے۔ آخر کار سرکار کو ایسا کرنا پڑا کہ ہر ایک اخبار کے ایڈیٹر وغیرہ کو کافی سزائے قید دی گئی۔ اور سید صاحب کو محض دو سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ جو بھی پبلک نے انہیں نہ دیا اور وہ انڈیا اور انڈین پر افواہ ہے کہ ناخوش ہو گئے۔ ہندوستان کے سوا باقی دونوں اخبار مر گئے۔ اخبار ہندوستان چودھری رام بھجدت بی اے وکیل نے خرید لیا ان کے زیر اہتمام چلتا ہے۔

۱۰۔ راولپنڈی میں بھی بھائی اجیت سنگھ کے لیکچر سے اچھا اثر نہ پیدا ہوا۔ وہاں لالہ لاجپت رائے کا لیکچر

روک دیا گیا نہری مالیہ بڑھانے اور نئے قواعد مخالف زمیندارا ن کینال کے احکام سرکار عالیہ سے صادر ہونے والے تھے اس پر لالہ صاحب اور بھائی صاحب کو لائل پور جانا پڑا اور وہاں آزادانہ لیکچر دیئے گئے۔ جن پر مخالفین نے مصالحہ لگاکر حکام کو بھڑکا دیا گورنمنٹ میں رپوٹیں ہوئیں اور یہ کارروائی سرکار والا اقتدار کو ناگوار معلوم ہوئی۔ لالہ صاحب اور بھائی صاحب ملک برہما کو ڈیپورٹ کئے گئے ضلع راولپنڈی کا بندوبست ختم ہوا تو مہتمم بندوبست کچن صاحب بہادر نے ایک سو فیصدی بڑھا دیا اس پر وکلاء راولپنڈی۔ لالہ ہنس راج ساہنی۔ لالہ گوردا س رام۔ لالہ اہو نک رام۔ لالہ اتنت رام پنڈت جانکی ناتھ سردار خزان سنگھ نے جلسہ کرکے اس کے خلاف درخواستیں تیار کرنے اور دستخط کرانے کا کام شروع کر دیا۔ مجسٹریٹ ضلع کو یہ خبر کچھ ایسے نمک مرچ کے ساتھ آمیختہ کر کے پہنچائی گئی کہ انہوں نے فوراً وکلاء کے نام نوٹس

دیا کہ ہمارے حضور میں آکر بتاؤ کہ کیوں تم کو
زیر مواخذہ نہ کیا جاوے اور سند وکالت منسوخ نہ
کی جائیں۔ اس کے پہنچتے ہی شہر میں ہڑتال ہوگئی
ریلوے کارخانہ کے مزدور وغیرہ آئے۔ اور
شورش برپا کردی پادریوں کا کچھ نقصان بھی
کیا۔ راہ چلتے انگریزوں کو چھیڑا اب اگر اس روز
ہر شش وکیل چپ چاپ بلا چون وچرا ڈپٹی
کمشنر صاحب کے پاس چلے جاتے تو یقیناً بالکل
بات رفت وگزشت ہو جاتی، کیونکہ مسٹر اکنو
صاحب کو اوپر سے تار آیا تھا کہ بات کو مت
بڑھاؤ۔ وکلا جیل میں ڈالے گئے ان کی ضمانت
نامنظور ہوئی۔ چیف کورٹ نے بھی ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ کے حکم کو نہ توڑا۔ مقدمہ چلنے پر معلوم
ہوا کہ گواہ کون لوگ تھے اور پولیس کا رعب
کیا کام کر رہا ہے ان شرفا کو بھی سخت تکلیف برابر
چھ ماہ گرمیوں میں جیل خانہ کے اندر رہنے کی وجہ
سے ہوئی ہے جو اس موسم میں کوہ مری کی ٹھنڈی

ہوا ہیں رہا کرتے تھے آخر سیشن جج دہلی آئے جن کے اجلاس میں لالہ بودھ راج ہیر سٹر خان احمد شاہ
لالہ ہنس راج جی ساہنی نے اپنی قابلیت کے بڑے اعلےٰ جوہر دکھائے۔ سردار بلی انت سنگھ و لالہ امر داس نے بھی بمقابلہ مسٹر براڈوے کوئی کسر نہ رکھی۔ اور انہوں نے بعد از سماعت مقدمہ سب کو عزت سے بری کیا اور پولیس کو خوب جھاڑ بتائی۔ ازاں بعد چیف کورٹ نے بایماء گورنمنٹ حکم جاری کیا کہ کوئی حاکم عدالت پولیس کو ججمنٹ میں ڈانٹ نہ بتایا کریں سررشتہ کے طور پر رپورٹ کر سکتے ہیں۔ لاہور کے سفلہ مزاج شورش کرنے والوں کو مسٹر ہانٹ صاحب مجسٹریٹ ضلع کے حکم سے سزائے قید وغیرہ دی گئی بعض بچ بھی رہے۔

۱۱۔ جب ہز آنر سر ڈینزل اپٹسن صاحب لاٹ پنجاب بوجہ بیماری ولایت سفر رخصت پر جانے لگے تو بمقام کالکا کالج ڈ اور مہاتما پارٹی آریہ سماج کا مشترکہ ڈیپوٹیشن اپنی پوزیشن صاف کرنے کو حاضر ہوا تھا۔ کیونکہ

لالہ لاجپت رائے لیڈر سماج تھے صاحب بہادر نے
کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا اس موقعہ پر ہر ایک
مذہب و ملّت کے لوگ جدا اگانہ اجلاس کر کے
خود کو بے لوث ثابت کرنے لگے۔

۱۲۔ ہمارے وہ شفیق جو جلسہ لایل پور میں ڈینگین
مارتے تھے اور اشتعال دیتے تھے سرکار کا رُخ بدلا ہوا
پاکر جھٹ سے کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے۔ حکام
کے پاس توبہ و استغفار پڑھنے لگے دراصل یہی
لوگ ملک کے واسطے خرابی کا موجب ہیں ان کی
لغتی کارروائی ملک اور قوم کے لئے باعث ننگ
ہے ان دنوں میری ایک عزیز درباری رئیس کے
ساتھ اس بارے میں خط وکتابت ہوئی تو انہوں
نے مجھے لکھا کہ یہ لوگ بھان متی کا تماشہ کرنے
والے ہیں بالکل ریاکار ہیں یا ہنومان کی طرح
لنکا کو آگ لگاکر آپ جدا کھڑے ہو جائیں گے
ان کے دم جھانسے میں آنا سراسر مصیبت میں پھنسنا ہے
یہی وجہ ہے کہ میں لایل پور کے جلسہ میں شامل نہ ہوا

مجھے اُن کی تحریر سراسر قرین صحت معلوم ہوئی - اور
میں اب تک ان کی اس دوراندیشی کے خیالات
کی تعریف کرتا ہوں -

۱۳ - بے زاری اہل ہند کی اصلیت معلوم کرنے کو
کیر ہارڈی صاحب اور رینو نسن صاحب ولایت سے
آئے دورہ کرکے واپس گئے وہاں اُنہوں
نے ہماری حمایت میں پوری ہمدردی ظاہر کی - مگر
یہاں تو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے مار آستین اپنی
نیش زنی سے باز نہ آئے اٹاوہ کے واقعہ کی تحقیقات سے
حکام کو پتہ لگا کہ وہ کون ہے اس پردہ زنگاری میں
بنگالہ کے کھلنا - باریسال - راج شاہی - میمن سنگھ
فرید پور - جمال پور - کشور ہاٹ - جمال کاتی - سراجگنج
ہوڑا - شیرپور - باقر گنج - دیوان گنج - ڈھاکہ
ٹیٹا گڈھ - رام پور - رنگون وغیرہ مقامات میں جو کچھ
شورش اور فساد ہوا حکام کی خبر رسی ان کی اصلیت
تک پہنچ گئی - وہ رعیت چو بیخ است و سلطان درخت
والی بات نکل آئی -

۱۴- سال گذشتہ کانگریس کی گرم و نرم پارٹی میں
بمقام سورت سرپھٹول ہوئی - اس دفعہ ناگپور میں
گرم اور مدراس میں نرم پارٹی کا اجلاس تھا -
کانگریس کے پھٹ کر دو حصے ہوگئے حکام نے
مصلحت اندیشی کے خیال سے گرم پارٹی کا اجلاس
روک دیا - اور نرم پارٹی کا اجلاس مدراس میں ہوا گورنر صاحب
بہادر نے خود کانگریس کے لیڈروں کی مدارات
کی - اب ان کی خواہشوں پر غالباً ضرور گورنمنٹ
عالیہ کی توجہ معطوف ہونے والی ہے -
بابو راش بہاری گھوش بالقابہ کی پریزیڈنشل سپیچ کی
قدر کی جائے گی - جو خود ممبر کونسل ہند ہیں -
۱۵- ہندو راج بھگت اور اہنسا پرمو دھرم سمجھنے والے ہیں
ان میں سوراجیہ کے خواہشمند انارکسٹ اپنے دھرم
کے خلاف کرنے لگے - اور راج بھگتی کے ورد ھپلنے
سے تلک مہاراج ہری پرانجپے جیسے عالم متبحر جیل
میں ڈالے گئے - ٹوٹی کورن ترو ندرم کولماپور اور
شولاپور میں کیسے کیسے قابل آدمیوں پر مصیبت

آئی۔ اور علی پور کی عدالت میں اربند و گھوش جیسے
آفتاب علم اور یوگی جن ماخوذ ہیں پال پال اور لال
سب معتوب ہوئے۔ جوں جوں سرکار ایسے قابل شرم
افعال و اعمال کرنے والوں کو چشم نمائی یا سزا دیتی
ہے۔ ان کے ہم خیال ان کی زیادہ توقیر کرتے ہیں
پھانسی کو قربانی کہتے ہیں اور ایسے لوگوں کو قومی
شہید کا خطاب دیتے اور گھروں میں ان کی یادگاریں
بناتے ہیں مقامی حکام کو گو نہ ضد چڑھاتے ہیں۔
جس صورت میں کہ راج بھگتی کے مخالفوں کو محبان
وطن کا خطاب دیتے ہیں اور اُن کی عزت افزائی
سے اوروں کو حوصلہ دلاتے ہیں اور ایسی تصنیف کرتے
ہیں کہ سرکار کے غصہ کی آگ مشتعل ہو۔ ہ
کپٹی کٹل ڈھول پشو ناری پانچوں تاڑن کے ادھکاری
ریاکار ضدی۔ ڈھول ڈنگر اور عورت یہ پانچوں
پیٹنے سے سیدھے ہوتے ہیں۔ یہ گوسائیں تلسی داس
جی کا صحیح مقولہ ہے۔
ولایت میں ان دنوں عورتوں نے بھی ضد باندھ رکھی

ہے۔ کہ وہ ضرور مردوں کے برابر حقوق لے کر
باز آئیں گی - ایسی ہی نریاہٹ ہمارے بنگالی
برادراں نے باندھ رکھی ہے کہ تقسیم بنگالہ منسوخ
کرا کے اپنے مذموم اعمال سے باز آئیں گے -اسی
سبب سے مقامی حکام کو بھی ایسی ہٹ ہو گئی ہے
کہ جہاں کوئی ایسا مشتبہ آدمی چنگل میں پھنسا یا بے
کرایہ کی حویلی میں سرکاری مہمان بنایا۔

۱۶۔ اخباروں کے بہت سے ایڈیٹر و مینجر سخت
سزایاب ہوئے۔ کئی اخباریں بند ہوئیں -کئی
مطبع ضبط ہوئے اگرچہ جھنگ سیال کے ایڈیٹر وغیرہ
لالہ پربھدیال عرف بانکے دیال کسی ایک مقدمہ
میں سزایاب ہو گئے۔ مگر وہ کیا نہیں جانتے تھے کہ
ان دنوں ہوا کا رُخ صاف گوئی یا لگی لپٹی بات
کرنے یا چھبتے فقرات لکھنے کے برخلاف ہے۔ پھر
خود کردہ را تدبیر چیست۔

اب زمانہ نہیں رہا کہ کوئی شوخ تحریر شایع کی
جاوے یا سخت زبانی سے کام لیا جاوے۔

پنجابی مثل ہے کہ ڈاڈھے نال برابری مُنہ مُنہ چوٹاں کھان یعنے اپنے سے زبردست کا مقابلہ کرنا سخت سزا پانا ہے ڈاڈھے داستیں وہیں سو سو تو پانچ بیسوں کا ہوتا ہے۔ مگر زبردست کا سات بیسوں کا۔ بقول شخصے۔ جہاں وہ بس کرے وہاں سو پورا ہو۔

۱۷ - خوش قسمتی سے ہماری سرکار بالکل ایسی نہیں اور نہ اسے ہلکا پن یا سفلہ مزاجی سے تعلق ہے۔ لیکن اگر خیال کیا جاوے کہ ایسی فیاض مہربان اور امن پرور سرکار ہو اور بجائے مشکوری کے ہم اسے گستاخانہ سڈیشن پھیلائیں تو اسے کب منظور ہوگا۔ آخر حکام بھی انسان ہیں انہیں رنج و راحت کا اثر ہونا ضروری ہے۔ اقتضاءً بھی جو کوئی جیسا کرے کیوں دیا خمیازہ اٹھانے کا ذمہ وار نہ ہو۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔

عزیزے کہ پُر فتنہ باشد سرش ۔ میازار بیروں کن از کشورش

جو معزز ہوکر مفسد ہو اسے سزا نہ دو ملک بدر کرو۔

تاکہ فوج کو باغی نہ بنائے دیہاتی آدمیوں کے دماغ
میں مخالف سپرٹ نہ بھرے اعام بددلی نہ پھیلانے
پائے - گو سرکار اس کے خلاف نہیں کر رہی - پھر بھی
ہمارے ممبران پارلیمنٹ ایسے انصاف دوست ہیں کہ
اُن ذمہ وار حکام کو مطعون کئے بغیر نہیں چھوڑتے
۱۸ - مسٹر سمیتھ نے اجلاس پارلیمنٹ میں کہا کہ ملک
انڈیا میں جو بیقراری یا بیزاری نمایاں ہو رہی ہے
لارڈ منٹو وایسرائے حال اس کے ذمہ وار نہیں ہیں
بلکہ ان کے سابق لارڈ کرزن ہیں (۱) جنہوں نے کہ
رعایا کے دلوں پر مطلق حکومت نہ کی سوا لاکھ آدمی
ماہوار قحط سے بھوکوں مر رہے تھے مگر وہ فضول
نمایشی دربار میں لاکھوں پر پانی پھیر رہے تھے (۲)
نیشنل کانگریس کی عزت کرنے میں قاصر رہے (۳)
سرکاری راز داری کا قانون بنا کر باہمی رعایا اور
سرکار اعتبار کھو دیا (۴) یونیورسٹیوں کو سرکاری
سرشتہ میں تبدیل کر کے تعلیمی آزادی چھین لی - (۵)
میونسپل کمیٹی کلکتہ سے لوکل سیلف گورنمنٹ کے اختیار

غصب کر لیے۔ (۶) دیسی ریاستوں سے اپنا اعتبار کھو یا۔ تبت پر فوج کشی کرنے کی ڈبل غلطی کی
زر دادن و درد سر خریدن۔ مجرا برباد گناہ لازم
یہ محض معاملہ فہمی کے مادہ کی کمی کا باعث ہے۔
(۷) خلیج فارس میں بے جا چھیڑ خانی کی (۸) وائسرگل کونسل میں پُرجوش تقریریں ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں نکتہ چینی کی برداشت مفقود تھی اور وہ جابرانہ کارروائی کو پسند کرتے تھے۔ اگر تالیف قلوب کا مادہ ہوتا اور فراخدلی موجود ہوتی تو کانگریس کو خوش کرنے کا کیسا سنہری موقع کھو دیا (۱۰) سب سے کوتہ اندیشی کا ثبوت کلکتہ یونیورسٹی کی کانوکیشن میں دیا بالکل بے ضرورت بے موقعہ انڈین اور ان کے بزرگوں کو صداقت سے گرا ہوا ظاہر کیا۔ کسی کی کمبلی پھاڑ دگے تو وہ تمہارا دوشالہ چاک کرنے پر آمادہ ہوگا۔ زمانہ گنبد کی صدا ہے جیسا کوئی کہے ویسا سُن بھی لے مگر اہل ہند کی شرافت اور صبوری قابل ستایش ہے رعایا کی نیک دلی اور بے حد تحمل کے باوجود ایک

خفیہ گور ان پر لڑکا دیا یعنے تقسیم بنگالہ کر ڈالی - یہ صدمہ فی الواقع نا قابل برداشت ہے اور اس کا اثر آناً فاناً کل انڈیا میں پھیلتا جاتا ہے - ان تمام بیزاریوں اور خرابیوں کا ذمہ وار نہ رعایائے ہند ہیں - اور نہ لارڈ منٹو ہیں - بلکہ خود لارڈ کرزن بالقابہ ہیں - یہ بہت کچھ انہوں نے آخری ایام ڈیسپرائنگ میں کیا اور ہندوستان کی وفادار جفاکش اور امن پسند اور مشکور رعایا کو اپنی نا قابل برداشت سے حیران کر دیا - تاہم رعایا نے حدود قانون سے تجاوز کرکے مخل امن ہونے کی طرف توجہ نہیں کی پھر بھی باادب اور نیاز مند رعایا ہے -

حکومت ہند کی چولیں ضرور بقول آنصاحب ڈھیلی ہو گئی ہیں جس کا نوٹس پارلیمنٹ کو لینا چاہیے -

الغرض یہ ہمارے اعلےٰ حکام کی بے شک رعایا پروری ہے کہ وہ بلا لحاظ حکام ذمہ وار کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کرنے سے باز نہیں آتے -

۱۹ - ضلع میمن سنگھ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلا پہلے تحریری حکم اور وجوہات تلاشی لکھنے کے ایک ہندو زمیندار کے گھر میں بمعہ پولیس افسر گھس کر تلاشی کرائی اس کی پاداش میں صاحب بہادر مسٹر کلارک، کو پانسو روپیہ ہرجانہ ادا کرنا پڑا - اور باوجود اپیل ہائی کورٹ کلکتہ سے بریت نصیب نہ ہوئی - کئے حکام ضلع گویا پورے معنوں میں حکمران ہوا کرتے ہیں مگر وہ بھی ضابطہ سے گر کر سزایاب ہو سکتے ہیں - ضلع منٹگمری کے ڈپٹی کمشنر نے غصہ میں آکر ایک جاٹ کی ڈاڑھی نچوائی اُس نے بجنسہٖ بال اخبار ٹربیون لاہور کو بھیجدئے جس نے لوکل گورنمنٹ کو اس حاکم ضلع کی ناشایستہ حرکت کی طرف توجہ دلائی فنٹز پیٹرک لاٹ صاحب بہادر نے بعد تحقیق صاحب بہادر کو باوجود متعہد عہدہ دار ہونے کے نوکری سے برطرف کرا دیا -

ایک صاحب بہادر ضلع حصار کے ایک معلمہ پر تعشق ظاہر کر کے مشرف با سلام ہوئے اور ملازمت سے ڈسمس کئے گئے -

چونکہ انکی حرکات و سکنات پر پوری نظر رکھی جاتی ہے اس سے ان کا کیریکٹر بہت اعلےٰ ہوتا ہے

۲۰- ریلوے تصادم سے بہت نقصان آئے دن ہوتا ہے اس کے انسداد کی کوشش کی جارہی ہے کہ دوہری لائین بنائی جاوے اور ٹرینوں کے آمد ورفت کے راستے جدا ہوں اور ملازمان ریلوے کی تنخواہ بڑھائی جارہی ہے اور کارکن عملہ میں ایزادی کی جارہی ہے۔

کان کنوں کی زندگی بھی معرض خطر میں ہوتی ہے اسی طرح جہاز والوں کی اور برقی طاقت سے کام لینے والوں کی۔ اس بارے میں کوشش ہو رہی ہے کہ مرگ مفاجات میں کمی ہو۔

سرحدی لوگ آئے دن چھاپے مار کر رعایا کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کی گوشمالی وقتاً فوقتاً کی جاتی ہے

۲۱- قدرت سے مقابلہ ناممکن ہے تاہم زمینی و آسمانی آفات کے دفعیہ کی حتی المقدور کوشش کیجاتی ہے۔ طوفان باد و باراں زلزلہ حشرات الارض

آتش خیز پہاڑوں کا خروج ان کا مقابلہ انسانی طاقت
سے گو بالاتر ہے پھر بھی جد و جہد ترک نہیں کیگئی
۲۲ - افسران اضلاع اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے
باوجود اپنی مزاج کے موافق انتظام میں مصروف
ہوتے ہیں۔ کل انڈیا میں دو سو ساٹھ کے قریب
ضلع ہیں اور اسی قدر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہیں۔ جو
کمشنران قسمت کے ماتحت اپنی سمجھ کے موافق حکمرانی
کرتے ہیں۔ ضلع لاہور میں مسٹر ہائٹ راولپنڈی۔
جھنگ گوجرانوالہ سیالکوٹ اور دہلی کے صاحبان نے
جو کچھ اپنی سمجھ میں آیا کر دکھایا حال میں انقلاب اخبار
کے بند کرنے اور پریس کی ضبطی کا حکم کرنیل ہارسن صاحب
نے دیا۔
۲۳ - ہم اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر
آئی۔اے ایسٹکورٹ صاحب بہادر کی عاقبت بینی
اور حوصلہ مندی کی تعریف کرتے ہیں جن کی دانست
میں انڈیا کے ایڈیٹر لالہ پنڈی داس کو اس قدر
سخت سزا دے کر ناگوار شہرت دی گئی ورنہ وہ

چھوکرا ۔ دو تھپڑ لگانے سے پیدا ہو سکتا تھا۔ ان کے رعب سے اس ضلع میں کوئی شورش نمودار نہیں ہوئی۔ حالانکہ اخبار زمیندار وطن پیسہ انڈیا ہندوستان جھنگ سیال انقلاب پرکاش ۔ اور رسالہ آریہ مسافر کے ایڈیٹر یہ سب اسی ضلع کے باشندے تھے۔ مگر ان کی بیدار مغزی کے باعث کوئی بے انتظامی نہیں ہوئی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ان کی قابلیت کی معترف ہے ۔ اگر یہاں کی بار میں جرأت ہوتی تو بے شک ڈسٹرکٹ ایسوسی ایشن یہاں قایم ہو سکتی تھی۔ جس صورت میں کہ ہندو مسلمان کے اتحاد کا جلسہ صدر گوجرانوالہ میں کامیابی سے ہو چکا تھا۔ سکھوں کی کانفرنس بھی اس جگہ بڑی شان و شوکت سے ہوئی۔ اور جین مت کا جلوس بھی نکلا۔ اور آریہ سماج کے مذہبی اجلاس بھی بخوبی سرانجام ہوئے لوکل پولیس نے بڑی شرافت کی کہ فضول بدظنی مابین رعایا و حکام پھیلانے میں مبالغہ آمیز رپورٹوں سے کام نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ امن عامہ

میں ذرا بھی خلل پیدا نہیں ہوا۔

پنڈی بھٹیاں اور جلالپور میں مذہبی نہیں باہمی حقوق پر مناقشہ ہوا مگر با رسوخ اصحاب کی کوشش سے مصالحت سے ختم ہوا ۔ ۵ آدمیوں نے وے بخیر گورنمنٹ۔

صاحب موصوف اب نو ماہ کی رخصت پر ولایت تشریف لے گئے ہیں رعایا اُن کے وسیع اخلاق پر دل سے خوش تھی وہ ضلع فی الحقیقت خوش قسمت ہوگا۔ جس پر بعد از واپسی ولایت صاحب ممدوح آکر حکمران ہوں گے۔

گورنمنٹ کی مہربانیاں

سے کہ مہائے تو مارا کرد گستاخ

گستاخ مہائے

۱۔ اگرچہ ہمارے طریق عمل قابل ستایش نہ تھے تاہم سرکار انگریزی نے اپنی مہربانی اور علو حوصلگی سے کام لیا۔ اگر وہ معمولی سابقہ زمانہ کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کی طرح ڈاکہ رہزنی اور قتل و غارت اور خونریزی سے

اپنی سلطنت کی ابتدا شروع کرتی تو شاید وہ بھی ظلم پسندی روا رکھتی لیکن اس کی بنیاد تو تاجرانہ حیثیت سے ترقی پاکر انصاف اور قانون کو لئے ہوئے حکومت تک پہنچی تھی بنابریں اس نے حلم اور مروّت سے کام لیا - ارا ضیات نہری کے لئے نیا مجوزہ قانون گورنمنٹ پنجاب منسوخ کر دیا اور شرائط سابقہ بحال رہنے دیں - چھ ماہ کے بعد لالہ لاجپت رائے اور سردار اجیت سنگھ کو جلا وطنی سے رہائی بخشی اور پنجاب میں جلسوں کی بندش کھول دی - راولپنڈی کے مظلوم وکلا عزت سے بری کر دیئے - اگرچہ پہلے شملہ میں اس ڈپوٹیشن کو جو ان کی رہائی کے لئے پنجاب گورنمنٹ سے سفارش کرانے گئی تھی یہ جواب ملا تھا کہ آپ کو عدالت کے انصاف پر بھروسہ کرنا چاہیے در اصل یہ خشک جواب نہیں تھا جو بادی النظر میں معلوم ہوا تھا - اب جو بنگالہ کے فاضل اور عالی قدر ساؤن صاحبان مثل اشنی کمار دت اور سرلودھ چندر جیسے محترم اور سربرآوردہ لیڈر ڈپوٹ کئے گئے ہیں - عنقریب

جب سرکار کو نتیجہ ہو جائیگا کہ انارکسٹوں کی یہ پُشت پناہ
نہیں تھے بڑی وقعت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس
کئے جائیں گے۔ بالفعل سرکار نے سینکڑوں روپے
ماہوار ان کے قبایل کے گزارہ کو عطا کرنے منظور کئے
ہیں اور ان کو اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ خط و
کتابت کرنے کی رعایت دی گئی ہے اور ان کو مثل
اسیران سلطانی رکھا جاتا ہے اور ان کی صحت اور
آسایش کا پورا خیال ہے یہ دوسری بات ہے کہ
اسیران مذکور کے قبایل نے سرکاری عطیہ قبول کیا یا
شکریہ سے نا منظور کیا

معطلی قوانین تعزیرات

۲- گورنمنٹ نے جو مصلحت وقت کے لحاظ سے
ضبطی پریس پولیٹکل جلسونکی بندش اور بلا خرچ
سرکاری گواہاں کی منجانب پولیس شہادت تسلیم
کرنیکے لئے پولیٹکل قانون پاس کئے ہیں۔ اور
طلباء کو جو پولیٹکل جد و جہد سے علیحدہ رہنے کے احکام
صادر کئے ہیں جس پر کانگریس مدراس نے بھی ٹھیک
عمل کیا ہے سب موقوف یا منسوخ ہو جائیں گے

مگر تعجیل کاری درست نہیں۔ گوجاپانی کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک کام میں جلدی کرو۔ ہمارا دنیاوی خیال ہے کہ دیر آید درست آید۔ اور سہج پکے سو میٹھا ہو۔

۵ کہ تعجیل کار ے شیاطین بود اپنے اپنے موقعپر سب درست ہیں۔ حوصلہ کرو اپنی لایلٹی پر قائم رہو۔ یہ ناگوار زمانہ بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۳۔ انڈیا میں پہلی دفعہ ہے کہ مدراس میں عورتوں کی کانگریس ہوئی جس میں بالفعل امور خانہ داری پر مباحثہ ہوئے آٹھ سو تعلیم یافتہ ہندو مسلمان اور عیسائی لیڈیاں دیش و شانتر کی شامل تھیں۔

۵ بسیار سفر باید تاپختہ شود خامے ان کے لیئے ہنوز دلی دور ہے تاہم ہر ایک اول کا انجام بھی ہے۔ ولایت کی عورتوں کی تقلید کی ہے۔ جس صورت میں کہ انڈین مرد بھی باہمی اتفاق اور قابلیت میں پسماندہ ہیں۔ کیا ہوا کہ تیس کروڑیں سے دو کروڑ سے بھی کم نوشت و خواند جانتے ہیں ان میں قابل آدمیوں کی گنتی آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

۴- لارڈ ڈلہوزی کا خدا بھلا کرے جس نے اعلےٰ تعلیم کی بنیاد ہند میں قایم کی اب تو انڈیا میں پانچ یونیورسٹیاں ایک سو نوے کالج بمراد اعلےٰ تعلیم جاری ہیں۔ گویا ہم صاحبان انگریز سے شاگرد ہیں جنہوں نے ہمیں حقوق طلبی کے لایق بنایا۔ ایسا نہ ہو کہ پرانا مقولہ ہم پر صادق آئے ۔ ع

شاگرد ایں زمانہ ۔ تا سبق در میانہ ۔ چوں سبق شُد تمام ۔ استاد شد بیگانہ ۔ یا ایک ہندی در شٹانت ہے کہ بلّی شیر پڑھایا۔ شیر بلّی کو کھان دھایا۔

۵- ایک پرانی روایت کے ذریعہ کہتے ہیں کہ مصری اور یونانی پہلے بھارت ورش سے ودیا پڑھے ان سے انگریزوں نے تحصیل علم کی اب وہ ہمکو اصل بمعہ سود ادا کر رہے ہیں جو نظیریں قابل وثوق ہمارے پیش نظر ہیں ان سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انڈین علم و ہنر دینے میں فیاض بہتیں ہوئے۔ ہمیشہ بخل سے کام لیا ہے ۔ اب بھی کسی بھائی کو مجرب نسخہ کسی بیماری کا معلوم ہو یا کوئی خاص ہنر کا

شجبہ خاندانی ورثہ سے ملا ہو تو وہ ہرگز دوسرے
کو اس سے مستفیض نہیں کرتا اسی سے سینہ بسینہ
علم و ہنر کا اس ملک سے رفتہ رفتہ ناش ہو گیا
ہاں ہمارے بزرگ کریم النفس ہوں گے جو اوروں کو
سکھانے بتانے میں بخل روا نہ رکھتے ہوں گے۔
۵ ہر کریماں کار ہا دشوار نیست۔ مگر جب نیچ ذاتوں کو
پڑھنے پڑھانے کی اجازت نہ تھی تو ہم انکی کریم النفسی
کس طرح باور کر سکتے ہیں۔
۶۔ سرکار کی کرپا درشٹی سے کروڑوں روپے
ہر سال ملک کے خوشحال بنانے کے ذرایعہ پر خرچ
کئے جاتے ہیں۔ جیسے اب تک بھی ہمارے دیسی
رئیس روپیہ کو جمع کرنا جانتے ہیں مگر خرچ کرنے
کی سمجھ نہیں۔ پہلے بادشاہوں کے خزانے زر و
جواہرات سے معمور رہا کرتے تھے وہ بذات خاص
بمعہ محلات قیمتی زیورات سے لدے رہتے اور
کروڑوں روپیہ فضول شان و شوکت اور بے جا
فیاضی پر صرف کر دیتے۔ مگر حال کی طرح وسایل

اراضیات بنجر کی آبپاشی۔ جیسے نہریں تالاب اور بند باندھ کر پانی جمع کرکے خرچ کرنیکے نہ رکھتے اور نہ سڑکیں اور راستے صاف اور نہ ریلوے لائنیں برائے مسافرت و سہولت تجارت کے مہیا کرنے کے قابل ہوتے۔ اگر کسی نے فریاد کرنی ہوتی تو ایسے آسان وسیلے ڈاک یا تارگھروں کے نزدیک عدالتوں کے کہاں تھے راستے برائے سفر ایسے پُرامن نہیں تھے جو لوگ انگریزی عہد میں پیدا ہوئے ان کو تو پرانے اور ننگ زیبی نادر شاہی زمانہ کے واقعات خواب وخیال معلوم ہوتے ہیں۔ تواریخ دیکھیں یا پیران صد سالہ سے پرانی روائتیں سُنیں تب یقین آئے۔

کسی دیسی اخبار نے ایک دفعہ مذاقیہ لکھا تھا کہ العدالت دکان المنافع الدورہ حکّام تباہی رعایا۔ اگر متانت اور سنجیدگی سے غور کیا جائے تو اس میں بہت سے مفاد رعایا و برایا کے مکنون ہیں۔ گھر دینیر انصاف ملتا ہے اور عاملان ناخداترس اور بدکردار اہل کاران جو اکثر ہمارے اپنے ہی بھائی ہوتے ہیں۔

وہ حکام کے خوف سے اپنے ناہنجار افعال سے باز آجاتے ہیں اور ان کے ہاتھ سے ستائے ہوؤں کی دادرسی ہو جاتی ہے۔

ہرایک صیغہ کے انتظام کے لیئے نگران افسر مقرر ہیں۔ جو اپنے فرایض پر کاربند ہو کر آسایش و انصاف عامہ کا موجب ہوتے ہیں۔

حکام کی آمد کے خوف سے دیہات اور قصبات میں خوب صفائی ہو جاتی ہے جس سے صحت عامہ پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

سرکاری محصولات

۷۔ چونکہ شاہی اور انتظامی امور بجز صرف زر کے بآسانی سرانجام نہیں ہو سکتے اس لیئے گورنمنٹ بجز مالی طاقت کے قایم نہیں رہ سکتی اور روپیہ سرکار کے گھر میں ایک خانہ زاد چیز نہیں ہے۔ وہ اسی رعایا سے حاصل کرنا ہوگا جسکی بہتری کے لئے حکومت کی جاتی ہے پس سرکار کو اس مشکل کے حل کرنے کے واسطے انواع و اقسام کے ٹیکس رعایا پر لگانے پڑتے ہیں اور روپیہ ایسی

چیز نہیں جسے کوئی آسانی سے چھوڑنا قبول کرے
؎ گر زر طلبی سخن دریں است والی بات ہے انڈیا میں
حکومت کی آمدنی کا مدار اکثر حاصلات ارضی پر
منحصر رہا ہے اب بھی یہاں بیس کروڑ باشندے کاشتکار
و زمیندار ہیں باقی ایک تہائی دوسرے پیشہ ور۔
انسان کا کام ہے کہ جس کا کھائے اسکا گیت گائے
؎ چوں کسے بر سماط بنشستی
وا جب آمد بخدمتش برخاست
جب کسی کا کھانا کھاؤ تو اس کی تعظیم بسرو قد کھڑے
ہو کر ادا کرو۔ خیر اتنا ادب نہ سہی کیونکہ محکوم فرقہ
کو اتنا سر چڑھانا رعب سلطنت اور اصول جہانداری
کے خلاف ہے تاہم ان کی خبر گیری اور مشکلات
کو حل کرنا تو سرکار کا فرض منصبی ہے۔ جبکہ وہ
بیچارے جہالت کی تاریکی میں اپنے نفع و نقصان
سے بے خبر ہوں۔ اسی سے لارڈ کرزن بالقابہ
نے قانون انتقال اراضی بزور پاس کیا۔ جس پر
یہ خیال عام تھا کہ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو

کہا جائیں گی۔ میں خود بھی اس خیال کا ابتدا میں
موید تھا مگر اب تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اعلےٰ
دماغ سے اعلےٰ خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ کلام الملوک
ملوک الکلام۔ جو کچھ آنحضرت نے کہا وہ صحیح نکلا
کاشتکار اور زمیندار کفایت شعار اور خوش حال ہوئے
جاتے ہیں۔ چونکہ ان کی زمینیں قرض کا کفیل ہوا کرتی
تھیں۔ جب یہ نہیں رہا تو وہ قرض اٹھانے سے ہی
پرہیز کرنے لگے ہیں۔ البتہ ساہوکاری سودخوری
پیشہ کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔ حسب ضرورت
سرکار خود قرض بطور تقاوی برائے نام شرح سود
پر دینے کو آمادہ ہے اور وصولی کا طریق مثل
مالیہ سرکار ہے مگر تقاوی لینے میں خرچ اور تکلیف
بھی ہے۔ اب زراعتی بنک کھلنے کی تجویز
بھی زیر غور سنی جاتی ہے جس سے سہولت کی
امید ہے۔ زراعت پیشہ اشخاص کے بچوں کی تعلیم
کے لئے الگ سکول کھول رکھے ہیں مالی ملازمت
میں بھی ان کا خاص لحاظ کیا جاتا ہے زمینداروں کو

بہ نسبت دیگر رعایا کو آنریری عہدے زیادہ دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ فرقہ سرکار کے لیئے ایک منبع دولت ہے ان کی مراعات مناسب ہیں۔ ۵

مراعات دہقان کن از بہر خویش ۔ کہ مزدور خوشدل کند کار بیش

یہ شیخ سعدیؒ کی نصیحت ہے جس پر عمل ہو رہا ہے۔

تجارت

۸۔ سرکار نے مہربانی سے معدنیات کی پوشیدہ دولت بھی پرگٹ کرنے میں پوری کوشش کی ہے ہندوستان میں فلزات مثلاً "تانبہ سیسہ سرُمہ لوہا۔ سونا چاندی کے سوا جواہرات کوئیلے اور نمک کی کانوں سے فایدہ اٹھایا ہے اور خدائی نعمت نمک کا محصول آٹھ آنہ من لارڈ کرزن نے ہی کم کر دیا تھا اور بعد میں پھر اور کمی کر دی گئی۔ یہ عنایت انسانوں کے سوا بعض حیوانات پر بھی ہے۔ کیونکہ اس کا استعمال کل کے لئے مفید ہے یہ عطیہ غریب سے غریب اور امیر سے امیر تک کو دیا گیا ہے اس سے کل انڈیا سرکار کی نمک خوار ہے جھیل سانبھر واقعہ راجپوتانہ (مارواڑ) سے نکلتا ہے

۵ جاٹ کی رعایت بادشاہ کو اپنے نفع کے لئے دینا ہے کیونکہ مزدور خوش ہو تو زیادہ محنت سے کام کرتا ہے۔

تو ایک شاعر نے مہاراجہ جودھپور کی تعریف میں کہا کہ ؎ کانِ نمک چو ہست بر سرکار مارواڑ زاں شد تمام ہند نمک خورد مارواڑ - یہ تو کچھ مبالغہ ہے - مگر سرکار انگریزی کی نمکخواری ہند میں کیا شبہ ہے رامیشور کے پاس سمندر سے موتی نکالے جاتے ہیں -

۹ - ملک کی اندرونی تجارت کے سوا سمندر کی راہ جہازوں کے ذریعے تین ارب روپیہ تک اب تجارت بغیر ممالک کے ساتھ پہنچ گئی ہے - گیہوں کپاس سرسوں جوٹ چمڑا ریشم افیون اُون نیل باہر جا کر تبادلہ میں روپیہ نقد یا ضروری اجناس لاتے ہیں - خشکی کی راہ افغانستان - ایران تبت وسط ایشیا چین سیام سے بھی برابر لین دین جاری ہے لاکھوں روپے کے مال کی آمدو رفت ہوتی ہے - سونا چاندی ہر سال بیس کروڑ روپے سے بھی زیادہ کا بغیر ممالک سے ہند میں آکر

؎ مارواڑ میں نمک کی کان ہے اس سے کل ملک مارواڑ کا نمک خوار ہے

فروخت ہوتا ہے دو لاکھ میل کے قریب انڈیا میں
سڑکیں سرکار کے زیر اہتمام ہیں جن کے ذریعے
تجارت کو ترقی ہے کوئی تیس ہزار میل کے قریب
تو آہنی سڑکیں ہیں جن پر ہر سال تیس کروڑ آدمی
سفر کرتے ہیں اور دور سے مال اِدھر اُدھر ڈھویا
جاتا ہے۔

پہلے زمانہ میں جہاں قحط پڑتا وہاں غلہ خورونی
باہر سے نہ آسکتا لوگ وہیں سب کے سب بھوک
سے مر جاتے۔ ھزکن والا سال دیکھنے والے
اب تک موجود ہیں۔ مگر اب ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہر
جگہ سے امداد پہنچ سکتی ہے اور موت ویسی ارزاں
نہیں رہی جنگلوں کو کاٹ کر نہروں کے ذریعے
آبپاشی کر کے کروڑوں من غلہ پیدا کیا جاتا ہے
جو نہ صرف ہند بلکہ بیرون حدود ہند کے ممالک
کو بھی شکم سیر کرتا ہے۔ اگرچہ یہاں نیم سیر
اشخاص کی تعداد میں بھی کوئی کمی نہیں مگر دن بدن
متوسط درجہ اشخاص کی تعداد رو بہ ترقی ہے

بد حالی کے لئے خراب فال ہے ریلوے لائینوں
پر ہوئی آمدنی پر خرچ نکال کر سرکار کو سوا پانچ
فیصدی سالانہ منافع حاصل ہوتا ہے۔
ملک میں تعلیم علم و ہنر کے ساتھ ہزاروں کارخانے
روئی کے لئے دبانے اور کاتنے کے اور بہت سے
ان پینے۔ لوہے کاغذ شیشے چمڑے وغیرہ کے جاری
ہوگئے ہیں۔ جن میں لاکھوں آدمی رزق حاصل
کرتے ہیں۔ اور یہ کارخانے متواتر ترقی کئے جاتے
ہیں جو ملک کی خوشحالی کے اسباب ہیں۔
عدالتوں اور فریقین مقدمہ کی امداد کے لئے
قانون پیشہ عام ہو چلا ہے جو اپنے ملکی بھائیوں سے
مقابلہ میں پیسے لوہے کے ساتھ کشش جاذبہ رکھتا ہے
روپیہ پیسہ کھینچنے میں ید طولیٰ رکھتا ہے اور پھر
آزاد کا آزاد سو پرآدھیں پینے سکے تا ہیں۔
جو آدمی غیر کے ہاتھ اپنی آزادی دے چکا ہے۔
اسے آرام کہاں۔ زمرۂ وکلا اس سے محفوظ ہے
اسے فرقہ ہے پبلک کو اپنے مفاد کا بھروسہ رکھنا

چاہئے - ننگی نہا کر نچوڑے گی کیا؟ جس کے پاس وہ
کچھ نہ ہو اور جو اوروں کا مطیع الفرمان ہو وہ ملک کو
معتدبہ فایدہ بھی نہیں پہنچا سکتا - یہ لوگ قوت
استقلال پر قادر اور استخراج نتایج کے مادہ سے
محروم نہیں ہوتے عالم اور آسودہ حال بھی ہوتے
ہیں - یہی لوگ راج بھگتی اور دیش بھگتی کے لیے
ازبس موزون ہوتے ہیں اور بہ نسبت دیگر اشخاص
ان کے اعمال وافعال کا کچھ اثر بھی زیادہ ہوتا
ہے - میرے اپنے شاگرد وکیل اور بیرسٹر ہیں مگر
قابلیت متذکرہ صدر کے باعث وہ مجھ سے بالعموم
ممتاز ہیں - دنیادی جاہ وحشمت کے سبب ان کی
قدر ومنزلت زیادہ ہے ہیں تو ان کے سامنے کیجا
رام رام کیجا ئیں یا شمع پیش آفتاب پرتوی ندارد
چہ نسبت خاک را با عالم پاک والی بات ہے -

سودیشی ایجیٹیشن

نمبر ۱- تقسیم بنگال سے سودیشی مومنٹ پیدا ہوئی
جو مال اپنے صوبہ کا ساختہ ہو اُسے دیسی
اور جو انڈیا کے دیگر علاقوں کا سوائے صوبہ

اور جو ہند سے باہر کا مال ہوا سے بدیشی کہتے
ہیں سرکار انگریزی ہمارے مقاصد کی تائید میں
ہے۔ ہماری بہتری کی شیدا ہے اس حد تک
جو ناجائز نہ ہو۔ وہ چاہتی ہے کہ انڈیا کی صنعت
و حرفت میں خوب ترقی ہو اور ملک دولت سے
مالا مال ہو افلاس دور ہو۔ اسی واسطے خود
صدہا سکول حرفت کاری سکھانے کے لئے جاری
کر رکھے ہیں اور ابھی باقند گی کے سکول اور دیگر
حرفتوں کے جاری کئے جاتے ہیں ہمارے
انڈین برادراں کو وظائف دے کر برائے تحصیل
علم اور اکتساب ہنرہا ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے
اور ہزاروں لاکھوں روپیہ اس کام پر خرچ
کیا جاتا ہے۔ پس کوئی فرد بشر سرکار پر الزام نہیں
لگا سکتا کہ وہ ہمارے ساتھ نیک نیتی سے سلوک
نہیں کر رہی بلکہ انڈین کاریگروں کی حوصلہ افزائی
میں برابر کوشاں ہے۔ میوزیم (عجائب گھر) کھولے
ہیں منڈیاں اور میلے لگوا کر حرفتی چیزوں اور

مویشی واسپان کی خرید و فروخت کراتی ہے انعام
دیتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ڈھاکہ میں اب
وہ ململ باریک جس کا پورا تھان انگوٹھی کے گھیرے
سے لپٹا ہوا گزر سکتا تھا اب نہیں بُنی جاتی خریدار
کوئی نہیں۔ بنارس کا مشروع نابود ہے کشمیر کے
قیمتی شال ندارد ہیں لاہوری درائی کی قدر نہیں
آگرہ اور دہلی کی ساختہ اشیا کی وقعت نہیں رہی۔
یہ کس کا قصور ہے صرف ضروریات زمانہ کے
لحاظ سے ہمارا ملک اشیا مہیا کرنے سے پس ماندہ
ہے۔ اور لکیر کی فقیر ہی اب گئی گزری ہوئی۔ پرانی
قسم کے لکڑی۔ لوہے مٹی ہاتھی دانت اور چمڑے
کے کام کرنے والے بزرگان کی صنعت اب ~~حالت~~ کس
مپرسی میں ہے۔ کیوں نہ وہ خوشنما اور نہ ارزاں
اور نہ دیرپا اور نہ بلحاظ ضرورت زمانہ کارآمد
ہیں۔ اب ہمارے کاریگروں کو اپنی دستکاریاں
حسب ضرورت زمانہ تیار کرنی چاہئیں۔ مگر یہ صنعت مشینوں
کے دستی کام پر دیر بہت لگتی ہے اور وہ ایسا سبک

اور ستا بھی نہیں پڑتا پھر قدر کس طرح ہو۔ سرکار
کو ہماری مصنوعہ چیزوں کے ساتھ ہمدردی نہ ہے
افسوس یہ ہے کہ ہم میں جو بسی دوراندیشی نہیں ہم
تو کنوئیں کے مینڈک بننا چاہتے ہیں کسی ندی یا
جھیل بلکہ سمندر کے مینڈک ہوتے تو اس قدر ذلت
نہ اٹھاتے۔ آپ کو کون مجبور کرتا ہے بدیشی چیزوں کا
استعمال کرو اور سودیشی کی قدر نہ کرو کون کہتا ہے
کہ غیر ورہ ولایتی نمک یا کھانڈ یا ادویہ یا کپڑا وغیرہ
کا استعمال کرو اور دیسی کو حقیر یا دکھو؟ کوئی نہیں
لیکن یہ کیا شرافت ہے کہ غیر ممالک کی اشیاء کے
استعمال کرنے والوں پر لعن طعن کرو یا ان پر
تبرے لگاؤ۔ یا قوم یا ذات سے خارج کرو۔ یا
ان سے برادرانہ برتاؤ نہ رکھو یا انہیں حقارت کی
نظر سے دیکھو نہ یہ طریق عمل قانوناً جائز ہے اور
نہ تہذیب اس کی اجازت دیتی ہے جب ہر ایک
آدمی اپنے افعال کا مختار ہے اور آزاد ہے تو
کسی کی آزادی میں رخنہ ڈالنا بھی تو قرین مصلحت

نہیں - اس میں سراسر تعصب اور تنگ خیالی مترشح
ہوتی ہے - کیا آپ صرف انڈین کو ہی اپنی اخوت
میں لینا چاہتے ہیں اور ابنائے جنس دنیا سے قطع تعلق
رکھنا منظور ہے جو بھی اخلاق کے منافی ہے - کیوں
وید ماکدر پر عمل نہیں کرتے - یعنے
اچھی چیز کو خواہ کہیں کی ہو گرہن کرو اور بُری کا
تیاگ کرو - یہ صحیح ہے کہ شراب پینا اور نشئی اشیاء
کا برتنا پرہیزگاروں کے نزدیک خراب فعل ہے
الا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم ایسے اشخاص کو
جائز ترغیب اور روک کرنے کے طریق سے درگزر
کر کے دست بگریبان ہوں اس میں تو آزادی کا
خون ہوتا ہے خواہ یہ آزادی آپ کے نزدیک
غیر مسعود ہے اور قطعی محمود نہیں - میں پھر بھی کہونگا
کہ انسان اپنے افعال و اقوال کا آپ جوابدہ ہے
آپ کسی صورت سے اوروں کے کرتوت کے ذمہ وار
نہیں ٹھہر سکتے نصیحت سے بہ لطایف الحیل ملک کی بہتری
اور قوم کی بہبودی کی طرف اپنے برادران ملک کو

راغب کر سکتے ہو۔ مگر کسی قسم کے تشدد کرنے کے روادار نہیں ہو سکتے ہ

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

میں آپ کو شریفانہ طرز پر سمجھاتا ہوں خواہ آپ میری باتوں سے ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں

ملکی اصلاحیں

۱۴۳- لارڈ لینسڈون نے سنہ ۱۸۹۳ء سے ملک میں نئی اصلاحیں کیں۔ کونسل انتظامیہ کے سوا لیجس لیٹو کونسل میں سولہ ممبر زاید منظور کئے۔ اور صوبہ پنجاب کے لئے پھر جدا کونسل واضعان قوانین قرار پائی۔ جنکا پاس شدہ قانون گورنمنٹ انڈیا کی منظوری کا محتاج ہوتا ہے۔ ممبران کو سوال پوچھنے کا اختیار لوکل کمیٹیوں کے اختیارات میں وسعت دینے کی تجاویز زیر غور ہیں۔ حضور ملک معظم کی اردل میں دو انڈین فوجی افسر متعین ہیں جو ہر دو سال کے بعد نوبت بہ نوبت نئے روانہ ہوتے ہیں۔ گویا

اعلیٰحضرت کو انڈین پر پورا بھروسہ ہے۔ سال گذشتہ جہاں پناہ نے ایک فرمان نافذ کیا جس سے حضرت ملکہ معظمہ کے قابل ادب فرمان کی تائید مزید پائی جاتی ہے جسے جاری ہوئے پورے پچاس سال گذر چکے تھے۔

نیشنل کانگریس کی درخواست سے شرقی بنگالہ میں انتظامی حکام سے فوجداری اختیارات بطور تجربہ واپس لئے گئے لارڈ مارلے کی مہربانی سے دو انڈین قابل آدمی سکرٹری آف سٹیٹ انڈیا کی کونسل میں داخل کئے گئے جو لندن میں کام کرتے ہیں جن کے کام کی تعریف خود حضور ممدوح نے کی ہے۔

دیسی پیادہ اور سوار فوجوں کی تنخواہ میں دو و تین روپیہ ماہوار علی الترتیب اضافہ دیا گیا۔ اب گیارہ و چونتیس ماہوار فی سپاہی تنخواہ قرار پائی جلانے کی خشک لکڑی ہر ایک کو مفت تین پونڈ روزانہ سرکار سے ملے گی۔ افسروں کو بھی مناسب

ترقی دی گئی اور ہر ایک ملازم سرکار کو ایک ہفتہ تنخواہ بطور انعام عطا ہوئی۔ ہر ایک احاطہ یا صوبہ کلاں کی کونسل میں عمدہ اصلاح بلحاظ آبادی منظور کی گئی۔ انتظامی کونسلوں میں بھی اضافہ منظور ہوا۔ بایں ہمہ عنایات شاہی و مراحم خسروی اگر پھر بھی بازی گر کی طرح کبھی نہ نا لوٹا کیے جاؤ تو آپ کی مرضی۔ میری دانست میں ہمیں سرکار کا بہت مشکور ہونا چاہیئے۔

یکے راہگیر و دیگرے راد عوئ کن۔ کیا یاد نہیں؟ حال کی ریفارم میں نیک نیتی اور قابلیت کا ثبوت دو پھر اور زیادہ مانگو۔ پھر بھی اپنے ہاضمہ کی طاقت کا خیال کر کے کھاؤ ایسا نہ ہو کہ اجیرن ہو جائے اور کھایا ہوا منہ کے راہ اگلنا پڑے۔

سوراجیہ

بت کریں آرزو خدائی کی + شان ہے تیری کبریائی کی

[illegible] ا۔ ہندی مثل ہے کہ دان مانگے موتی ملیں مانگی

ہے نہ بھیک۔ نہ مانگنے سے موتی بھی مل سکتے ہیں
اور مانگنے سے بعض دفعہ بھیک بھی نہیں ملتی۔
جگت میں تیاگ کی مہمان ہے جو دولت کو ترک
کرتے ہیں ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور جو اسے
پکڑنا چاہتے ہیں ان کے آگے بھاگتی ہے۔ جو
دنیاداری لوبھ لالچ چھوڑ تیاگی بن جاتے
ہیں ان کے پاس مال و زر اور ضروریات
زندگی خواہ مخواہ لوگ بخوشی لے جاتے ہیں
اور جو طالب زر ہوتے ہیں وہ بڑی مصائب
میں بھی پھنس جاتے ہیں موت کے منہ آتے ہیں
جان جوکھوں کے کام بھی کر گزرتے ہیں مگر اس
کے حصول میں اکثر پھر بھی ناکام رہتے ہیں بعض
تو ایسے نفس پرست طامع ہوتے ہیں کہ اس کے
لیے چوری ٹھگی ڈکیتی اور قتل انسان تک
کی پروا نہیں کرتے۔ جیسے نیک شخص کو نیک
کام ہی اچھے لگتے ہیں ویسے ہی بدکردار کو
برے افعال و بد صحبت ہی دل پسند ہوتی ہے

الجنس یمیل الی الجنسہ۔ ہر ایک جنس اپنی
جنس کی طرف راغب ہوتی ہے بھلے پرش بھلوں
کے ساتھ اور برے بدوں کی صحبت میں خوش
ہوتے ہیں۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز
ہر ایک جنس کے پرند اپنی جنس کے ہمراہ اڑتے
ہیں کبوتروں کے ساتھ کبوتر اور باز کے
ساتھ باز ۔ بابدان کم نشیں کہ صحبت بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند
گسائیں تلسی داس جیو نے رامائن کے آغاز
میں بدمعاشوں سے بھی با ادب التماس کی ہے
کہ آپ اپنے دھن کے پکے ہیں آپ سے کسی
فرد بشر کو بہتری کی توقع رکھنا ۔
این خیال است و محال است و جنوں ۔ جیسے
شریفوں کے درشن سے خوشی حاصل ہوتی ہے
ویسے بدچلنوں کے ملنے سے تکلیف ہوتی ہے
آپ فرماتے ہیں کہ ۔

بچھرت ایک پران ہرتے ہیں۔ ملت ایک [illegible] دکھ دے ہیں
اپجین ایک سنگ جل ہاہیں۔ جلیج جونک جیوں گل و لگا ہیں

ترجمہ۔ ایک کے فراق سے جان نکلنے کو آتی ہے (فرط محبت) اور ایک کے ملنے سے بڑا دکھ پیدا ہوتا ہے۔ جیسے پانی میں ہی اکٹھے کنول پھول جونک پیدا ہوتی ہے لیکن پھول سے طبیعت بشاش ہوتی ہے اور جونک خون چوس لیتی ہے گویا بھلے اور برے کا جنم تو یکساں طریق پر ہوتا ہے مگر گن اوگن جدا جدا ہوتے ہیں۔ اختلاف امزجہ کے باعث ایک انسان اپنے مطلب کو سوشیلتا حلم اور اخلاق سے سدھ کرتا ہے۔ لیکن ایک اور شر و فساد سے۔ انڈین بھی کسی صورت سے کل عیوب سے پاک نہیں ہو سکتے ان کے اغراض کے حصول کے طریق کسی بھی صورت سے یکساں نہیں۔ ہم بد مزاج اخلاق کے قاتلوں سے باادب درخواست کریں گے کہ اگر وہ اپنے مطالب کے حصول میں سوشیلتا سے کام نہیں لیتے تو وہ

مہربانی سے لایق شرفا کے طریق عمل پر ہی نظر
رکھیں اور آپ ذرا صبر کریں کیونکہ آپ کے فریق
کے لوگ ہی اکثر احسان فراموش ناشکرے اور
جلد باز ہوا کرتے ہیں۔ آپ دودھ دینی گائے
پر سخت سلوک کرکے بجائے اس کے پیشاب ہی
حاصل کرتے ہیں اس کی لاتوں اور سینگوں کی ضربیں
جدا کھاتے ہیں آپ کو یہ خبر نہیں کہ اندر تو چلے گئے
مگر باہر کیسے آسکیں گے قدّر الخروج قبل الولوج
آپ کی سینہ زوری اور جاہلانہ ضد ملک کو بدنام
کردے گی اور ہماری مسلمہ وفاداری کو ٹھیس
لگا کر چھوڑے گی آپ ولایت کی پبلک کا خیال
چھوڑ دیں وہاں پر پبلک ہی حکمران ہے مگر ہم ایسے
قابل کہاں سے آئے ع این زمین و آسمان دیگر ست
دراصل سرکار انگریزی نے ہی ہمیں اس لایق بنایا
کہ حقوق حقوق پکارنے لگے ہیں۔ حتیٰ کہ اب سوراجیہ
کے دعویدار ہیں۔ آپ اپنے ملکی مدبروں اور لیڈروں
کے نقش قدم پہ چلیں

ایذا کسطرح سے اہنسا کے نتائج حاصل ہیں

۲- حقوق مانگنا جرم نہیں مگر مانگنے کا ڈھنگ
انارکسٹی افعال بد ہیں لاٹھی سے بھیک مت مانگو
یہ درست ہے کہ انجیل میں لکھا ہے کہ مانگوگے
تو ملے گا اور کھٹکھٹاؤ گے تو کھلے گا اگر آپ
اس مسئلہ پر کاربند ہوتے تو ہم آپ کے لیے
ایسے سخت الفاظ کا استعمال ہرگز نہ کرتے بلکہ اپنے
کرتو پر نادم ہوتے بشرطیکہ آپ اپنے تقاضوں کو
متانت سے گورنمنٹ کے پیش کرتے۔

پھر کوئی وقت آئیگا کہ آپ کی مراد حکومت خود
اختیاری کی پوری ہوسکے گی۔ فرمایئے آپ سبب
سے ڈراکر اور اپنے ملکی بھائیوں کی لوٹ کھسوٹ
سے سرمایہ پیدا کرتے ہوئے سوراجیہ کے خواہشمند ہوتے
ہیں اگر آفتاب بجائے مشرق کے مغرب کی طرف سے
نکلے تو بھی مان لیا جائے مگر آپ کی کامیابی اس
طریق سے اور بھی مشکل ہے آپ کس برتے پر یہ آرزو
کرسکتے ہیں آپ میں حکومت خود اختیاری کی قابلیت
ہے؟ آپ میں سچی جرأت ہے؟ آپ اوقات کی پابندی

ایسی کر سکتے ہیں جیسی کر صاحبان انگریز میں ہے۔
آپ کی خوراک کے اوقات صحیح بنیاد پر ہیں اور
آپ ٹھیک وقت پر ہمیشہ کھانا کھاتے ہیں؟ آپ کی
پوشاک یوروپینوں کی طرح سپاہیانہ یکساں شکل پر
ہے؟ آپ نے اپنا کوئی انضباط اوقات بنا رکھا
ہے جس پر ہمیشہ آپ چلتے ہوں یا کوئی خانگی ضبط
ہی قایم ہو۔ میں خود آپ کی طرف سے جواب عرض کرنیکی
جسارت کرتا ہوں کہ ابھی ہم میں کسی چیز کی بھی ٹھیک
پابندی نہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا پڑتا ہے
کہ جلدی نہ کرو صبر کرو اپنے طریق عمل کو درست
بناؤ بے شک آپ اب بزدل نہیں رہے۔

۳ - بھارت ورش میں مختلف نسل کے لوگ آباد
ہیں جن کی زبانیں جدا مقدس کتابیں جدا نوشت
و خواند کا طریق الگ۔ پنجابی ہندی گجراتی مرہٹی
تلنگی کانڑی بنگالی پہاڑی وغیرہ بہت سی زبانیں
ہیں اور ہر ایک کا طرز تحریر جداگانہ ہے۔ بڑا کام
یہ ہے کہ حروف اور زبان یکساں عالم گیر ہو۔ یہ مشکل

ہے تو انگلش ہی ہی جو ناممکن ہے ہندی ناگری حروف اور زبان کل انڈیا کے لئے مناسب ہے مگر ہمارے اور بھائی یہ ہندوؤں کا خالص املاک خیال کرکے اسے چھونا نہیں چاہتے شاید وہ اپنے مذہب کی ہانی سمجھ کر اپنی مادری بھاشہ سے نفرت کرنے لگے ہیں۔

بھید بھاؤ

۴۔ اور آگے چلئے مذاہب کا اختلاف ہے۔ جو کسی اور برا عظم میں اتنا نہیں خود لارڈ مارلے نے کہا کہ پانچویں صدی سے لے کر بیسویں صدی تک اس اختلاف میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی ہندوؤں میں بے شمار فرقے برہمو مت اور پھر اس میں فریق بندی۔ آریہ اور اس میں فرقہ بندی۔ اہل اسلام اس میں ہفتاد دو ملت ایک سنی اور شیعہ کی تفریق ہے کہ اس کا رفع کرنا بھی تو آسان نہیں۔ گذشتہ سال لکھنو ناسک اور ابمبئی وغیرہ کے عشرہ محرم کے موقعہ پر ہر دو میں سرپھٹول ہوئی اور جو اس کے نتائج

نتایج نامسعود نکلے وہ مایوسی بخش ہیں۔ بھلا ان میں اتحاد کیسے ہوگا۔ کون فریق کس کی حکومت پسند کرے گا۔

۵۔ یا تو یوں کرو کہ تعلیم یافتہ ایک جدا برادری بغیر قوم و مذہب کی بن جاوے اور وہ باہم ملکر کام کرے مگر یہ مشکل ہے۔ کانگرس نبی تو مسلمانوں نے اس کا نام ہندو کانگریس رکھا اور سرسید نے بمقابلہ اس کے انٹی کانگریس اسلام کی بنائی جو بہت دیر زندہ نہ رہ سکی۔ آخر اب اسلام نے اپنی لیگ کھڑی کی جو کانگریس سے جدا مگر اغراض میں بہت تفاوت نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ نیشنل کانگریس ہندو مسلمان کا بھلا چاہتی ہے اور لیگ اپنے اسلام کے قدح کی خیر مناتی ہے۔ ع

انچہ دانا کند کند نادان۔ لیک بعد از ہزار رسوائی

ملک کی متحدہ طاقت نہ بنائی اس کے دو ٹکرے کردیئے۔ اور اپنی قومیت اور ہمدردی کے دائرے کو صرف اپنے مذہبی بھائیوں پر ہی محدود کرلیا اور

اپنی تنگ دلی کا ثبوت دیدیا۔ حکام کی خوشنودی
کا بہانہ بنایا۔ حالانکہ نیشنل کانگریس بلا لحاظ مذہب
و ملت ملک کے مفاد میں یکساں کمال ادب و
عجز سے کوشاں ہے ورانداز دوں نے اسے بھی
چشم زخم زمانہ کا شکار بنا دیا گرم اور نرم دو
حصے کر دئے گرم کا اجلاس ناگپور میں اس دفعہ
حکماً بند کیا گیا۔ اور غالباً امن اور انتظام پروری
کے خیال سے پھر بھی کچھ عرصہ کے لئے نہ ہونے پائے

[illegible]

یہی فریق ہے جو چاہتا ہے کہ ہم کو سرکار سے کچھ
نہ مانگنا چاہئے۔ کیونکہ وہ مانگنے سے نہیں دیتی۔
ہمیں اسکی امداد کسی طور پر نگرنی چاہئے خواہ
پرائیویٹ خواہ سرکاری دستگیری کبھی نہ کریں اور نہ انکی
کوئی چیز استعمال کریں چاہے مفت ہی ملے اور مفید
بھی ہو چونکہ اس کے مقاصد و اصول اخلاق سے
بعید ہیں اس لئے اس سے ہمدردی کرنا گویا مہربان سرکار
کے بے انتہا احسانات اور عنایات کو فراموش
اور کافر نعمت بنانا ہے۔ پھر میں ایسا ہی کہتا ہوں کہ اسے

برادران من و فرزندان انڈیا آپ کو سلامت روی اختیار کرنی چاہئے - سنجیدگی اور نرمی سے اپنے مدعا کو حاصل کرنے ہیں سعی بلیغ مناسب ہے -

چو کارے برآید بلطف و خوشی چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی

جب نرمی اور محبت سے کام نکل سکتا ہو تو گرمی دکھانے کی کیا ضرورت ہے جب گڑ کھلانے سے کام ہو سکتا ہے تو زہر کا استعمال کیوں کرتے ہو - ؎

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش - تم تو اپنی خشونت طبع سے یگانوں کو بیگانہ بنا رہے ہو چہ جائے کہ بیگانوں کو اپنا بناؤ آپ اپنے اخلاق سے ثابت کرو کہ ؎

من آں مورم کہ در پایم بمالند نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند

جیو ہنسا ایک جیونٹی تک کا مارنا ہندو دھرم کے خلاف ہے چہ جائے کہ اشرف المخلوقات انسان کی جان پر قاتلانہ حملہ کریں اور اپنے لیئے دوزخ کی آگ کو تیز کرائیں -

گزشتہ باب میں سرکار کی شفقتوں اور رعایا نوازی

کی چند نظیریں پیش کی گئی ہیں اگر اپنے وطیرے کو
درست کریں تو پھر سہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
ورنہ آپ نے سنا ہی ہے کہ "راجہ جوگی اگن جل تن
کی الٹی ریت" پرتکش کے لئے پرمان کی کیا آوشیکتا ہے
۴- خوش قسمتی سے ہمارے حکمران فرقہ میں ایسی
قابلیت و استقلال ہے کہ گاہے بسلامے برنجند و
گاہے بدشنامے خلعت دہند سے بالاتر ہیں۔ یہ تعلیم
ودانش خود مختار رئیسوں کے اوصاف کے لئے
موزوں ہے۔ صاحبان انگریز تو قانون کے پابند
رہنے میں ہی انتظام سلطنت خیال کرتے ہیں اسی واسطے
ہم یہ کہنے کے لئے بلاپس و پیش تیار ہیں کہ برٹش حکومت
جو دنیا کے چھٹے حصہ پر ہر ایک براعظم میں پھیلی ہوئی
ہے اس کا کوئی کونہ بھی ایسا نہ ہو گا جو امن اور
انتظام سے خارج ہو انگریزی نوآبادیوں میں
حکومت خوداختیاری۔ اسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ کنیڈا
اور ٹرنسوال وغیرہ میں باقاعدہ دیکھی ہے اس کی وجہ
یہ ہے کہ ان میں اس قسم کی قابلیت مسلمہ ہے ایرلینڈ

[illegible]

ابھی سیلف گورنمنٹ کو ترستا ہے۔

۷ - اگر ہم کو ابھی سوراجیہ عطا ہو تو ہم باہم
چھری کٹاری ہو جائیں اور تھوڑے عرصہ
میں کٹ مریں۔ خود سکرٹری آف سٹیٹ ہند
نے فرمایا ہے کہ اگر اب ہم ہندوستان ہندوستانیوں
کو دے کر اپنے ملک میں واپس چلے جائیں تو اس سے
بڑھ کر اور کوئی سخت گناہ نہیں گویا ہم خود دانستہ
ملک کو خانہ جنگی اور خون خرابی میں ڈالتے ہیں۔
لارڈ مارلے صاحب کا یہ قیاس بالکل قرین صحت
ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر گویا آپ اپنے ملک کی
تباہی کے خواہاں ہیں جس سے آپ بھارت ماتا کے
سپوت نہیں کپوت ہیں اور آپ کی نیتوں میں فرق
ہے جس کی نیت درست اس کے کام بھی اکثر درست
ہوتے ہیں نیت صاف کیسہ پُر۔ دیر آید درست آید کے
مقولہ پر عمل کرو ایشر چاہے تو کوئی دن ضرور آئینگے
کہ ملک سے بوجہ تعلیم عام مذہبی مغائرت رفع ہو جائیگی
اور اندر باتفاق کے دل پسند میوہ کو جس کا انجام

بُرا سیہ ترک کر کے اتفاق و اتحاد کی پیروی کریگا
پھر سوراجیہ کی ہوس رانی کے قابل بھی ہو گا
اور سیپٹی پر چار کی برکت سے ملک کی جانی دولت
کو تھام سکے گا۔ لیکن آپ کی متعصبانہ اور باغیانہ
سڈیشن تو کسی صورت میں بھی آپ کو کامیاب نہ ہونے
دیگی۔ بلکہ اس سے رعایا اور سرکار کے تعلقات میں
اور زیادہ کشیدگی پیدا ہو جائے گی ۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں راہ کہ تو میروی بترکستانست

۸۔ امریکہ کے سابق پریزیڈنٹ روز ولٹ صاحب نے
جو انڈیا کی سیر بھی کر چکے ہوئے ہیں ابھی ایک سپیچ
میں ظاہر کیا ہے کہ الجیریا میں فرانس اور تلپائن میں
امریکہ اور انڈیا اور مصر کے لئے برٹش گورنمنٹ کی
حکومت اُن ممالک کے لیئے خدائی برکت ہے اگر
انگریز ہندوستان چھوڑ کر چلے جائیں تو ملک میں فوراً
کشت و خون شروع ہو جائے۔ امن پسند محنتی۔
اور مہربان و مرنجان شریف لوگ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں
ہاں! لوٹیرے ناخدا ترس بدمعاشوں کی چاندی ہے

لیکن ملک کی تباہی میں شبہ کی بھی گنجایش نہیں ہے جو یقینی ہے۔

۹۔ انتہا پسند اصحاب نے جو حال میں بمقام بمبئی ایک جلسہ کرکے ظاہر کیا ہے کہ ۱۸۱۸ء کا فرسودہ قانون جلا وطنی انصاف سے گرا ہوا ہے اور زمانہ حال کی تہذیب سے ساقط ہے گورنمنٹ کو اس پر عمل کرنا ہرگز مناسب نہیں جس سے بنگالہ کے نوکس سربرآوردہ نیک اصحاب کو بلا قصور بتائے بغیر یا مقدمہ چلائے ناگہاں جلا وطن کر دیا ہے جن میں سے اکثر اصحاب کے پس ماندگان نے سرکاری گزارہ لینے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

دوسرا انتہا پسندوں کی کانگریس کا رد کرنا یہ ایک برٹش گورنمنٹ کی عطا کردہ آزادی کی سراسر منافی ہے جبکہ انتہا پسند اس کی برکتوں کے قائل ہیں اور حدود قانون سے تجاوز کرنا گناہ خیال کرتے ہیں فی الواقع اگر یہی صاف دلی آپ کی ہے تو میں یہ صلاح دونگا کہ آپ موڈریٹ صاحبان سے مل کر

کام کریں پھر شور و شر کیسا صرف ہوائی کاٹ اور بعض
حکام کے عاملانہ امور پر ششیم کہنا اپنے پروگرام
سے نکال دیں تو نرم سوسائٹی کو آپ کے لینے میں
غالباً کوئی اعتراض نہ ہوگا جبکہ وہ کسی صورت میں
قانون کو ہاتھ میں لینا پسند نہیں کرتے تو پھر گرم صاحبان
کے اصلی مقصد سوراجیہ کے اظہار میں چنداں قباحت
نہیں اگر آپکی جائز کوشش سے سوراجیہ قتل ہو جائے
اور آپ میں ملک انڈیا کے انتظام کا مادہ ہے
۱۰- تو ہم آپ کے مخالف نہیں۔ دل ما شاد چشم ما
روشن۔ اگر آپ وزیر صاحب کی مجوزہ اصلاحات
حال پر ہی غور کریں تو یہ آپ کے سوراجیہ عطا کرنیکا
ضرور پیش خیمہ ہے ؎ مرد آفریں مبارک بندہ ایست

حال کی اصلاحات میں سوراجیہ

اِن اصلاحات میں آپ کی دلی امنگوں کا
کمال فراخدلی سے خیال رکھا گیا ہے۔ خود
ملک معظم نے بھی اپنے فرمان میں ان کا اشارہ
کیا تھا ہر ایک صوبہ کی کونسلیں بڑھا دیں۔
اگر گنڈ کونسلوں میں بھی دیسی ممبر داخل کئے گئے

سوا اے دایسرائے کی کونسل کے سرکاری مجارٹی
نہیں قایم نہیں رکھی گئی ہر جگہ مساوات کا انصافاً
خیال رکھا گیا ہے ۔ وزیر ہند مجوزہ اصلاحات بخوف
چیف انارکسٹاں رو کنا قرین مصلحت نہیں سمجھتے تھے وہ
اپنے وسعت اخلاق اور نوشیروانی انصاف کے
خلاف ہرگز نہیں کر سکتے تھے گو آپ میں سے اب بعض کا
یہ خیال ظاہر ہوا ہے کہ اگر ہم ایجی ٹیشن گرمجوشی سے
قایم نہ کرتے تو یہ رعائتیں سرکار ملک کو ہرگز نہ دیتی
کیونکہ گرمی کا کام نرمی سے پورا نہیں ہوا کرتا۔ آپ
کے اس مضحکہ خیز خیال کو ہی ہم تسلیم کریں گے ۔
لیکن شرافت اور قابلیت اس میں ہے کہ ہم اس عطیہ کی
دل سے قدر کریں اور ان اصلاحات میں اپنی صداقت
اور قابلیت کا ایسا ثبوت دیں جیسا کہ دو انڈین نے
وزیر ہند کی کونسل میں دیا ہے پھر دیکھنا یہی کونسلیں
پارلیمنٹ ہو جائیں گی ۔

۱۱ - مس اینی بسنٹ صاحبہ نے جو ہندوؤں کی سچی ہمدرد
ہیں ۔ ہندو کالج بنارس انہیں کی کوشش کا نتیجہ ہے ۔

ابھی بھارت سنتھان نام ایک نئی انجمن قایم کی ہے
اس میں دیش بھگتی کی تعلیم بھی ہے اور راج بھگتی کی بھی
اصول ایسے برگزیدہ رکھے ہیں کہ لارڈ منٹو صاحب
وایسراے ہند بھی اس کے معرف ہیں اور مدراس کے
پنشنر جج ہائی کورٹ مسٹر انانیہ آیر صاحب اور کلکتہ کے بابو
سارداچرن متر صاحب سابق جج ہائی کورٹ نے اپنے
اپنے صوبے کی پریزیڈنٹی انجمن مذکور بڑی خوشی
سے منظور کی ہے اسمیں مس اینی بسنت صاحبہ نے کہا
ہے کہ سرکاری تعلیم آزادی کی طرف خیالات کو جذب
کرتی ہے اس میں بزرگان خاندان اور سرکار کی عظمت
وشان کے ادب ولحاظ میں کمی آجاتی ہے - پس
جب تک مذہبی تعلیم اپنے اصول پر نہ ہو انسان میں
موجودہ تعلیم میں اخلاق کی امید رکھنا بہت مشکل ہے
مذہب اخلاق کی بنیاد ہے - ہندو مذہب راج بھگتی
میں مشہور ہے اگر مذہبی تعلیم طلبا کو لازمی طور پر دی جاوے
توپھر شورہ پشتی اور بدماغی کے خیالات پیدا ہی
نہ ہوں ہیں تو ان خیالات کا صدق دل سے مویدہوں

اگر آپ صاحب بھی میرے ہمراہی ہو جائیں تو ضرور اپنے بچوں کو لازمی طور پر مذہبی تعلیم سے بہرہ ور کریں۔ ایک دفعہ لارڈ بیکنسفیلڈ صاحب وزیر اعظم مرحوم نے فرمایا تھا کہ ہمارے سکولوں کا طریقہ تعلیم ایسا ہونا چاہئے جیسا کہ ہندوں کے پاٹ شالوں میں ہوتا ہے وہاں اُستادوں اور بزرگوں کا بیحد ادب و لحاظ کا پاس کیا جاتا ہے۔ شاگردوں کے چال چلن بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ مگر حال کی آزادانہ ہوا کے آگے ایسے اعلے خیال دھوئیں کے بادل بن گئے۔

۱۴۔ آپ نے انڈیا کے سپوت بننے میں یہی ثبوت دیا ہے کہ دنیا کے مہان پرشوں گیری بالڈی میزنی واشنگٹن ۔ سیواجی اور گورو گوبند سنگھ وغیرہ کے واقعات زندگی کو خوب مسالحہ لگا کر ملک میں پرچار کرنا شروع کیا تاکہ نوخیز طلبائیں ایسا سپرٹ بھرا جائے کہ وہ ملک یا قوم کے نام مرنے مارنے کو اپنا فخر خیال کریں ۔ اسی طرح ناگوں

سپوت

اور تماشوں میں پر جوش سین دکھائے اور ایسے
اشعار تیار کئے کہ سنتے ہی ایک خاص اثر ہو جائے
سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا۔ یہ گلستاں ہمارا یہ بوستان ہمارا
بے شک حب الوطنی کی تعلیم ضروری ہے اور حب
قومی انسانیت ہے لیکن پہلے یہ تو دیکھنا چاہئے
کہ آپ کی قابلیت کا موازنہ کہاں تک ہے۔
آپ سمجھتے ہیں کہ اہل اخبار جو سوراجیہ کی دھن میں
سزایاب ہوتے ہیں اور جو دیگر ملکی خادم میں قربانی
دے رہے ہیں یہ سوراجیہ کی بنیاد بنا رہے ہیں۔
یہ ملکی شہید ہیں اور جہاں پرش ہیں اگر یہ آپ کے
خیال آپ تک جو باتمیزیں محدود رہیں تو کیا مضائقہ
مگر یہ تو نئی پود اور کم سن بچوں کے دماغ میں
آکر شوریدہ سری اور باغیانہ مادہ پیدا کر کے
ملک کے امن میں خلل انداز ہوں گے۔ خدا کے
لئے ایسی فضول بکواس سے باز آئیں۔ دیس
اور کم سمجھ دیسیوں کو بگاڑ کر گھور پاپ کے بھاگی
نہ بنیے۔

۱۳- نصیحت کہ خالی بود از غرض + چو داروئے تلخ ست دفع مرض

نتیجہ

جس نصیحت میں ذاتی مطلب نہ ہو وہ کڑوی دوا کی طرح ہوتی ہے جس سے بیماری دور ہو جاتی ہے - اگر نیک نیتی اور نرمی کے ساتھ مؤدبانہ طرز پر آپ اپنے حقوق سرکار سے طلب کریں تو اس میں کوئی آپ کی ہتک ہوتی ہے - آپ کے اس خیال کی کون تائید کرتا ہے کہ سرکار سیدھے ہاتھ سے کبھی عطائے حقوق کے لئے تیار نہ ہوگی ؟ نرم چوب را کِرم می خورد - میں خود کمن سال ہوں مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ انڈیا اپنی کھوئی ہوئی عظمت پھر حاصل کرے لیکن اس طرح کبھی نہ کرے جس طرح کہ آپ جد و جہد گستاخانہ کر رہے ہیں - پیر فرتوت ؎ پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند اگر آپ اس بات کے قایل ہو کہ سب بوڑھے ہمیشہ ستر بہترے مخبوط الحواس نہیں ہوا کرتے - بلکہ اس عمر میں عقل صحیح اور پختہ ہوتی ہے تو آپ میری التماس کو بے اثر نہ جانے دیں گے - یعنی حصول

مطالب ہیں لعنتی حرکات سے باز آئیں گے۔ ٥

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

اے عزیز و سعادت مند جوان سال خوردہ تجربہ کار کی نصیحت کو بڑے پیار سے سنا کرتے ہیں۔

٥ نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر کہ ہر چہ ناصح مشفق بگوید بپذیر

آپ گرم مزاج تو ہیں اسی لئے کہتے ہیں۔ ٥

ہر یکے ناصح برائے دیگران۔ ناصح خود یافتم کم در جہاں

پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکالئے۔ پھر دوسرے کا تنکا نکالنے کی کوشش کیجئے۔ ایسے ہمیں نصیحت کرنے والے آپ کہاں سے آئے آپ اپنی راہ لیجئے۔ ہمیں اپنا کام کرنے دیجئے۔ افسوس آپ تو خفہ ہو گئے۔ ذرا ہوش کی دوا کیجئے کڑوی بات کی برداشت نہ ہوئی تو پھر سوراجیہ کس کے لئے مانگتے ہو۔

٥ سن شریف چہل و شش نازم باین ریش و فش

وفاداری

۱۔ یا وفا خود نبود در عالم　　یا مگر کس دریں زمانہ نکرد
کس نیاموخت علم تیر از من　　کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

ہدایات نتا

بقول سعدی یا تو وفا کا وجود دنیا میں ہوا ہی نہیں یا کسی نے اس زمانہ میں وفا کیا نہیں۔ کیونکہ جس نے مجھ سے تیراندازی سیکھی اس نے پہلے مجھے ہی نشانہ بنایا۔

سرکار انگریزی کی بابرکت و یمن سلطنت کے طفیل تعلیم علوم کی اشاعت عام ہوئی ہمیں انسانیت سکھلائی گئی اور یوروپ کی نعمت آزادی سے جس کے لئے انڈیا کی آب و ہوا موافق نہ تھی ہمیں کسی قدر بہرہ ور کیا گیا۔ پھر کیا تھا ہم دونگی لینے لگے آپے سے باہر ہو گئے اور اپنی خردماغی کا ثبوت دینے لگے امن و آسایش ملی ذرا عقل ٹھکانے آئی تو احسان فراموشی اور ناشکری کے خیالات نے آگھیرا۔ اب یہ چاہا کہ انگریزوں کو ملک بدر کر کے خود

ہی اب حکومت انڈیا کی باگ ڈور اپنے ہاتوں
میں لے لیں۔ یہ نہ سمجھے کہ یہ منہ زور گھوڑا ہمارے
کمزور ہاتھوں کی طاقت سے ہرگز نہ تھمے گا اور
اب جو آرام کی نیند سوتے اور جاگتے سودیشی
سودیشی کے گیت گاتے ہیں یہ سب اپنے گھر کی پھوٹ
کے سر صدقے ہوگی ہم اس کوتہ اندیشی کو کیا کہیں

۲- سنئے آپ اپنے امور پیش آمدہ کو صاف باطنی
سے شروع اور نیک نیتی سے ختم کریں کسی کی دل
آزاری اپنے مطالب کے حصول میں مت جائز
رکھیں ؎ مباش در پے آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در طریقتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

سکھیا نمبر ۵

ہم پالیسی بازی اور حکمت عملی کی باتوں کے دلدادہ
نہیں اور نہ انتقام گیری اور کینہ توزی کو پسند کرتے ہیں
کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
اب آپ نے جو طریق اختیار کر رکھا ہے اس سے
نہ اتحاد ممکن ہے اور نہ کسی کو خوشی ملتی ہے ؎
دل بدست آور کہ حج اکبرست از ہزاراں کعبہ یک دل بہترست

پر ٹیکلی نیک نیت ہو اور برٹش سرکار کے وفا شعار

وبجسن ارادت خیر خواہ رہو۔ ۵

کرو سرکار کی تم خیر خواہی وگرنہ پیش آئیگی تباہی

وفاداری خوش ست از شاہد ہند کہ با سرکار انگریزی برآید

انڈین کی وفاداری وہی بہتر ہے کہ برٹش گورنمنٹ

کے ساتھ ظاہر ہو۔

۳۔ آپ کے گزشتہ کارنمایاں کا معترف نہ ہونا

کفرانِ نعمت ہے سرکار تمہاری سرفروشیاں

اور جان نثاریاں فراموش نہ کرے گی۔

کرنل کلائیو کے ہمراہ چاولوں کی پیچھ پیکر

بھوکے پیٹ فرانسیسیوں کو تم نے لوہے کے

[illegible]

چنے چبوائے اور گورہ فوج کو تم خشکہ چاول

اس لئے دیتے تھے کہ ان کو تم سے زیادہ مقوی غذا

کی حاجت ہے۔ پھر سراج الدولہ کی ستر ہزار

فوج کو تم پندرہ سو دیسی تلنگیوں اور نو سو گوروں

نے شکست فاش دی۔ اگرچہ میر جعفر۔ اور میر قاسم

اس کے رشتہ داروں کی دغابازی بھی اس کی

بیچ کنی ہیں تمہاری معاون ہوئی غرض جنگ بکسر و پلاسی
میں تمہاری جوانمردی اور وفاداری کے جوہر آفتاب
کی طرح روشن ہیں۔ بھرت پور گوالیار بنارس
علاقہ دکن ہند مہاراشٹر دلور پانی پت اور پنجاب
کی لڑائیوں میں پوری کامیابی سرکار کو صرف تمہاری
شجاعت اور وفاشعاری سے حاصل ہوئی۔ غدر ۱۸۵۷ء
میں جس طرح سرکار انگریزی کی حمایت میں تم نے
اپنے بھائیوں کے سر کاٹے اور کٹوائے تاریخ ہند
ہمیشہ تمہاری وفاداری کی شہادت دیگی۔
تم نے ہرات سے ایرانیوں کو نکالا۔ سرحدی جنگوں
میں ہمیشہ نمایاں کام کئے۔ برہما کو فتح کیا چین کو
زک پہنچائی صرف سات پوربیہ ہند و پلٹن نے سوکھے
چنے چبا کر جزیرہ نما کریمیا میں جا کر روس کے دانت
کھٹے کئے۔ سلطان روم کی لاج رکھی اور اسے
ایسے قوی دشمن سے بچایا اور بھارت ماتا کو سرخرو
کیا۔ مصر کی بزدآزمائی میں میدان مار لیا۔ اور عربی
پاشا کو قید فرنگ میں ڈالا۔ جو حال میں جزیرہ لنکا

سے اسے رہائی بخشی گئی ہے سوڈان میں تمنے کارنمایاں کیئے مہدیوں کو نابود کیا۔ زنگبار نے تمہارا لوہا مانا۔ ٹرنسوال میں تم سے خدمات لی گئیں۔ جہاں اب انڈین کو رہنا مشکل ہوگیا ہے۔ تم نے ثابت کردیا ہے کہ حق نمک ادا کرنے کے لئے تم باپ بیٹے اور بھائی برادر کا سرکار کی بہی وفاداری میں ذرا لحاظ کرنے والے نہیں حکم ملنے پر چھری کٹاری ہونے کو آمادہ ہو۔

اسی طرح اب بھی تم بلا اظہار کسی مشیخت یا احسان کے سرکار کے پسینہ کی جگہ اپنا لہو گراؤ اور دل سے وفادار رہو پھر حکومت اور دولت تمہارے قدم چومے گی بشرطیکہ وہ دیا کی روشنی سے اپنے خالی اور تاریک دماغ کو منور کرتے جاؤ۔

۴. جاہلوں سے بچیں

۴۔ کبھی خود غرض جاہلوں اور مورکھوں کے داؤ گھات میں نہ پھنس جانا۔ پچھتاؤ گے انسے آج تک کبھی کوئی ملک اور قوم کی بہتری اور ترقی کا کام نہیں ہوا۔ ۵ ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش

ہاں ان کو سکھیا دو برُے کاموں سے بچاؤ۔
نیک راہ لگاؤ دوسری حجت میں یہ گدھے کیطرح
دولتی جھاڑ کر جھپٹ ہو جائیں گے اور مشکل وقت میں
کبھی شاذ و نادر ہی استعانت کر سکیں گے۔ ہمارے
ملک کے سپچے ہی خواہ ریفارمر جو ولایت کی آزاد
ہوا میں کچھ دن رہ کر آتے ہیں تو پھر ان میں سے
بعض اصحاب فاتح و مفتوح کا خیال ترک کرکے
یہاں بھی انڈین کو ایسی آزادی کی تلقین کرتے ہیں
جو ہمارے ملک کے موافق نہیں اگرچہ وہ سرکار کے
بدخواہ نہیں تاہم ان کا طریق عمل مقامی حکام کو
جن کے دماغ میں ایشیائی حکومت شخصی کی بو سمائی ہوئی
ہے بھلا نہیں معلوم ہوتا۔

ایسا کو ایجیو جگ ماہیں پربھتا پائی ماس مدناہیں
دنیا میں کوئی ایسا بھی پیدا ہوا۔ جسے حکومت اور
اقبال حاصل ہو اور پھر سرخوش نہ ہو جائے
آخر انگریز بھی انسان ہیں خواہ حاکم ہی ہوں انہیں بلعموم

غلط فہمی ڈالنے والے پیٹ کے کتوں کو موقعہ ملجاتا ہے کہ چغل خوری سے اپنا الو سیدھا کریں - ایسے روسیاہ بد باطن ٹریڑوں کو خدا غارت کرے - جن کی وجہ سے انڈین کی مسلمہ وفاداری کو دھبہ لگتاہے اگر گزشتہ مہاں پرشوں کے واقعات زندگی یا اپنی قومی اصلاح کے لئے کوئی ٹریکٹ نکلتا ہے تو اُسے باغیانہ خیالات کے اظہار پر محمول کرا دیتے ہیں اور امن پسند اصحاب پر مصیبت کا پہاڑ لڑھکا کر کسی منصب انعام جاگیر یا خالی ٹائیٹل (خطاب) کے سرخاب کا پر سر پر رکھکر اپنا تفخر ظاہر کرتے ہیں - محض سفلہ مزاج کور باطنوں کا کام ہے جو سرکار کے بھی صحیح معنوں میں بدخواہ ہیں -

ہمارے صاف دل نیک نیت بیدار مغز اور روشن ضمیر لوکل حکام کو ہمیشہ اپنے کانشنس سے پیش آمدہ امور میں امداد لینی چاہیئے چُغل خوروں کی سنکر ہرگز گمراہ نہ ہونا چاہیئے -

میرا یہ منشاء بالکل نہیں کہ کل منصب دار یا خطابی

اصحاب انکی نمکحرام گردن زدنے ہیں۔ حاشا وکلا
یا کوئی ایک مذہب کے اشخاص ازراہ تعصب ہی
اپنے برادران غیر مذہب والوں کو ناحق متہم کر کے
اپنا مطلب سدھ کرتے ہیں۔ نہیں ان میں ہیکدل
امن پرور وفادار سرکار بھی ضرور ہوں گے۔ ان میں
صادق القول قابل بھروسہ ہوا کرتے ہیں۔ بشرطیکہ
خود ان کے اپنے وسایل حصول واقعات ناقص
نہ ہوں۔ بدیں صورت بشریت کے تقاضا کے
باعث وہ قابل درگزر اور معافی ہیں۔ میں خود
ڈکٹو کی حیثیت سے بھی سرکار اور پبلک کی خدمات
ادا کرتا رہا۔ مگر حتی الوسع کوئی فعل کبھی ایسا نہیں
کیا جس سے اپنی کانشنس سے ملامت کا مستحق ہوتا
صداقت کی پیروی کو کبھی نہیں چھوڑا اسی واسطے
کسی پیش آمدہ کام میں قولاً یا فعلاً نہ پشیمان ہوا متاسف
ہوا اور نہ شرمسار۔ اکتالیس سال سرشتہ تعلیم کی
ملازمت کی اپنے ہمعصروں سے فرایض کی ادائیگی
میں گوئے سبقت لیگیا۔ سینکڑوں شاگرد وفادار

سرکار کے ملازم ہیں۔ گریجویٹ پلیڈر بیرسٹر پبلک پراسیکیوٹر
اور جج تک پہنچے ہوئے ہیں لیکن آج تک کسی سے
ناستودہ فعل صادر نہیں ہوا۔ یہ میری بنیادی
تعلیم کا اثر ہے۔

میں یہاں اپنی خود ستائی کرنے نہیں بیٹھا۔
بلکہ دکھانا چاہتا ہوں کہ صرف زبانی جمع خرچ سے
عملی ثبوت زیادہ موثر اور سودمند ہوتا ہے
پس اے میرے پیارے بھارت باشیو نوجوان
طالب علمو! مجھے اپنا ایک مشفق ناصح خیال کرکے
میرے گن گرہن کرو اور اوگن چھوڑ دو۔ کیونکہ
مجھ سے مورکھ میں بہت سے عیب ہوتے ہیں۔
اوروں کے لئے نصیحت کو تیار ہو گیا ہوں۔ اپنے
منہ سے میاں مٹھو بنتا ہوں۔ مگر یہاں تو بات
ہی اور ہے۔ میری نصیحت بےغرض ہی نہیں میں
سرکار کا سچا خیر خواہ ہوں اور یہی تلقین کرتا ہوں
میری کل تصنیفات بھی اس کی شاہد حال ہیں جیسے
گلدستہ تہذیب نیت پشپاولی گلدستہ اخلاق۔

گلدستہ ہدایت کھینی کی ریڈرین وغیرہ مطبع مفید عام پریس لاہور سے ملتی ہیں۔ مہ کارونیشن دربار دہلی کی سیر ۴؁ عہ ۔

مکاری اور ریاکاری سے ہمارا کچھ مطلب نہیں
صاف بات یہ ہے کہ سہ
شاہ انگلینڈ اور ہیں قیصر ہند۔ دہو انکے سعادتمند فرزند

۵۔ ممکن ہے کہ آپ کے خیالات میں انتہا پسند لیڈروں کی تلقین کا مہلک اثر ہو جائے۔ اور تم ایسی آزادی جو گستاخانہ رویہ سے ملحق ہو استعمال کرنے لگ جاؤ اور حکام وقت کو خشونت اور رعونت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاؤ۔ یہ مادر پدر آزادی نہ ملک کے لیے مفید ہے اور نہ سرکار کے

یہ آزادی تو دیوانے کے ہاتھ میں خنجر ہے ؎
نہ جانے اپنے پیٹ میں بھونک دے یا بیگانے کے

یہ آزادی نجات کے معنوں میں مستعمل ہونے کے قابل نہیں۔ اس سے پرحذر رہنا چاہئے بلکہ ایسے اشخاص سے اختلاط بھی نامسعود نتائج

کا موجب ہو سکتا ہے۔

گذشتہ دو سال کے واقعات سے تم کو عبرت سیکھنی چاہیئے کہ طالب علموں نے خراب ترغیبوں میں آکر کیسا سخت نقصان اُٹھایا حتیٰ کہ بعض قومی سکولوں کو بھی ملجأ و ماوٰی انارکسٹال عالی دماغ حکام کو بھی خیال کرنا پڑا اور پولیس کی دوڑ چلائی۔ یہ اور بات ہے کہ نتیجہ کیا ہوا۔ تمہاری خودسری کیوجہ سے ماسٹروں پر یا ان کی تلقین سے تم پر کیسی کیسی مصیبت آئی ہے ؎ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔

۶۔ عزیزو! تم اپنے اکتساب علم و ہنر میں بڑی گرمجوشی اور سرگرمی سے مصروف رہو اور پولیٹیکل جھمیلوں میں آکر اپنی خام عقلی و خام رائے سے اپنے قیمتی اوقات کا خون نہ کرو یہ صحیح ہے کہ ملک کی آنکھیں تمہاری طرف ... الا اس کے یہ معنے نہ لئے جائیں کہ تم امن و ... سائش تمام جل انقلاب پیدا کر کے اپنی قربانی ... نذین پر از دست اپنے یا تم کے سوا غیر

وفاداری اور غداری کا داغ لگاؤ۔ مناسب تو
یہ ہے کہ تم مذہبی تعلیم حاصل کرو اور ویدک دھرم
کے جھنڈے تلے آکر آتمک بل حاصل کرو زاں بعد
مادی علوم پڑھو اور اکتساب معیشت کے لیے ہنر
سیکھو اور ملکی صنعت و حرفت کے مردہ جسم میں
تازہ روح پھونکدو جس سے ملک کی ہر طرح ترقی
ہوگی۔ سودیشی موومنٹ کا نشو و نما بھی اس کے ذیل
میں آجاتا ہے مذہبی تعلیم اخلاق کی بنیاد ہے۔
اس میں تم بزرگوں کا ادب کروگے سعادتمند
کہلاؤ گے سلطنت پرستی (راج بھگتی) کے اصول پر
چلوگے اور دیش کی اننتی کروگے اس صورت میں
تمہارا وجود انڈیا کے لیئے بڑی برکت ہوگی یہ یاد
رکھنا کبھی سرکاری قانون کو ہاتھ میں نہ لینا اور نہ
حکومت کے رعب میں فرق لانا۔ انڈین کے ساتھ
بلا لحاظ مذہب و ملت بھراتری پریم بھاؤ سے
پیش آنا۔ یہ خیال نہ کرنا کہ کیوں اور تمہارے ساتھ
ں پریم سے سلوک نہیں کرتے ۵

ی خوب نبھایئے اس کی وہ جانے ۔
۵ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو ۔ اور میرا
ما مانو کہ تابمقدور وتم ایسے جلسوں سے کنارہ کش رہو
و علمی نہ ہوں ۔ اور نہ ایسے لیکچر سنو جو تمہارے
مقاصد کے برہمزن ہوں یا سرکار کی منشا کے برخلاف
ہوں ۔ ۵ رہو سرکار کے سچے وفادار
سدا رکھو عزیز و نیک کردار
اگر تم ٹھوس وفاداری کا یقین دلا دوگے تو امید
نہیں کہ سرکار وہ اپنے جبریہ قانون (جو خود سرکار
پاس کرنا نہیں چاہتی تھی مگر مصلحت وقت یا ہمارے
اعمال نے مجبوراً ایسا کرایا) فوراً منسوخ نہ کردے
اگر بعض حکام وقت کہیں اخلاقی طاقت یا جرأت
میں گرے ہوئے ہیں اور اپنی قانونی پاور کا غلط استعمال
کرتے ہیں اور اپنی ذمہ واری کو بالائے طاق
رکھتے ہیں تو اس میں سرکار کا کیا ذمہ ۵
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد ۔ اور پھر سرکار
کے پاس تو ثابت کے باخبر ۔۔۔

کے سوا اور کیا معیار ہے یا تجربہ یا تمہارے ایام ملازمت ہے۔ ملازمان متعہد اپنے تجربہ کے ترقی پاتے ہوئے زیادہ ذمہ داری کے منصب حاصل کرتے جاتے ہیں۔ الا

خبث نفس نگردد بسالہا معلوم ہاں اگر سرکار پر روشن ہو جائے کہ کسی ذمہ دار افسر نے ہیچو دیگرے نیست پر عمل کیا تو فوراً سے پہلے اُسے مناسب گوشمالی اور سزا دہی سے خطا نہیں کرتی۔

پھر نہ مجسٹریٹ ضلع اور نہ وایسرائے تک اس تنبیہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور نہ ان کے ناواجب عذرات قابل سماعت قصور ہوتے ہیں۔

چونکہ مقامی حکام کے ہاتھ میں دیش پر بندھ کی باگ ہوتی ہے اس لئے معمولی سی فرو گذاشت پر نوٹس لینا بھی کسر شان ہے اور ان پر اعتبار نہ کیا جائے تو سیاست مدن کیسے قایم رہ سکے۔

پس ہم کو سرکار کے حکام اور ذمہ دار کارندوں اور اس کے قانون اور انصاف پر بھروسہ کرنا چاہئے اور سرکار کو بھی عاجز رعایا پر ہر طرح نظر ملاطفت

مبذول رکھنی چاہیے انگلو انڈین یا متعصب اخبارو
کے مشورے کا ہی پا پند نہیں رہنا چاہیئے
گر بود کز حکیم روشن رائے ۔ بر نیاید درست تدبیرے
گر باشد کہ کودکِ نادان ۔ بہ غلط بر ہدف زند تیرے
مورکھوں کی پکار تھنا پر بھی توجہ کرنا چاہیئے
جس میں سچا پریم بھاؤ ہو سکتا ہے ۔ اور رعایا کے
جائز حقوق دینے میں ناجائز بخل روا نہیں رکھنا
چاہیئے اور ذمہ وار افسران وقت کی حال سے
بھی زیادہ کڑی نگرانی کرنی مناسب ہے اور
چغلخور بندگان شکم پر ہمیشہ بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے
ورنہ رعایا اور سرکار کے تعلقات کی چولیں ڈھیلی
کر کے حکومت میں تنزل پیدا کر دیں گے ۔ دیکھئے
سلطان روم نے ملک سے خفیہ پولیس موقوف کردی ہے
پرنتو میں ابھی اپنے ملک کے لیئے ایسا کرنا سردست مناسب
نہیں خیال کرتا ۔ مگر باہستگی اس صیغہ کو غیر با دکہنا ہی
انتظام حکومت کے لیئے غالباً مفید ہو گا ۔
رموز مملکت خویش خسرواں دانند ۔ گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

چند مفید باتیں

نصیحتے کنمت بشنو دبہانہ مگیر
کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپزیر

بنے بہ شخصے کہ از دفایدہ دنیا ددین ست
بگزار اور اگرچہ شہ روئے زمین ست

دنیا میں جس شخص کی ذات سے جسمانی یا روحانی کوئی فایدہ پبلک کو حاصل نہ ہو اس کے وجود بیسود سے دھرتی پر ایک فضول بوجھ ہے۔

جو شخص لوگوں کی آسایش و آرام کو منغص کرتا ہے وہ اپنے قابل نفرین کرتوت سے سورگ کو نرک بنا دیتا ہے۔ اس کے وجود سے بعجلت زمین پاک و صاف ہو جائے بہتر ہے تاکہ لوگ امن کی نیند سوویں۔ اور بخوشی و آزادی بلاخوف وخطر اپنے روزانہ دھندوں میں مصروف ہوں بہشت آنجا کہ آزاری نباشد کسے را باکسے کارے نباشد کے مصداق اپنے مسکن کو بنالیں۔

اب ہم اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے نیتی کی سماپتا سے چند اقوال ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ ناواقف اصحاب اس سے مستفید ہوکر حظ زیست اٹھائیں اور اپنا جیون سپھل کریں

۱- بیمار کی دایمی صحبت جاہل کی تعلیم بدکردار عورت کی پرورش دکھدائی ہوتی ہے۔

۲- مورکھ پُتر۔ بدچلن استری۔ سامنے بولنے والا نوکر۔ سانپ والا گھر چھوڑنے چاہییں۔

۳- مشکل وقت کے لئے روپیہ اور روپیہ دیکر استری اور دونوں دے کر اپنی ذات کو بچاؤ۔

۴- جہاں نہ عزت نہ آمدنی نہ رشتہ دار کوئی نہ ہو اور نہ تحصیل علم کا ذریعہ ہو وہاں نہ رہو۔

۵- جہاں دوکاندار۔ عالم ندی یا طبیب بھی نہ ہو وہاں مت ٹھیرو۔

۶- تجربہ کار۔ ایشور سے ڈرنے والا باحیا دانشمند منیر جس میں ان میں سے ایک بھی خوبی ہو اس سے ملتے رہو۔

۷- نوکر کا امتحان کام سے رشتہ داروں کا مشکل وقت میں اور استری کا غریبی آ جانے پر ہوتا ہے

۸- دوست کی پہچان بیماری تکلیف قحط جنگ مصیبت پڑنے اور تادم مرگ ہوتی ہے۔

۹- ان پر بھروسہ نہ کرو۔ دریا۔ حاکم وقت مسلح انسان عورت سینگ یا ناخن والے حیوان

۱۰- زہر سے امرت کیچڑ سے جواہر نیچ سے علم و ہنر اور کمین کُل کی استری سے رتن ملے تو حاصل کر لو۔

۱۱- مرد سے عورت کی بھوک دُگنی۔ شرم چوگنی جلد بازی چھ گنی اور مرد کی خواہش آٹھ گنی ہوتی ہے۔

۱۲- وہ زندہ سُرگ میں ہے۔ جس کی اولاد مطیع الفرمان۔ استری نیک خیال اور آپ باصحت آسودہ ہو۔

۱۳- بے عزتی میں خوش ہونے والا دوست مثل اس گھڑے کے ہے جس میں زہر بھرا ہے اور کنارے پر دودھ ہے۔

۱۴- دوست اور دشمن دونوں سے راز دل نہاں

رکھو۔ دشمن پہلے ہی بد خواہ اور دوست ناراضگی
کبھی وقت بھانڈہ پھوڑ دیگا

۱۵- اپنی اولاد کے دشمن ایسے والدین ہیں جو انکو
علم و ہنر اور اخلاقی تعلیم سے بے بہرہ رکھتے ہیں

۱۶- اولاد اور شاگردوں سے ہمیشہ لاڈ و پیار
ایسا مفید نہیں ہوتا جیسا تاڑنا

۱۷- دریا کے کنارے کا درخت بیگانہ مکان کی
سکونت پرانی عورت بدچلن آقا کی ملازمت ناقابل
بھروسہ ہیں

۱۸- بد (چلن نگاہ گزران خیال) انسان کی دوستی
سے کنارہ کرو۔

۱۹- قابل تعریف باتیں یہ ہیں۔ شریف کی صحبت
بادشاہ وقت کی خدمت تجارت نیک خصال عورت
کا ملنا۔

۲۰- خواہ حکمران وقت (راجہ) بل ہین منی کمزور) ہو جائے
خاندانی ہمیشہ اس کی رفاقت کیا کرتے ہیں

۲۱- دریا اپنی روانی بدل دیں تو بدل دیں۔

مگر دھرماتما اپنے فرایض سے نہیں ڈگمگاتے۔

۲۲- انسان کیسا ہی خوبصورت جوان تندرست اور متمول کیوں نہ ہو۔ بے علم ہے تو پھول بغیر خوشبو کے ہے۔

۲۳- سادھو ہیں درگزر بدصورت ہیں علم اور کوئل میں آواز پہ خوبیاں ہیں

۲۴- خاندان کی خاطر ایک آدمی۔ گاؤں کی خاطر ایک خاندان۔ ملک کے لئے گاؤں۔ مگر روحانی ترقی کیواسطے دنیا کا چھوڑ دینا بہتر ہے۔

۲۵- صندل کا ایک درخت جنگل کو خوشبودار بنا دیتا ہے۔ ایسا ہی ایک سپوت خاندان کو نامور کر دیتا ہے۔

۲۶- چاند رات کو اکیلا اجالا کرتا ہے۔ ایسا ہی سپوت کل کو شوبھا دیتا ہے۔

۲۷- بچے کو پانچ سال کی عمر تک پیار کر۔ دس برس تک تاڑنا اور سولہ برس کے بعد دوستانہ برتاؤ کرو۔

۲۸- جہاں عورت اور مرد میں ان بن ہو وہاں دولت چند روزہ مہمان ہے

۲۹- اگر بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائے تو اچھا ہے بہ نسبت اسکی
کہ عمر جاہلانہ زندگی سے خاندان کو کلنکت کرے۔

۳۰- اکیلے کی عبادت دو کی تعلیم تین کا مل کر گانا سفر چار کا
پانچ کا ہل چلانا - جنگ بہتوں کا ہوتا ہے۔

۳۱- دکھت پرشوں کے لئے پتر استری اور نیک صحبت
دھیرج دینے والی چیزیں ہیں۔

۳۲- فرمان شاہی عارف کا سخن اور لڑکی کا بیاہ بار بار نہیں بدلنا چاہئے

۳۳- اکیلے کی عبادت دو کی تعلیم تین کا مل کر گانا سفر
چار کا پانچ کا ہل چلانا

۳۴- اچھی عورت دلربا راست گفتار عفت شعار اور شدہ اچھا ہوتی ہے

۳۵- بغیر اولاد کے گھر بے چراغ ہے اور بغیر سچے متر کے زندگی وبال

۳۶- یہ دکھ ہیں - غریبی میں کثرت اولاد - جوان اور
خوبصورت عورت کا خراب پڑوسیوں میں رہنا بدہضمی میں روٹی
کھانا۔

۳۷- انکو چھوڑ دو - بیحیا عورت - بیحیا بیوفا دوست بیرحم
مذہب بے علم مرشد نافرمان اولاد۔

۳۸- نیائک شیل کرم اور گن سے منش کی پریکشا ہوتی ہے

جیسے سونے کو گھسوٹی پر کھسنے چھیدنے کوٹنے اور تپانے سے ہوتی ہے

۳۹- جب تک ڈر نہ آئے تب تک ڈرو اور جب سر پر آجائے تو ہمت سے کام لو پھر نہ ڈرو۔

۴۰- بیر اور کانٹے بیر کے درخت میں دونوں ہوتے ہیں گن جدا ہیں ایسا ہی ایک والدین کی اولاد گن اور سبھاؤ میں یکساں نہیں ہوتی

۴۱- بے احتیاطی سے کپتان افسر کم سوا فوج غیروں کے ہاتھ دولت غفلت میں ویانت ہاتھ ہو جاتی ہے۔

۴۲- عارف کے لیے بہشت اور بہادر کیلئے جان کی کوئی قدر نہیں

۴۳- جو شہوات حیوانی پر قادر ہے اسے عورت کی اور خواہش ہائے نفسانی پر قابض ہے اسے دنیا کی ضرورت نہیں

۴۴- بیفایدہ باتیں سمندر میں بارش دولتمند کو دان دینا دن کو چراغ جلانا۔ رجے ہوئے کو کھلانا

۴۵- اچھی چیزیں۔ بھوکے کو بھوجن آنکھوں کی روشنی اپنی طاقت بارش کا پانی۔

۴۶- مردوں میں نائی عورتوں میں مالن پرندوں میں کوا اور چوپایوں میں گیدڑ مکار ہوا کرتے ہیں۔

۴۷- پرندوں میں کوا چوپایوں میں کتا فقیر یا کار چنڈال

ہیں مگر لوگوں کا کرنے والا مہان چنڈل ہوتا ہے۔

۴۸۔ جنم کا اندھا خود غرض مغلوب الشہوت اور شرابیوں میں ہی محسن کش ہوا کرتے ہیں۔

۴۹۔ روح فعل مختار ہے کئے کا پھل پاتی ہے۔ جگت میں بچرتی اور الگ ہو جاتی ہے۔

۵۰۔ رعایا کے گناہوں کا حصہ دار راجہ اور راجہ کا اس کا وزیر۔ استری کا پرش اور شاگردوں کا استاد ہوا کرتا ہے۔

۵۱ دانشمند اپنے نقصان دل کے دکھ عورت کے افعال بد کمینہ طینت اشخاص کی بدزبانی اور اپنی بے عزتی کو پوشیدہ رکھے

۵۲۔ اناج اور روپیہ کے لین دین اور بیج بوہار تحصیل علم اور کھانا کھانے میں زیادہ حیا نقصان دیتا ہے

۵۳۔ پھول میں سگندی لکڑی میں آگ دودھ میں مکھن چنبیلی میں تیل نظر نہیں آتے لیکن غور اور محنت سے دیکھے جاتے ہیں

۵۴۔ محب الوطن فہیم زبان اور دل کے صاف ہوا کرتے ہیں اسی سے ان کا اثر ہوتا ہے

۵۵۔ بڑھاپے میں استری کا مر جانا دولت کا چھن جانا

روٹی کے لئے اوروں کا محتاج ہونا بڑا دکھ ہیں

۵۶- پانی بدہضمی کا علاج کھانے میں طاقت دیتا ہے۔ لیکن کھانے کے بعد پینا امراض کا موجب ہوتا ہے

۵۷- گوشت خور شرابی مورکھ ناخواندہ دھرتی پر محض بوجھ ہیں۔

۵۸- اگر نجات چاہتے ہو تو رحم پاکیزگی اور صداقت حاصل کرو اور نفسانی خواہشوں کو چھوڑو۔

۵۹- نوکر- بھوکا- طالب علم- خوفزدہ- رسویا اور چوکیدار سوتے کو جگا نا مناسب ہے

۶۰- راجہ- سانپ شیر بچہ بھڑ غیر کا کتا- جاہل ان سوتوں کو نہ جگاؤ۔

۶۱- چلنے میں اطراف کی دیکھ بھال کرلو پانی چھان کر پیو بولنے سے پہلے سوچو کام شروع کرنے سے نتائج پر غور کرلو

۶۲ عالم جاہلوں کا- بھکھاری بخیلوں کا- چاند چوروں کا دشمن ہوتا ہے۔

۶۳- اپنے رشتہ داروں میں بھوکا اور بے وقر رہنے سے بہتر ہے کہ انسان پردیس کی مصیبت گوارا کرے

۶۴- سبزی کھانے والے تندرست اور دودھ اور گھی کا استعمال کرنے والے طاقتور ہوتے ہیں

۶۵- جیسے ظالم بادشاہ تباہ ہوجاتا ہے ویسے ہی وہ شخص جو اپنی برادری چھوڑ غیر میں شامل ہوتا ہے

۶۶- نیم کو دودھ اور گھی میں پالنے میٹھی نہیں ہوسکتی ویسے ہی بداصل تعلیم و تلقین سے نیکمرد نہیں بن سکتا

۶۷- گوشت خور میں رحم کا مادہ کم ہوتا ہے۔ زرپرست کا صداقت پسند ہونا مشکل ہے۔

۶۸- گھر کی فکر میں طالب علمی نہیں ہوسکتی اور بدچلن میں پاکیزگی کہاں

۶۹- جاہل کا کام ہے کہ کسی کی خوبیاں نہیں دیکھتا اور خواہ مخواہ گلہ گزاری پر آمادہ ہوجاتا ہے

۷۰- طالب علم کے لئے غصہ لالچ زبان کا چسکا۔ زیور پہننا بناؤ سنگار زیادہ سونا اور نوکری منع ہے

۷۱- ملک اور قوم کا خیرخواہ زر جمع نہیں رکھتا بلکہ عوام کے مفاد پر خرچ کر دیتا ہے۔

۷۲- نیکمرد زندہ تیرتھ ہیں ان کی صحبت سے

ورآچاری سدا جاری بن سکتے ہیں۔

۷۳- مذہبی فرایض ادا کرو ورنہ یہ جسم اور مال و زر قابل فنا ہے اور موت ہر دم گھات میں ہے

۷۴- پردیس میں ودیا اور گھر میں عورت اور بیماری میں دوا اور مردہ کا دوست دھرم ہی ہے

۷۵- دانا نہ ماضی کا اندیشہ اور نہ مستقبل کی فکر کرتے ہیں بلکہ زمانہ حال میں پرشارتھ کرتے ہیں۔

۷۶- مصیبت میں صبر اور اس کا دفعیہ دانائی ہے اور قسمت پر بھروسہ بیوقوفی ہے۔

۷۷- من کی مرادیں ساری کس طرح پوری ہوں۔ اطمینان خاطر (شانتی) کے سوا اس سے نجات مشکل ہے

۷۸- بدباطن اوروں کے عروج کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نیک خصال خود اعلےٰ بننے کی کوشش کرتے ہیں

۷۹- جس کے من کو آرام نہیں وہ نہ شہر اور نہ ہی جنگل میں تسکین حاصل کر سکتا ہے۔

۸۰- ہزاروں گائیوں میں سے بچھڑا اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کے اعمال کی جزا

اسی کے لئے ہے۔

۸۱۔ دوست دولت عورت اور زمین کھوئی ہوئی

مل سکتی ہے۔ مگر اس جسم کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔

۸۲۔ جو پہلے سوچ سمجھکر کام کرتا ہے اسے بعد میں

افسوس کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔

۸۳۔ عورت حاکم آگ پانی سانپ ان سے

با احتیاط پیش آؤ ورنہ تکلیف ہو گی۔

۸۴۔ اگر تم ایک ہی عمل سے دنیا کو تسخیر کرنا چاہتے

ہو تو اپنے من کو قابو کرو۔

۸۵۔ دھرم دھن اناج استاد کی اگیا۔ ضرورت

کیوقت دوائی قبول کر لینی چاہئے۔

۸۶۔ گندے لباس ناصاف دانت اور صبح و شام

کی نیند سے نفرت کرو۔

۸۷۔ کانچ کو سر پر رکھنے سے اس کی قیمت نہیں بڑھ جاتی

اور نہ جواہر کے کیچڑ میں لت پت ہونے سے قدر کم ہوتی ہے

۸۸۔ تھکے ہارے مسافر کی تواضع نہ کرکے جو آپ کھانا

کھا لیتا ہے وہ انسانیت سے گرا ہوا ہے۔

۸۹- صندل کا درخت کاٹنے سے بھی خوشبو دیتا ہے
اسیطرح نیکمرد- مشکلات میں پھنسے بھی مخلوق کا بھلا کرتے ہیں
۹۰- جیسے محل کی چوٹی پر بیٹھنے سے کوا گرڑ نہیں
بنجاتا- اسی طرح بیوقوف کرسی نشین ہو کر عزت نہیں پاتا
۹۱- اس دھن کے حاصل کرنے سے گریز کرو
جس کا انجام دکھوں کی کان دیکھتے ہو-
۹۲- بے عزتی کی زندگی سے مرجانا بہتر ہے
۹۳- ودیا کنٹھ اور روپیہ گانٹھ میں کام دیتا ہے-
۹۴- اکثر ناطاقت فقیر مفلس جنتی ستی بیمار عابد اور
پیرزن پاکدامن بن جاتی ہے-
۹۵- زہر بچھو کی دم- مکھی کے سر سانپ کی پھن
میں ہوتا ہے- لیکن بدچلن و بد باطن شخص مجسم زہر ہے
۹۶- عورت جو خاوند کی اجازت بغیر روزہ داری
فقیر پرستی اور قبر پرستی کرتی ہے سراسر گمراہ ہے
۹۷- حاکم مخنثہ چور گاؤں کا نمبردار بچہ غافل
منگتا دوسروں کی تکلیف سے بے خبر
ہوتے ہیں-

۹۸- جس انسان میں عقل نہیں اور بھوک نیند
ڈر اور خواہشات نفسانی ہیں وہ پورا پشو
۹۹- صحبت زنان سے طاقت گھٹتی ہے -
دودھ کے پینے سے بڑھتی ہے
۱۰۰- ہاتھوں کی خوبی دان دینے سے ہوتی
زیور پہننے سے نہیں ہوتی -
۱۰۱ باصحت گرہستی کے پاس دھن اگیا کاری استری
باحیا فرزند ہے تو وہ سرگ میں ہے -
۱۰۲ برت تیرتھ یاترا اور دان سے بھی استری قابل
بلکہ اپنے پتی کی سیوا کرنے سے ہوتی ہے -
۱۰۳ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے برابر کوئی د
نہیں ودیا کا دان ان سے بڑھکر ہے -

سب کا شبھ چنتک

شنکرداس پریزیڈنٹ میونسپل بورڈ رام نگر

اشتہار

ی مصنفہ کل کتابیں گلدستۂ تہذیب گلدستۂ اخلاق
ستہ ہدایت گلدستہ زراعت وغیرہ مفید عام
ب لاہور سے طلب کریں۔

میرے بیٹے برکت رام جی سیکرٹری
ی پنڈی بھٹیاں کی حیرت انگیز اور
ومات کا ذخیرہ حصول دولت ایجنسی سے
ب کریں۔

شنکرداس سابق ہیڈ ماسٹر
رام نگر

اور کھیلوں کا عمدہ سامان ہر قسم کرپا رام بی اے اینڈ برادرس

OM.

AMAN-I-HIND

BY

MASTER SHANKAR DAS TANEJA,

Retired Head Master.

SCHOOL,

(*now*) PRESIDENT MUNICIPAL COMMITTEE,

RAM NAGAR,

District Gujranwala.

AUTHOR OF

Guldasta-i-Tahzib. Guldasta-i-Akhlaq. Guldasta-i-Zarait and Niti Pushpawali.

For the good of the public and the Government.

1909

---

500 copies] [Price C-5-0.

